ہوالغفور

۷۸۶
۹۲

فیض کے چشمے

عبدالحق ظفر چشتی

پبلی کیشنز مصطفےٰ آباد، لاہور ۵

3378

ہوالغفور

۷۸۶

۹۲

فیض کے چشمے

عبدالحق ظفر چشتی

کرم پبلی کیشنز مصطفیٰ آباد لاہور ۱۵

Marfat.com

86547

69917

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــــ فیض کے چشمے
مصنّف ـــــــــــ عبدالحق ظفر چشتی
اشاعت اول ـــــــــــ اکتوبر ۱۹۹۵ء
تعداد ـــــــــــ ۱۰۰۰
سائز ـــــــــــ ۲۳×۳۶/۱۶
ناشر ـــــــــــ کرم پبلی کیشنز مصطفیٰ آباد لاہور
قیمت ـــــــــــ ۷۵/۰۰ روپے

تمام معروف بک سٹالوں پر موجود ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ دانائے سُبل ختم الرُسل مولائے کُل جس نے (صلی اللہ علیہ وسلم)

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

کلامِ اقبال

Marfat.com

انتساب

مہر آباد شریف (وزیر آباد) کے ان گوہر بار ذروں کو سلام جن سے ہمیشہ میرا دامن لبریز رہا۔

عقیدت کے پھول اس "فیض کے چشمے" کے حضور جہاں سے راقم الحروف کی بیمار روح کو شفا ملی۔

مہر آباد شریف (وزیر آباد) کی ان گوہر بار صبحوں اور شاموں کو سلام جنھوں نے میرے دامن طلب کو کسی اور دروازے پر پھیلانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہونے دی۔

فخر المشائخ، منبع علوم و فنون، مرکز عشق و مستی، ماحئی بدعت و ضلالت، راز دار اسرار لدنی، دور حاضر کے پیر رومی، شیخ القرآن، ابوالحقائق پیر محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کے فیض کے چشمے کو دل کی دھڑکنوں کا سلام۔

آپ کا سایہ شفقت آج بھی میرے لئے پناہ عظیم ہے

اے کرم! اور کرم اور کرم اور کرم

عبدالحق ظفر چشتی

مصطفیٰ آباد لاہور

ستمبر۔ 1995ء

Marfat.com

فہرست

-1	ابتدائیہ	9
-2	منبع فیض	13
-3	منبع فیض قرآن پاک	16
-4	قرآن پاک کے شفا ہونے کی حدیث	23
-5	مہلک امراض کیلئے آیات قرآنیہ	24
-6	شفاء بالقرآن	26
-7	قرآن پاک شفا بخش ہے۔	29
-8	قرآن پاک۔ فیض کا چشمہ چشمہ	32
-9	قرآن پاک کے صرف الفاظ سے شفا	38
-10	حصول اولاد کیلئے وظیفہ	43
-11	منبع فیض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات	47
-12	نیک و بد کا ہالہ (AURA)	61
-13	مزارات شہیدان ناموس رسالت	75
-14	ایک ذاتی واقعہ ایک ذاتی واقعہ	82
-15	ایک اور ذاتی واقعہ	84
-16	فیض کا چشمہ	85
-17	اپیل	86
-18	باؤلے کتے کے کاٹے کا حیرت انگیز واقعہ	86
-19	زبان کی تاثیر کا حیرت انگیز واقعہ	90

Marfat.com

20-	ایک غلط فہمی کا ازالہ	98
21-	شاہ دولہ شاہ کے چوہے اور ان کی حقیقت	98
22-	شہیدان ناموس رسالت	103
23-	کرامت شہید	107
24-	"روحانی شفا خانے" کا فیض	110
25-	مختلف بیماریوں کیلئے فیض کے چشمے	115
26-	چند فیض کے چشموں کی نشاندہی	117
27-	کینسر اور حضرت شاہ یقیق رحمتہ اللہ علیہ	125
28-	حضرت منگو پیر رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی	127
29-	بہرے کانوں کا درست ہونا	132
30-	ایمان افروز بات	134
31-	ڈنڈا پولیس اور خفیہ پولیس	135
32-	فیض کا چشمہ - ماں کے قدم	137
33-	لقوہ اور فالج	140
34-	فالج اور پولیو	143
35-	لقوہ	150
36-	پیشاب کی بندش - جلن اور گردہ کی تکلیف کا علاج	152
37-	علاج گاہیں اور معالجین کی رائے	153
38-	مرض میں کمی اور راحت و سکون	156
39-	روحانی شفا خانے	157

Marfat.com

40-	خارش اور جلدی امراض	158
41-	پیٹ کے جملہ امراض	159
42-	بچوں کا سوکھا پن	160
43-	پیٹ کے جملہ امراض	162
44-	جسمانی جلدی امراض - اٹھراہ پر چھانواں	163
45-	درد گردہ	165
46-	چہرے کے کیل مہاسے	167
47-	قبر کی مٹی سے شفا	169
48-	مختلف امراض کی علاج گاہ	171
49-	نگلی ہوئی سوئی کا علاج	172
50-	ہر مرض کا علاج	177
51-	باؤلے کتے - ریح کا درد - آنکھوں اور ہر مرض کا علاج	180
52-	کلیام شریف اور بزرگان کلیام کا تذکرہ	183
53-	بے شمار امراض کا شفا خانہ	191
54-	علاقہ پوٹھوہار کے آستانوں پر حاضری	194
55-	آنکھوں کی تکلیف	192

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

Marfat.com

هوالغفور الحمید

۹۲ - ۷۸۶

ابتدائیہ

"جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے" راقم الحروف کی پہلی تحریر تھی۔ اہلِ نظر و فکر اور اہلِ قلم نے میری اس نگارش کو جس انداز سے پذیرائی بخشی، یہ صرف اور صرف روحانی شفاخانوں کے معالجین اولیاء و اصفیاء حضرات رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی عنایاتِ کریمانہ کا اعجاز ہے۔ ہزاروں خطوط تبصرے دلنواز ہوئے اور اس سلسلہ کو مزید جاری رکھنے کی چاہتوں کا اظہار ہوتا رہا۔ اس حوصلہ افزائی پر میں نے یہ سفر جاری رکھا اور "فیض کے چشمے" کی صورت میں اس موضوع پر چند صفحات آپ کے ہاتھوں کے لمس کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے، آپ کے ذوقِ مطالعہ کی نذر ہیں۔

مجھے اہلِ کرم کی عنایات فراواں کی عطاؤں کا انتظار رہے گا۔

"جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے" پر اہلِ نقد و نظر کے تبصرے بھی نظر سے گزرے۔ وہ اس نصف النہار پر چمکنے والے آفتاب کے وجود سے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

میں نے ایک روز چمگادڑ کو دیکھا۔ وہ رات کے وقت پاگلوں کی طرح چکر کاٹ رہی تھی۔ کلیوں کی معصومیت اور پھولوں کے شباب کا نظارہ دیکھنے سے محروم، اسے خبر ہی نہیں تھی کہ دن کے چہرے سے نقاب کیسے اٹھتا ہے اور شبِ تار کے تاریک نقاب اٹھنے کے بعد

Marfat.com

آفتاب کا چہرہ کتنا حسین ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ان جملہ نظاروں سے محروم دن کے وقت ایک درخت پر الٹی لٹکی ہوئی ہے تو میں نے آگے بڑھ کر اسے پوچھا، تم اُلٹی کیوں لٹکی ہوئی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نور کے منکر کا یہی حال ہوتا ہے۔ نہ جانے وہ کس نور کی بات کرتی تھی۔

مجھے نور ازلی ذات باری کے مقدس کلام سے راہنمائی مل گئی۔ اس نے بتایا بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ہی امراض کو پیدا کرتا ہے۔ وہی امراض کی شفا پیدا کرتا ہے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس حقیقت کے باوجود فرماتے ہیں۔ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ کہ میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام جب اپنے خالقِ حقیقی کے حضور دست سوال دراز کرتے ہیں تو فرماتے ہیں اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الشَّيۡطٰنُ بِنُصۡبٍ وَّعَذَابٍ۔ کہ اے میرے رب مجھے شیطان نے بہت تکلیف اور دکھ پہنچایا ہے۔ حالانکہ ان سب کا فاعل حقیقی تو پروردگار خود ہے اور ساری دنیا کے لیے بے مثال مُوَحِّد شخصیتیں ان کی نسبت غیر اللہ کی طرف کر کے بھی مشرک نہیں ہوئیں۔

دوسری طرف شفاء مطلق دینے والا جو شفا دینے میں کسی سہارے کسی سبب اور وسیلے کا محتاج نہیں۔ وہ بغیر اسباب و وسیلہ بغیر ادویات کے شفا دے سکتا ہے۔ لیکن جب حضرت سیدا ایوب علیہ السلام کو شفا دینے پر آتا ہے تو حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو حکم دیتا ہے۔ اُرۡكُضۡ بِرِجۡلِكَ‌ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ یعنی پیارے ایوب! اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ تو یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کی ٹھوکر سے نکلنے والے پانی میں ہر بیماری کی شفا کی تصدیق و گواہی معلم کتاب و حکمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی میں موجود ہے اور وہ شفا صرف اُس دَورِ قدیم کے لیے مخصوص نہیں تھی بلکہ تا قیام قیامت اس کی شفا سے آدم علیہ السلام کی اولاد فیض یاب ہوتی رہے گی حضرت ایوب علیہ السلام کے بیمار قدموں کی ٹھوکر سے زمین کی انتھاہ گہرائیوں میں چھپے ہوئے پانی کو ابل کر باہر آنا پڑا۔ ایک عظیم صابر شاکر شخصیت سیدنا ایوب علیہ السلام کے قدموں کو بوسہ دینے پر مجبور ہوا۔ قدرت نے پاؤں کی ٹھوکر اپنے نیک بندوں کے قدموں کے لمس سے پانی کے اجراء، پھر اُن میں شفا کی موجودگی کے خوبصورت تذکرے کیے ہیں۔ جب یہ مثالیں قرآن و حدیث کی روشنی میں موجود ہیں اور اُن سے شفا حاصل کرنے والے بڑی جلیل القدر شخصیتیں انبیاء کرام، صحابہ کرام اولیاء عظام اور پوری امت مسلمہ فیض یاب ہو کر مشرک نہیں ہوتی تو ہم اس مبارک روش کی پاکیزہ راہ پر چلتے ہوئے اُسی کے کرم سے جاری و ساری فیض کے چشموں سے فیض حاصل کر کے مشرک کیسے ہو گئے فیا للعجب!

"فیض کے چشمے" میں بالتفصیل اس بات کو آگے بڑھایا گیا ہے کہ اصل منبع فیض و شفا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی ذات مسبب الاسباب ہے۔ وہ ذات خود ہی اسباب پیدا کرتی ہے۔ بلکہ ساری کائنات کا نظام ہی اسباب پر منحصر ہے۔ خود اس کی ذات حادی ہے۔ لیکن ساری انسانیت کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام کو منتخب فرما کر معبوث فرمایا۔

Marfat.com

فیض کے چشمے میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی فیض محفوظ کر دیا گیا ہے ان میں سے کچھ اشیاء اطباء اور حکماء کا موضوع کچھ ایلوپیتھی ڈاکٹروں کا موضوع ہیں اور کچھ ہمارا موضوع ہیں۔ ہم انہیں روحانی شفاخانے یا فیض کے چشموں سے یاد کرتے ہیں۔

قارئین محترم سے درخواست ہے کہ "فیض کے چشمے" کے مطالعہ سے کہیں مصنف کی لغزش دیکھیں تو بندہ عاصی سمجھ کر معاف فرماتے ہوئے آگاہ فرمائیں اور اگر اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی فیض مل جائے تو یہ فیض ان عظیم شخصیات کی عنایات کریمانہ کی عطا ہے جن کے تذکرے سے میری نگارشات کو حسنِ قبول ملا۔

دعا جو :- عبدالحق ظفر چشتی مصطفےٰ آباد لاہور

Marfat.com

منبعِ فیض

اللہ تعالیٰ ہی مسبب الاسباب ہے۔ وہ خود ہی منزلیں متعین کرنے والا ہے اور خود ہی منزلوں تک پہنچانے کے لیے راستے بنانے والا ہے۔ منزلوں تک راہنمائی کرنے والے راستوں کو چاہ کی خوشبو سے مہکانے والا ہے۔ اس کے کرم کے انداز ایسے خوبصورت اور دلفریب ہیں کہ عقل کائنات گم ہو کے رہ جائے اور سمجھ میں کچھ نہ آئے فلسفی دم بخود ہیں کہ زہر تریاق کیسے بنتا ہے۔ بھنور کنارہ کیسے بنتا ہے لیکن بنتا ہے۔ غم راحت کیسے بنتا ہے، لیکن بنتا ہے بس یہی وہ راز ہے جو کسی کی سمجھ میں آنے والا نہیں۔ راکھ کی پڑیا شفا بن جائے اور سیم و زر کے ساتھ تلنے والی ادویات بے کار ہو جائیں۔ بتاؤ! کوئی ہے جو اس اسرار سے پردہ کشائی کرے، وہ کون ہے جو ترشیوں میں شفاء پیدا

Marfat.com

کرتا ہے اور مٹھاس کو زہر بنا دیتا ہے۔ اگر کوئی اس راز کی زلف کو سلجھانے کی بجائے اس طرف سفر کرے کہ فاعلِ فیض صرف اسی کی ذات ہے اور منبع ہائے فیض صرف اُسی کے بنائے ہوئے ہیں، وہ کب شفا دیتا ہے، کہاں سے شفا دیتا ہے، کیسے شفا دیتا ہے۔ یہ صرف اُسی کے اختیار میں ہے۔ اگر یہ نکتہ کسی کی سمجھ میں آجائے تو پھر وہ ہمارے ساتھ چلے شک وریب کی دلدل سے نکلنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ باقی تمام راستے تباہی وبربادی کے ہیں۔ دین بھی برباد، دنیا بھی برباد۔

جن حضرات کے اذہان وقلوب نے اس نکتہ کو سمجھ لیا، وہی ہمارے مخاطب ہیں کہ منبع ہائے فیض میں ہر وہ چیز شامل ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات نے تخلیق کیا، بلکہ خود اس کا اپنا کلام معجز نما بھی شفا ہے اور مخلوقات میں سے اس کے رسولِ مقبول حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بھی شفا بخش ہے، آپ کے ارشادات بھی شفا ہیں۔ اس کے علاوہ نباتات، جمادات، حیوانات، ادویات، جڑی بوٹیاں، ہوائیں، فضائیں، غرض کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس سے اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی کو فیض نہ دیا ہو۔ انہی اشیاء میں کچھ ہمارا موضوع ہیں، کچھ اطباء وحکماء کا موضوع ہیں، ایلوپیتھی ڈاکٹروں کا موضوع ہیں ہومیوپیتھی ڈاکٹروں کا موضوع ہیں۔ غرض فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ہر غوطہ زن منبع ہائے فیوض وبرکات کے سمندروں میں غوطہ زن ہے اُسے جو کچھ بھی ہاتھ آجاتا ہے۔ وہی اس کے ایمان میں تازگی پیدا کرنے میں معاون بنتا ہے وہ اُسی جوہر کو اپنی کائنات سمجھتا ہے اور اُسی کے حسن میں گم ہوجاتا ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ اُس کے حُسن کی رعنائیوں سے

Marfat.com

لوگ بھی مستفید ہوں۔ دولت حسن کی فراوانی سے وہ خود بھی مسحور رہتا ہے اور اس سحر میں ساری کائنات کو بھی گم کرنا چاہتا ہے۔ کئی لوگوں کو ہم نے دعویٰ کرتے دیکھا ہے کہ اتنے دن میں یہ ہو جائے گا اور اتنے دن میں یہ ہو جائیگا شاید اس کی یہی وجہ ہے، اور اگر اس کی یہ وجہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ منبع شفا صرف اُسی جوہر کو سمجھ رہے ہیں جو اُسے کہیں سے مل گیا ہے تو یقین جانئے وہ راستے سے بھٹک گیا ہے۔ ہم اُس راستے کے راہی نہیں ہیں۔ ہمارا راستہ صرف اس منبعِ فیض اور فاعلِ حقیقی کا راستہ ہے اور ہم اسی راستے پر لے کر دُنیا کو چلانا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جس نے ہمیں "جسمانی امراض کے روحانی شفا خانے" ترتیب دینے پر آمادہ کیا اور "فیض کے چشمے" لکھنے کے لیے انگیخت کیا۔

Marfat.com

منبعِ فیض ــــ قرآنِ پاک

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (۱۵/۸۲) اس آیت مبارکہ کے ضمن میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن جلد پنجم میں تحریر کرتے ہیں:-

"قرآنِ پاک کا قلوب کے لیے شِفا ہونا، شرک و کفر اور اخلاقِ رذیلہ اور امراضِ باطنہ سے نفوس کی نجات کا ذریعہ ہونا تو کھلا ہوا معاملہ ہے اور تمام اُمت اُس پر متفق ہے اور بعض علماء کے نزدیک قرآنِ کریم جس طرح امراضِ باطنہ کی شفا ہے (اسی طرح) امراضِ ظاہرہ کی بھی شِفا ہے کہ آیاتِ مبارکہ پڑھ کر مریض پر دم کرنا اور تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا امراضِ ظاہرہ کے لیے بھی شفا ہوتا ہے۔ روایاتِ حدیث اس پر شاہد ہیں۔ تمام کتب حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موجود ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سفر میں تھی کسی گاؤں کے رئیس کو بچھو نے کاٹ لیا۔ لوگوں نے حضرات صحابہ سے پوچھا کہ آپ اس کا کچھ علاج کر سکتے ہیں تو انھوں نے سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ مریض اچھا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے سامنے اس کا تذکرہ ہُوا تو آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے اس عمل کو جائز قرار دیا۔

اسی طرح دوسری متعدد روایت واحادیث سے خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معوذات پڑھ کر دم کرنا ثابت ہے اور صحابہ و تابعین سے معوذات اور آیاتِ قرآنیہ کے ذریعہ مریضوں کا علاج کرنا اور لکھ کر گلے میں ڈالنا ثابت ہے۔ جس کو اس آیت کے تحت قرطبی نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔"

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں۔ جلد ہفتم، آیہ مبارکہ مندرجہ بالا ملاحظہ فرمایئے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"کفر وجہالت کی بیماری کے لیے شفا اور دلوں کی تاریکی کو دور کرنے والی روشنی ہے۔ روحوں کی کثافت کو دُور کرنے کے لیے جلا ہے۔ قلبی اور نفسانی میل کو صاف کرنے والی ہے اور اندرونی اخلاقِ رذیلہ کو دفع کرنے والی ہے۔ اس صورت میں "مِنْ" بیانیہ ہوگا۔ بعض علماء کے نزدیک "مِنْ" تبعیضیہ ہے اور شفا سے مراد امراض جسمانی کی شفا یعنی قرآن کا کچھ حصہ مثلاً سورۂ فاتحہ وغیرہ جسمانی بیماری کو دور کرنے والا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عَلَیْکُمْ بِالشِّفَائَیْنِ الْعَسَلَ وَالْقُرْاٰن یعنی تم دونوں اسباب شفا کو اختیار کرو۔ شہد اور قرآن، ظاہر ہے کہ شہد بعض جسمانی بیماریوں کی دوا ہے اور شہد کے ساتھ قرآن کا ذکر بھی ہے اس لیے کہنا پڑے گا کہ قرآن بھی جسمانی امراض کی شفا ہے۔

اگر اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جائے تو بے شمار دفتر ختم ہوجائیں۔ لیکن بات مکمل نہ ہو۔ ہم نے صرف چند ارباب علم ودانش کی آراء کو نقل کرنے

Marfat.com

پر انحصار کیا ہے اور ہر دو حضرات اپنے اپنے مکتبِ فکر کے تسلیم شدہ نمائندے ہیں۔ ان کے حوالہ جات سے اور احادیثِ مقدسہ کے حوالہ سے سورۂ فاتحہ اور قرآنِ پاک کی دیگر آیاتِ مقدسہ کے شفا ہونے کا ذکر آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ سورۂ فاتحہ کے ناموں میں سے ایک نام شفا بھی ہے یعنی امراض سے شفا دینے والی۔ ہم قارئین کے ذوقِ ایمان کو جلا دینے کے لیے دورِ جدید کا ایک عظیم مشاہدہ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں، حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:۔

تربیت العشاق ملفوظات قطب الاقطاب حضرت شاہ محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ شہید اللہ فریدی۔ کپتان واحد بخش سیال، سید شریف الحسن صاحبان ص ۲۲۹، ۲۳۰۔

"ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر زین العابدین جو جامعہ ملیہ دہلی میں پروفیسر ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم امریکہ گئے۔ وہاں بعض لوگ ہم سے دریافت کرنے لگے کہ صوفی اور روحانی لوگ کون ہوتے ہیں۔ چونکہ مجھے زیادہ علم نہ تھا، میں نے ان سے کہا، وہ تعویذ وغیرہ لکھتے ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو کچھ پڑھ کر پانی پر دم بھی کرتے ہیں۔ جس کے پینے سے بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئے اور دریافت کیا کہ وہ کیا پڑھتے ہیں میں نے کہا، سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں، انہوں نے کہا، اچھا آپ سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ ہم اس کے تاثرات کے فوٹو لیں گے۔ ان کے پاس ایک خاص کیمرہ تھا۔ جس سے وہ فضا کے تاثرات کا عکس لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے تین چار دفعہ سورۂ فاتحہ سنی اور فوٹو لیئے تاثرات دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا، عجیب بات ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے وہی اثرات

Marfat.com

پیدا ہو جاتے ہیں جو ہمارے سینی ٹوریم میں ہیں۔ یہ سینی ٹوریم ہم نے سائنٹیفک طریقہ پر تیار کیا ہے۔ جس میں مختلف قسم کے نظاروں، آوازوں وغیرہ کو یکجا جمع کر کے اس کے اندر ایک ایسی صحت آور فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ مریض اس کے اندر رہ کر اثرات کی بدولت بغیر دوا کے اچھا ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت اقدس نے مزید فرمایا کہ جو کچھ انسان پڑھتا ہے اس کے تاثرات فضا میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے سالک کو چاہیے کہ وہ عبادت کا کمرہ بالکل علیٰحدہ رکھے اور اس کے اندر کسی کو داخل نہ ہونے دے۔ اس میں صرف مصلّیٰ ہونا چاہیئے اور اسے ہمیشہ مقفل ہونا چاہیئے تاکہ کسی دوسرے کے تاثرات اس میں شامل نہ ہوں اور کمرہ اتنا بڑا ہونا چاہیئے کہ اس میں لیٹ سکے اور اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے۔ یا پھر عبادت جنگل میں کرنی چاہیئے کہ وہ مقام بھی تاثراتِ (غیر) سے مبرا ہوتا ہے۔"

دورِ جدید جن فضاؤں کی تلاش میں ہے اور اُن کی تحقیق و تدقیق میں سرگرداں ہے۔ اُن فضاؤں کے حصول کے لیے لاکھوں کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے اور تاثرات جمع کر رہا ہے اور ایسا ماحول پیدا کرنے میں مصروف ہے جس میں مریض کو بٹھا دیا جائے تو مریض بغیر دوا لیے صحت یاب ہو جائے وہ فضائیں وہ اثرات وہ ماحول ہمارے پاس موجود ہے۔ لیکن ہم ان سے فیوض اور فوائد حاصل کرنے کی بجائے آپس میں دست بگریباں ہیں کہ آیا یہ تاثرات ہیں بھی یا نہیں۔ ہائے افسوس۔ اس بدنصیب دولت مند پر جس کے پاس دولت موجود ہو لیکن اپنی دولت سے بے خبر ہو اور کاسۂ گدائی لیے در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ امریکہ والے سینی ٹوریم بنانے میں اگر کامیاب ہو گئے تو ہمارے مریض ان سینی ٹوریمز میں علاج کرانے کیلئے

Marfat.com

لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ضرور پہنچ جائیں اور اپنے گھر کی عظیم دولت سے بے خبر رہیں گے۔

ہمارے بزرگ کہانی سنایا کرتے تھے کہ پرانے زمانے میں ایک تاجر تجارت کی غرض سے کسی دوسرے ملک جانے کے لیے روانہ ہوا۔ چونکہ اس زمانہ میں لوگ پیدل سفر کرتے تھے اس لیے وہ بھی پیدل ہی جا رہا تھا کہ ایک لٹیرا بھی اُس کے ساتھ ہو لیا۔ اُس نے پوچھا بھئی کہاں جا رہے ہو۔ تاجر نے اپنا مقصد بیان کیا۔ اس نے کہا میں بھی اسی غرض سے جا رہا ہوں۔ دونوں اکٹھے سفر پہ روانہ ہو گئے۔

جب رات ہوئی تو چور کہنے لگا، ہم دونوں تھکے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس دولت بھی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ دونوں سو جائیں اور کوئی چور آ کر ہماری دولت سمیٹ کر لے جائے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک جاگ کر پہرہ دے اور دوسرا آرام سے سو جائے۔ تاجر نے کہا۔ اچھا پہلے تم آرام کر لو میں بعد میں آرام کر لوں گا اور جب وہ سو گیا تو تاجر نے اپنا بٹوہ خاموشی سے اس کی جیب میں ڈال دیا اور آدھی رات کے وقت اُسے بیدار کیا اور کہا کہ بھئی اب تم پہرہ دو اور میں تھوڑی دیر کیلئے آرام کر لوں۔ چور اُٹھ کھڑا ہوا اور تاجر سو گیا۔ تاجر کو گہری نیند سوتے دیکھ کر چور اس کی تلاشی لینے لگا کہ رقم کہاں رکھی ہے اور وہ بٹوہ کہاں ہے تاکہ اس کے سونے میں نکال لوں اور چلتا بنوں۔ ہزار کوشش کے باوجود اُسے بٹوہ نہ مل سکا۔ تھک ہار کر بہانہ بناتے ہوئے اُس نے تاجر کو اٹھایا کہ بھئی مجھے بہت نیند آ رہی ہے، میں جاگ نہیں سکتا، تم اٹھو اور پہرہ دو۔ تاجر اُٹھ کھڑا ہوا اور چور سو گیا۔ چور کے سونے کے بعد تاجر نے بٹوہ آرام سے

Marfat.com

اس کی جیب سے نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

جب صبح اُٹھ کر سفر پر روانہ ہونے لگے تو چور نے پوچھا بھئی بٹوہ ہمارا محفوظ ہے ناں، تاجر نے جیب سے نکال کر دکھا دیا کہ ہاں یہ رہا بٹوہ چور بہت حیران ہوُا کہ یہ جیب تو میں نے دو تین بار دیکھی تھی۔ بٹوہ اس میں سے کیسے نکل آیا۔ دل میں کہا۔ اچھا آج کی رات سہی۔

دوسری رات پھر ایسا ہوُا۔ پہلے چور سو یا۔ تاجر نے اپنا بٹوہ اس کی جیب میں ڈال دیا۔ نصف رات کے وقت چور کو اٹھایا اور خود سو گیا اس کے سونے کے بعد چور نے اس کی خوب تلاشی لی۔ لیکن اُسے کچھ نہ ملا۔ آخر تھک ہار کر چور نے سونے سے پہلے تاجر کو بیدار کیا اور خود سو گیا۔ اس کے سونے کے بعد تاجر نے پھر خاموشی سے اس کی جیب سے بٹوہ نکال لیا جب صبح دونوں سفر پر روانہ ہونے لگے تو چور نے بٹوہ کے بارے میں پوچھا تو تاجر نے اپنی جیب سے بٹوہ نکال کر دکھا دیا۔

آخر دو تین راتیں جب ایسا ہوتا رہا تو چور سے نہ رہا گیا۔ اور اس نے اپنا آپ ظاہر کیا اور پوچھا بھئی یہ بتاؤ کہ تم رات کو بٹوہ کہاں چھپاتے تھے۔ اس نے کہا۔ بے وقوف جب تم میری جیبیں ٹٹول رہے ہوتے تھے اس وقت بٹوہ تو تمہاری اپنی جیب میں ہوتا تھا۔ اگر تم پہلی رات ہی پہلے اپنی جیب دیکھ لیتے تو اتنی مصیبت نہ اٹھانا پڑتی اور پھر اتنی مایوسی بھی نہ ہوتی۔

ہمارا حال بھی اس بے وقوف چور جیسا ہے کہ دولتِ ایمان، دولت قرآن، دولتِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر مرض کی دولتِ شفاء ہمارے پاس موجود ہے وہ جملہ سینی ٹوریم مفت میں ہمارے ہاتھ آئے ہوئے ہیں لیکن کتنے بدنصیب ہیں ہم کہ ان سے غافل ہو کر اغیار کے سینی ٹوریم تک

Marfat.com

رسائی کے لیے لاکھوں روپیہ اور اپنی صلاحیتیں ضائع کرتے پھرتے ہیں۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
گھر کے خورشید پہ ڈال دیے سائے ہم نے

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ تفسیر ضیاء القرآن میں سورۂ یونس کی آیہ مبارکہ نمبر ۵۷ کے تحت تحریر فرماتے ہیں آیہ مبارکہ درج ذیل ہے۔
یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔

آپ فرماتے ہیں :۔
"تازہ ترین تحقیق تو یہ سامنے آئی ہے کہ جو اشک ہماری آنکھوں سے نہیں بہتے وہ معدے میں تیزابیت پیدا کرتے ہیں اور مقعد سے پیچش کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ اگر روحانی بیماریوں کا علاج نہ کیا جائے تو وہ جسمانی بیماریاں بن کر آئندہ کے لیے روگ بن جاتی ہیں کیا یہ بین الاقوامی حقیقت نہیں ہے۔"

EMOTIONS LEADS TO LESEONS

"کہ جذبات امراض کی طرف لے جاتے ہیں۔ پھر کیوں نہ بیشتر بیماریوں کو روحانی بیماریوں کی بنیاد سمجھ کر ذہنی و روحانی سکون پہنچایا جائے۔ وہ وقت دور نہیں کہ مشرق و مغرب کے فرنگی اور سیناسی مرض کے روحانی پہلوؤں کو زیادہ اہمیت دینے لگیں گے۔"

حضرت محترم پیر صاحب نے جس امید و توقع کا اظہار کیا۔ اس کا اظہار ہو چکا ہے۔ جیسا گذشتہ حوالہ نزہت العشاق قطب الاقطاب حضرت شاہ محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے ظاہر ہے۔

86547

Marfat.com

کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ ہم چلچلاتی دھوپ اور پریشان کن حبس اور جھلسا دینے والی گرمی کے ماحول سے اگر کسی ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں آجائیں تو یک لخت تمام حبس اور جھلسا دینے والی گرمی کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اس طرح جب ہم کسی ایسے ماحول میں داخل ہوتے ہیں جہاں ہمہ وقت ذکرِ الٰہی و ذکرِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فضا معمور رہتی ہے تو ہمارے روح و جسم کے جملہ امراض اپنی راہ لیتے ہیں۔

قرآن کے شفا ہونے کی حدیث

حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ "ابنِ مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے سینے میں درد رہتا ہے آپ نے فرمایا۔ قرآنِ پاک پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ اس حدیث کی شاہد حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ جس کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے"۔ وہ روایت یوں ہے:۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت پناہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے حلق میں درد رہتا ہے تو آپ نے فرمایا: قرآن پاک پڑھا کرو۔

صاحبِ تفسیرِ نعیمی حضرت محترم مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

تحریر فرمایا: کہ "ہر ظاہری و باطنی جسمانی و جنانی اور روحانی بیماریوں سے شفا ہونا. اس میں سوز و گداز اور درد دل پیدا ہونا کہ پڑھنے اور سننے والے کو تڑپا دے. قرآنِ پاک کی خصوصیات میں شامل ہے. دوسری آسمانی کتابوں میں یہ صفات نہ تھیں. (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ صـ ۳۷۰)

قرآن پاک کے شفاء جسمانی و روحانی پر گفتگو کے سلسلہ میں حقائق و شواہد اس قدر زیادہ ہیں کہ اس کتاب کا دامن انہیں سمیٹنے سے قاصر ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے آیاتِ قرآنی کے خواص و فوائد پر مشتمل ایک مبسوط کتاب تحریر فرمائی ہے جس کے خلاصے اور تراجم بھی بازار میں آچکے ہیں خواہش مند حضرات اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

دور حاضر میں چند مہلک امراض نے دنیائے طب کو بہت حد تک مایوس کر رکھا ہے. ہم قرآنِ پاک کے منبعِ فیض کے حصہ کے آخر میں الحاج شیخ محمد حافظ بلتستانی کی شب و روز کی محنت و عرق ریزی کا ثمر آیات مبارکہ سے متعارف کراتے ہیں اگر خدانخواستہ کسی کو کینسر یا اس قسم کے کسی بھی موذی مرض نے آلیا ہو تو وہ درج ذیل آیاتِ مبارکہ مسلسل چالیس روز تلاوت کرے. ہمیں یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے گا۔

۱۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ۔ ۱۷/۸۲

۲۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔ ۲۶/۸۰

۳۔ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ۔ ۲۳/۱۱۸

۴۔ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔ ۲۷/۶۲

۵۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ ۲۱/۶۹

۶۔ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

۲۱/۸۳

Marfat.com

۷۔ رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ ۱۰/۵۴

۸۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ ۲۱/۸۷

۹۔ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۲۱/۸۸

۱۰۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۱۱/۵۷

۱۱۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ ۳/۱۷۳

۱۲۔ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔ ۴/۸۱

۱۳۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ ۳۹/۳۶

۱۴۔ ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۲۲/۷۸

۱۵۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۱/۱

۱۶۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ ۸/۴۰

۱۷۔ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔

۱۸۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی میں بھی تمام بیماریوں کی شفا کے لیے بے پناہ تاثیر موجود ہے۔

Marfat.com

شفاء بالقرآن

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں شہد کی مکھی کا تذکرہ فرماتے ہوئے فرمایا ہے یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۶۹/۱۶ یعنی اس کے پیٹ سے رنگ برنگ مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے گویا شہد کی مکھی کے پیٹ سے نکلنے والے مشروب میں شفا ڈالنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اب اگر کوئی طبیب یا معالج اس مشروب کو کسی بیمار کی کسی علّت کے لیے استعمال کرتا ہے تو اس کے لیے شفا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ضروری نہیں کہ اس میں جو شفا رکھی گئی ہے۔ وہ ہر وقت ہر مریض کے لیے شفا کا باعث بھی ہو۔ اس لیے کہ شفا ملنے کا وقت بھی معین ہے۔ بلکہ اس وقت کے تعین کی شاید یہی وجہ ہے کہ کوئی شہد ہی کو وجہِ شفا نہ سمجھ لے۔ اگر یقین محکم ہو کہ اس میں شفا ڈالنے والا اس سے یقیناً شفا عطا فرمائے گا تو پھر یقیناً ملتی ہے۔ اس کی شہادت خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہے۔

ایک صحابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی کو پیچش لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسے شہد کھلاؤ۔ اُس نے شہد کھلایا، تو تکلیف بڑھ گئی۔ اس نے دوبارہ عرض کیا حضور! بھائی کی تکلیف میں افاقہ کی بجائے اضافہ ہو گیا ہے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا: اُسے شہد کھلاؤ۔ اُسے شہد کھلایا گیا تو مرض اور بڑھ گیا جب اس نے تیسری بار عرض کیا کہ حضور تکلیف تو مزید بڑھ گئی ہے تو آپ نے فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جاؤ اس کو شہد کھلاؤ۔ انہوں نے تیسری بار شہد کھلایا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے بھائی کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائی۔

گویا یہ تعلیم دی گئی کہ اس میں شفا موجود ہے اور یقیناً موجود ہے اس کے استعمال سے اگر مرض بڑھ گیا ہے تو یہ پیٹ کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا اور جس میں رب ذوالکرم والاحسان نے خود شفا کا ذکر فرمایا ہے اس سے یقیناً شفا ملے گی۔ یہی اسلام کا بنیادی نکتہ ہے۔ یہ نکتہ ذہن تک رسائی حاصل کرے تو کفر و شرک کی جڑیں خود بخود ہی کھوکھلی ہو جائیں گی۔

شہد کی مکھی کی ایک صفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اَلذُّبَابُ كُلُّهَا فِي النَّارِ يَجْعَلُهَا عَذَابًا لِأَهْلِ النَّارِ إِلَّا النَّحْلُ (نوادر الاصول بحوالہ قرطبی) یعنی دوسرے تکلیف دینے والے تمام جانوروں کی طرح مکھیوں کی تمام قسمیں جہنم میں جائیں گی۔ جو وہاں جہنمیوں پر بطور عذاب مسلّط کر دی جائیں گی۔ مگر شہد کی مکھی جہنم میں نہیں جائے گی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دنیا سے حقارت کی ایک عمدہ مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اَشْرَفُ لِبَاسِ بَنِي آدَمَ لُعَابُ دُودَةٍ وَاَشْرَفُ شَرَابِهِ رَجِيعُ نَحْلَةٍ یعنی انسان کا بہترین لباس کائنات کا سب سے چھوٹا کیڑا (ریشم) کا لعاب ہے اور انسان کا نفیس ترین اور لذت بخش مشروب ایک شہد ہے جو ایک مکھی کا فضلہ ہے (یعنی شہد کی مکھی)

Marfat.com

غرض شہد سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد واضح ہے کہ اس میں شفا ہے
اسی آیہ مبارکہ کے تحت صاحب تفسیر مظہری ارشاد فرماہیں۔
"شہد کے علاوہ کوئی شفا بخش دوا ایسی نہیں کہ ہر قسم کے پھلوں اور پھولوں کا خلاصہ کھینچ کر اس میں آگیا ہو۔ ہر دوا کا ایک مزاج اور خاصیت ہوتی ہے۔ شہد ہی ایک ایسی چیز ہے جو فصل کے اختلاف اور پھلوں اور پھولوں کے تنوع کے لحاظ سے اپنے اندر مختلف خاصیتیں رکھتا ہے۔ بس شہد کا ہر مرض کے لیے شفا ہونا بجائے خود صحیح ہے ... ہر شہد ایک کیفیت کا حامل بھی نہیں ہوتا کسی میں گرمی زیادہ ہوتی ہے کسی میں کم، بعض شہد فالج، لقوہ اور بڑے بڑے موذی امراض میں بہت مفید ہوتے ہیں، بعض کم مفید ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض بالکل فائدہ نہیں دیتے۔ اسہال کو روکنے کے لیے بھی شہد مفید ہوتا ہے اور جاری کرنے کے لیے بھی۔ فاسد مادہ کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور فاسد غذائی مادہ کو نکال پھینکنے کے بعد قبض بھی کر دیتا ہے۔ غرض شہد مقوی بھی ہے، مفرح بھی۔ اچھی غذا بھی ہے اور عمدہ دوا بھی ـــ جتنے فوائد شہد کے اندر ہیں۔ وہ دنیا کی کسی چیز کے اندر نہیں۔ حقیقت میں شہد مجموعہ اضداد ہے۔

Marfat.com

قرآنِ پاک شفا بخش ہے

گذشتہ صفحات میں قرآنِ پاک کے حوالہ سے مختلف اشیاء میں شفا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بغور جائزہ لیا جائے تو قرآن پاک جہاں دنیا بھر کے مسائل میں ہماری راہنمائی فرماتا ہے وہاں اس کے عظیم فائدوں میں ایک فائدہ جسمانی امراض سے شفا بھی ہے۔ ہم ذیل میں چند تجربہ شدہ وہ آیات مبارکہ نقل کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ جن سے مختلف امراض میں خصوصاً اور یقیناً شفا ملتی ہے۔

حدتِ بصر اور آنکھوں کے درد کو دور کرنے کے لیے

یہ دعا سات بار پڑھ کر دم کرنے سے آنکھوں کی جلن اور درد دور ہو جاتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ط وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

صفراوی بخار کے لیے مجرّب

صفراوی بخار جس میں پیاس بہت محسوس ہوتی ہے اور مریض بخار

Marfat.com

ہیں بار بار پانی طلب کرتا ہے۔ برف مانگتا ہے۔ مگر پانی پیتے ہی فوراً قے ہو جاتی ہے اور جوں جوں پانی پیتا ہے آگ پکارتا ہے۔ انتہائی بے چینی ہوتی ہے۔ ایسے مریض کے لیے یہ آیات مبارکہ لکھ کر گلے میں ڈالیں انشاء اللہ فوراً تسکین ہو گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ رَبُّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ناف کا ٹلنا

اگر ناف ٹھیک نہ ہوتی ہو تو قرآنِ پاک کی یہ آیہ مبارکہ لکھیں اور موم جامہ کر کے زیرِ ناف باندھیں

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

ہر قسم کی تکلیف اور بیماری کیلئے مجرّب سات سلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

Marfat.com

یہ مذکورہ آیاتِ مبارکہ اور دیگر بے شمار آیاتِ حمیدہ صدیوں سے اہل اللہ کے تجربات کی شاہد ہیں کہ دنیا کو قرآنِ پاک سے شفا ملتی ہے۔ اگرچہ اس کے فیوض و برکات میں سے ایک بالکل ایسا شعبہ ہے جو لاکھواں یا کروڑواں حصّہ کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک کے فیوض و برکات کے بے شمار شعبے ہیں۔ دنیا بھر کی جہاں بانی سے لے کر دنیا بھر کے علوم کا منبع اور ساری دنیا کے معاشی، تمدنی، سیاسی، فقہی قانون کے بے شمار علوم کا مرکز ہے اُن میں سے اس کے الفاظ سے ہر قسم کی بیماریوں کی شفا بھی حاصل کی گئی ہے۔ اس لیے ہم نے منبعِ فیض کے طور پر سب سے پہلے اسی کا انتخاب کیا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ پاک فیض کا چشمہ

دورِ حاضر ابتلا و امتحان کا دَور ہے۔ ایک طرف غربت و افلاس اور نکبت و تنگدرنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں تو دوسری طرف بے یقینی تشکک اور عدم اعتمادی کا دور دورہ ہے اور تیسرا سب سے بڑا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے کہ اپنے دین کے شعار پر پختہ یقین ختم ہو رہا ہے۔ نوجوان نسل میں ایسے نوجوانوں کی کمی نہیں جنہیں جدت پسندی کے اژدھے ڈس چکے ہیں اور وہ قرآنِ پاک تک کو ہدفِ تنقید بنانے سے گریز نہیں کر رہے اور وہ بلا جھجک کہہ دیتے ہیں۔ اجی قرآن عربی صرف عرب والوں کے لیے ہے۔ ہمارے ہاں عربی میں کیوں خواہ مخواہ وہ زبان جو ہماری ہے ہی نہیں۔ اس کو کیوں سیکھیں سمجھیں اور بے سوچے سمجھے حرزِ جاں کیوں بناتے پھریں۔

جس بچے نے کالج کے میدان میں فلسفہ مودودیت سے سبق حاصل کیا اور اُسے ذہن نشین کر دیا گیا ہو کہ پیاسا پانی پانی کی ایک ہزار تسبیح نکال لے تو کیا اس کی پیاس مٹ جائے گی۔ حکیم کا نسخہ گلے میں تعویز بنا کر ڈال لیا جائے تو کیا آرام آجائے گا۔ اگر انتہائی شدید سردی کے موسم میں لحاف لحاف پکارتا رہے تو کیا لحاف کے الفاظ میں اتنی گرمی ہے کہ وہ سردی سے بچا سکے۔ ہاں پانی پانی کی ایک سو دس تسبیح نکالنے والا اگر دو گھونٹ پانی حلق سے نیچے اتار لے۔ تو اس کے جگر کی آگ ٹھنڈی ہو جائیگی حکیم کے نسخے کا تعویز بنانے کی بجائے نسخے

Marfat.com

کے مطابق ادویات لی جائیں اور اُن کو استعمال کیا جائے تو آرام آجائے گا۔
اور انتہائی سردی کے عالم میں لحاف لحاف کا ورد پکارنے کی بجائے صرف
دو تین کلو روئی والا لحاف لے کر اوڑھ لیا جائے تو سردی ختم ہو جائے گی،
اب جو شخص ان بودی سی مثالوں سے ہی گھائل ہو چکا ہو۔ وہ اگر مسعود کھدر پوش
اور دیگر ایسے ہی لوگوں کی طرح نماز کو اُردو میں پڑھنے پر کیوں تیار نہ ہو جائیں گے۔
اب ان مغربیت زدہ کور مغزوں کو کون سمجھائے۔ بھئی ایسا نہیں ہے۔
ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ پیاسا بار بار پانی پیتا ہے۔ پھر بھی اس کی پیاس
نہیں مٹتی۔ پھر اگر پانی پانی تسبیح پڑھنے سے پیاس نہ مٹے اور۔ پانی پینے
سے بھی پیاس نہ بجھے تو اس کا کیا علاج ہے۔
اس کا علاج یہ ہے کہ نظر اسباب پر نہ رکھی جائے۔ نظر مسبب الاسباب
پر رکھی جائے۔ وہ چاہے۔ تو مرضِ استسقاء میں مبتلا کر کے منوں پانی سے بھی
پیاس نہ بجھنے دے۔ اور اگر کرم فرمائے تو پیاس کے ہوتے ہوئے بھی روزہ
کی حالت میں پانی کے ٹھنڈے مشروبات کی موجودگی میں بھی اُن کی طرف
آنکھ اُٹھانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہونے دے اور پانی پیئے بغیر ہی
پیاس کی شدت کم کر دے۔
اور جہاں تک نسخے کے استعمال کا تعلق ہے تو بھئی! ہمارے نزدیک
صرف نسخے پر اعتماد کرنا بھی کفر ہے، کسی نسخے پر اعتماد کرنا بھی کفر ہے۔
کسی گولی، کسی کیپسول اور کسی انجیکشن میں کہاں شفا پائی جاتی ہے۔ اگر نسخہ
استعمال کرنے سے ہی شفا مل سکتی تو کتابوں میں نسخوں کی بھرمار ہے۔ تیار شدہ
نسخے بھی مل جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی بیماری کے مطابق نسخہ لے، استعمال
کرے اور بس، شفایاب ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہونا ممکن نہیں، اگر ہو جاتا۔ تو

Marfat.com

بات بن جاتی۔ جملہ میڈیکل کالج، میڈیکل یونیورسٹیاں بند ہو جائیں۔ اس لیے کہ ہر نسخے میں یقینی شفا ہونے اور اُسے استعمال کرنے کی صلاحیت ہوتے کے بعد کسی طبیب، حکیم اور ڈاکٹر کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔

یہ سارا فلسفہ ہی بے بنیاد ہے۔ اصل شفا نہ نسخے میں ہے اور نہ اس کے استعمال میں ہے۔ شفا کسی اور کے ہاتھ میں۔ وہ ایک مریض کے لیے جس نسخے میں چاہے شفا ڈال دے اور اگر چاہے تو بغیر نسخے کے بھی صرف کسی کی دعائے خیر سے ہی شفا دے دے۔

جب تک یہ حقیقت سمجھ میں نہ آئے اس وقت تک تو فلسفہ موزونیت کی چھاپ ذکر و ذہن پر اثر پذیر رہتی ہے۔ اگر یہ چھاپ اتر جائے تو پھر مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ پھر اس ذات سے وابستہ اور قریب جو چیز جو شخص جو ذات جو جگہ ہوتی اُس سے جو شخص جو جگہ ہوگی۔ اس سے بھی انس بڑھ جائے گا۔ اُسے اس کے قرب سے بھی لذت ملے گی، سکون ملے گا، آرام ملے گا

اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام کا بھی یہی عالم ہے ہم جانتے ہیں کہ ہمیں اور ہمارے معاشرے میں عربی کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ نہ صحیح طریقے سے پڑھ سکتے ہیں۔ نہ سمجھا سکتے ہیں، نہ سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں پھر بھی عربی سے سب سے زیادہ پیار ہونا چاہیے کہ حضور رحمتِ کائنات معلم علم و حکمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَّالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ" کہ میں عربی ہوں، اللہ تعالیٰ کا کلام عربی ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔

پھر حیرت ہوتی ہے کہ پانی پانی کی رٹ اور نسخہ نسخہ کہنے والے حضرات کی نظر سے مخاطبِ اول قرآن پاک وجہ نزول قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد

Marfat.com

کیسے دور ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک کے سادہ پڑھنے سے بھی اجر و ثواب ملتا ہے اور اس کے حرف کے پڑھنے میں دس دس نیکیاں ہیں اور صرف الم پڑھ لینے سے تیس نیکیوں کے اجر و ثواب کا استحقاق ملتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ بچوں کو مستقبل کے معماروں کو ابتدا ہی سے یہ تعلیم دی جائے کہ بچو! اس کا پڑھنا اجر و ثواب کا حق دار بناتا ہے۔ اس کا سننا بھی باعثِ راحت و رحمت ہے اس کو بغور پڑھنا دنیا و جہاں کی حکمرانی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اس پر عمل دنیا و آخرت کو سنوارتا ہے۔ نجات دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی و رضا کا سبب بنتا ہے۔

مصطفےٰ آباد لاہور جب یہ بستی ابھی دھرمپورہ کے نام سے موسوم تھی۔ اس بستی میں میری آمد ۱۹۶۲ء کے اوائل کی ہے۔ پھر اس کے بعد دو چار سال کے ابتدائی عرصہ میں ایک نوجوان میرے حلقۂ محبت میں آیا، قریب ہوا اور پھر قریب تر ہوتا چلا گیا۔ مجھے فخر ہے کہ مصطفےٰ آباد لاہور میں میری شناسائی چند ایسے لوگوں سے ہوئی جو محبت و الفت اور خلوص و مروّت کے پیکر ہیں۔ ان میں سے ایک نوجوان محمد جاوید اقبال چشتی صابری ہے۔

۱۹۸۲ء میں یہ پیپسی کولا میں سیلز مینجر کی حیثیت سے تعینات تھے کہ معاملات دنیا کے کچھ مسائل میں پھنس گئے۔ ڈپریشن کا شکار ہوئے۔ اس نے اعصاب پر بھرپور تسلط جما لیا اور یہ بلڈ پریشر کے مریض ہو گئے۔ اس مرض نے اتنا طول پکڑا کہ دن میں دو دو تین تین بار یو۔سی۔ انچ میں داخل ہونا پڑتا۔ بلکہ مرض اس قدر بڑھا کہ یہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ڈاکٹروں کی سمجھ میں بات نہ آتی تھی کہ ہزار علاج کے باوجود ان کا بی پی نارمل کیوں نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لو تو لگی ہوتی تھی

Marfat.com

جب بڑے ہسپتالوں کے ڈاکٹروں کی سمجھ جواب دینے لگی تو فطرت منادی نے آکر کان میں ایک بات کہہ دی۔ جاوید! تمہیں خبر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۱۷/۸۲ یعنی اور ہم قرآن پاک میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو اہل ایمان کے لیے رحمت اور شفا ہے اور وہ ظالموں کے لیے سوائے نقصان کے کچھ زیادہ کرتا۔ تو تو شافی مطلق کے مقدس کلام سے رجوع کیوں نہیں کرتا، جو سراسر شفا بھی ہے اور رحمت بھی اور اسی فرمان الٰہی میں ہے۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط ۱۶/۶۹ اور اس (شہد) کی مکھی کے اندر سے ایک شربت نکلتا ہے۔ جو مختلف رنگ کا ہوتا ہے۔ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے لہٰذا آؤ! قرآن پڑھو، شہد پیو، پھر دیکھو اس مرض سے شفا کیسے نہیں ملتی۔

جاوید صاحب کہتے ہیں کہ میں نے روزانہ تین چار پارے پڑھنے شروع کر دیئے اور شہد کا استعمال شروع کر دیا۔ چند ہفتوں میں ڈپریشن بھی گئی۔ بی پی بھی نارمل ہو گیا۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

ہم قوم کے ذہن پر دستک دیتے ہیں کہ آؤ واپس لوٹ آؤ۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام عام پانی عام نسخے کی طرح کا نہیں ہے اس کے معانی اگر کائناتِ ارضی و سماوی کے اسرار و رموز سے آشنا کرتے ہیں تو اس کے الفاظ بھی روحانی و جسمانی امراض سے شفا دیتے ہیں۔

جاوید صاحب نے مزید بتایا کہ میں مصطفےٰ آباد، مدنی روڈ کے آخر میں جس مکان میں رہائش پذیر ہوں۔ اس مکان میں شاید کسی چیز کا سایہ ہے دیواروں پر کہیں کہیں چھوٹے بچے کا پاؤں لگا ہوا نظر آتا تھا۔ لیکن اہل

Marfat.com

خانہ نے جاوید صاحب سے اس کا بھی تذکرہ نہ کیا کہ وہ ایسی باتوں پر اکثر جھڑک کر رکھ دیتے ہیں۔ ایک دن ایسا ہوُا کہ عین چھت پر جہاں پنکھا آویزاں ہے اس کے ساتھ ایک چھوٹے بچے کا پاؤں بڑی خوبصورتی کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اہلِ خانہ نے جاوید صاحب سے کہا جناب یہ دیکھیں کہ یہ پاؤں کا نشان کیسا ہے؟ جاوید صاحب حیران ہو گئے۔ اس مقام تک کسی کا پہنچنا، بچے کو الٹا کر کے اتنی صفائی سے پاؤں لگوانا ممکن نہیں۔ متفکر تو ہوئے لیکن بچوں پر اس کے اثرات ظاہر نہ ہونے دیے۔

جاوید صاحب کہتے ہیں میں نے ایک دوست ملک صاحب کو یہ پاؤں دکھایا تو وہ مجھے والٹن مدینہ کالونی میں لے گئے۔ رات کافی بھیگ چکی تھی۔ مولانا صاحب دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ایک کتاب نکالی۔ اس میں ایک قینچی رکھی۔ اس کو مضبوط باندھا اور مجھے مضبوطی سے تھام کر رکھنے کو کہا، اور کہا کہ میں کچھ پڑھتا ہوں، کتاب کو پھرنے نہ دینا۔ لیکن ان کے پڑھتے پڑھتے میری ہزار کوشش کے باوجود کتاب پھر گئی۔ یہ عمل کوئی تین بار دہرایا گیا اور ہر بار میں کتاب کو محفوظ نہ رکھ سکا۔ آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کل یہ یہ چیزیں لے آئیں۔ میں دم کر دوں گا اور یہ سایہ وغیرہ دوبارہ گھر میں کبھی نہ آئے گا۔ نہ بچوں کو خوفزدہ کرے گا۔

مولانا صاحب کی باتیں حیران کن تھیں اور قابلِ یقین بھی۔ لیکن میرے نہاں خانے میں سوئے ہوئے میرے اندر کے جاوید سے کسی نے کہا۔ جاوید! یہ سارے علاج بجا سہی لیکن ذرا قرآن پاک کی طرف رجوع کر کے دیکھو، آیا اس تکلیف کا علاج بھی اس میں موجود ہے یا نہیں۔

Marfat.com

دوسرے روز صبح سے میں نے حسب معمول قرآنِ پاک پھر ہاتھ میں لے لیا اور سابقہ دستور کے مطابق تلاوت کلامِ پاک شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ نشان بھی ختم کر دیا اور اس کے بعد بھی کبھی کسی ڈراؤنی شکل نے ڈرانے کی کوشش نہیں کی اور نہ کبھی کسی کے پاؤں کے نشانات نظر آئے۔ الحمدللہ۔ قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کا کلام معجز نما ہے۔ یہ ہر اعتبار سے باعثِ کرم و عنایت ہے۔

یہی وجوہات ہیں کہ ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سراپا مجسمہ قرآنِ پاک کی تفسیر تھے وہ جہاں قرآنِ پاک کی تعلیم دیتے تھے وہاں وہ قرآن پاک کی آیاتِ مبارکہ بیماریوں تکلیفوں دیتے تھے اور خود بھی پڑھ کر پھونکتے تھے۔ مادی وسائل کے لیے قرض کی ادائیگی اور دیگر کئی آیات کی تلاوت کا سبق دیتے تھے۔

قرآنِ پاک کے صرف الفاظ سے شفا اور خود صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

اس حوالے سے چند احادیث کا ذکر کافی معاون ثابت ہوگا

۱۔ طبرانی نے صغیر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دفعہ نماز کی حالت میں بچھو نے کاٹ لیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ بچھو پر خدا کی لعنت۔ یہ نہ کسی نمازی کو چھوڑتا ہے نہ کسی اور کو، پھر آپ نے پانی اور نمک منگوایا اور جہاں بچھو نے کاٹا تھا وہاں آپ نمکین پانی ملتے جاتے تھے اور قل یاایھا الکفرون، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب

Marfat.com

الفلق اور قل اعوذ برب النّاس پڑھتے جاتے تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پر یہ دعا پڑھتے تھے اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ یعنی میں تم کو اللہ تعالیٰ کے بے عیب کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان اور موذی سے اور ہر نظر بد سے۔"

(بخاری، مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۳۔ حضرت عثمان ابن العاص الثقفی رضی اللہ عنہ کے متعلق، مسلم، موطا طبرانی اور حاکم میں تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں۔ مجھے ایک درد محسوس ہوتا ہے جو مجھ کو مارے ڈالتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنا سیدھا ہاتھ اس جگہ پر رکھو جہاں درد ہوتا ہے پھر تین مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو اور سات مرتبہ یہ کہتے ہوئے ہاتھ پھیرو کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس چیز کے شر سے جس کو میں محسوس کرتا ہوں اور جس کے لاحق ہونے کا مجھے خوف ہے۔"

موطا میں اس پر یہ اضافہ ہے کہ حضرت عثمان ابن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میرا درد جاتا رہا اور اسی چیز کی تعلیم میں اپنے گھر والوں کو دیتا ہوں۔

مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے

Marfat.com

آکر پوچھا۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بیمار ہو گئے ہیں ؟
آپ نے فرمایا، ہاں۔ انہوں نے کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ "میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ میں اس کے نام پر آپ کو دم کرتا ہوں۔

اس سے ملتی جلتی ایک روایت مسند احمد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھے۔ میں عیادت کے لیے گیا تو آپ کو سخت تکلیف میں پایا۔ شام کو تو آپ بالکل تندرست تھے۔ میں نے اس قدر جلدی تندرست ہو جانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے چند کلمات پڑھ کر دم کیا اور آپ نے پھر حضرت عبادہ بن صامت کو قریب قریب وہی الفاظ سنائے جو اوپر والی حدیث میں نقل کیے گئے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی مسلم اور مسند احمد میں ایسی ہی روایت نقل کی گئی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت سیدہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ میرے پاس اس وقت قریشی خاندان بنی عدی کی ایک ہماری عزیزہ عورت شفا بنت عبداللہ تشریف فرما تھیں جو ہجرت سے پہلے ایمان لا چکی تھیں جو بھڑ یا مکھی وغیرہ کے کاٹے کا دم کیا کرتی تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو خود

Marfat.com

حضرت شفا بنت عبداللہ کی یہ روایت امام احمد ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے حفصہ کو جس طرح لکھنا پڑھنا سکھایا ہے۔ ذباب اور سانپ، بھڑ کا جھاڑنا سکھا دو۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ بیمار ہیں اور یہودیہ عورت ان کو دم کر رہی ہے۔ اس پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ کتاب اللہ شریف پڑھ کر دم کرو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جو بخاری، مسلم مسند احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ میں منقول ہے اور اس کی تائید بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روایت بھی کرتی ہے۔

اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کی ایک جماعت کو ایک مہم پر بھیجا جن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ یہ حضرات راستے میں ایک قبیلے کی بستی کے قریب جا کر ٹھہرے، قیام کیا اور قبیلے کے لوگوں سے کہا ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ لیکن انہوں نے صحابہ کی میزبانی سے انکار کر دیا۔ اتنے میں قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔ وہ لوگ اس پریشانی کے عالم میں صحابہ کے پاس آئے اور آکر پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی دوا یا ایسا عمل موجود ہے۔ جس سے تم ہمارے سردار کا علاج کر دو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ علاج تو ہمارے پاس ہے۔ لیکن چونکہ تم ہماری میزبانی سے پہلے انکار کر چکے ہو۔ اس لیے جب تک تم کچھ دینا نہ کرو گے، ہم تمہارے سردار کا علاج نہیں کریں گے۔ انہوں نے

Marfat.com

بکریوں کا ایک ریوڑ (بعض روایات میں ۳۰) دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے جا کر سردار کے ڈسے ہوئے مقام پر سورہ فاتحہ شریف پڑھنی شروع کر دی اور لعاب دہن اس پر ملتے رہے۔ آخر کار بچھو کا اثر زائل ہو گیا اور قبیلے والوں نے جتنی بکریاں دینے کا وعدہ کیا تھا وہ لا کر دے دیں۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ ان بکریوں سے اس وقت تک فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ جب تک معلم کتاب و حکمت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیا جائے، نہ معلوم اس کام پر اجر لینا جائز بھی ہے یا نہیں۔

چنانچہ جب یہ لوگ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ سورہ مبارکہ اس طرح دم کرنے کے کام بھی آتی ہے، بکریاں لے لو اور ان میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

بلکہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ یعنی بجائے اس کے کہ تم کوئی اور عمل کرتے تمہارے لیے یہ بات زیادہ احسن اور بہتر و حق بات ثابت ہوتی کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھ کر دم کیا اور اس کی اجرت وصول کی۔

Marfat.com

حصولِ اولاد کیلئے وظیفہ

ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے کیلئے تشریف لائے تو آپ سے حضرت امیر معاویہ کے ایک خادم نے کہا کہ میں بہت امیر آدمی ہوں لیکن میرے ہاں اولاد نہیں، مجھے کوئی چیز ایسی بتائیں، جس سے مجھے اللہ تعالےٰ اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ استغفار پڑھا کر۔

اس نے استغفار شروع کردی اور روزانہ سو بار استغفار پڑھتا ـــــــ اس کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے اُسے دس بیٹے عطا کئے۔ یہ خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ تو انہوں نے اس شخص سے کہا۔ تو نے حضرت امام سے یہ دریافت کیوں نہیں کیا، کہ یہ عمل حضور نے کہاں سے فرمایا۔ جب اس شخص کو حضرت امام صاحب سے دوبار نیاز حاصل ہوئے، تو اس نے آپ سے دریافت کیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ تو نے حضرت ہُود علیہ السلام کا قول نہیں پڑھا جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔ يَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ

۱۱/۵۲ اور حضرت نوح علیہ السلام کا یہ ارشاد فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ۝ ۷۱/۱۰تا۱۲

یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے ارشاد فرمایا کہ میں نے کہا کہ اپنے

Marfat.com

رب سے اپنے گناہ بخشواؤ اور معافی مانگو، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے بہترین نہریں نکال دے گا۔

گویا حصولِ اولاد کے لیے استغفار کا بکثرت پڑھنا قرآنی عمل ہے۔

حوالہ کے لیے دیکھیں: تفسیر حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی تاج کمپنی صفحہ ۳۶۴ سورہ ہود کی آیہ مبارکہ ۵۲

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ۵۲

مفسرین فرماتے ہیں کہ قوم عاد پر اکثر بارشیں بند رہتی تھیں اور قحط سالی کا نمونہ رہتا تھا۔ کیونکہ وہ یمنی علاقہ انتہائی مشرقی علاقہ تھا۔ جہاں خشکی زیادہ ہوتی تھی۔ اس وقت بھی جب آپ تبلیغ فرماتے تھے تین سال سے بارشیں نہیں ہوئی تھیں۔ اسی خشک سالی کی وجہ سے اول تو اولاد ہوتی ہی نہیں تھی اگر ہوتی تو سوکھی، سڑی، بیماری زدہ پیدا ہوتی تھی۔ اس لیے حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں پہلے استغفار پڑھنے کا حکم عطا فرمایا کیونکہ استغفار کا وظیفہ رزق، اولاد، عزت اور خوشحالی کے لیے اکسیر ہے۔

اللہ کے نیک بندوں نے بانجھ عورتوں کے لیے ایک اور روحانی نسخہ لکھا ہے۔ اس نسخہ کے استعمال سے یقیناً اللہ تعالیٰ اولادِ نرینہ سے مستفید فرمائے گا۔ نسخہ حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

۲۱ خرموں (چھوہاروں) پر سات سات بار درود تاج شریف پڑھ کر دم کریں اور ہر روز ایک چھوہارا کھائیں۔ بعد از حیض طہر میں ہم بستر ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ خدائے بزرگ و برتر اپنے محبوب کی تعریف کے صدقے میں اولادِ نرینہ سے نوازے گا۔

وہ عورت جس کے حمل گر جاتے ہوں اس کے لیے سیاہ مرچ اور اجوائن پر ۷۰ مرتبہ یہ آیہ کریمہ پڑھی جائے۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

اس کے بعد سورہ کافرون اور سورہ مزمّل ۷ بار، الم نشرح ۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ حاملہ عورت سات عدد مرچ سیاہ اور تھوڑی سی اجوائن وضع حمل تک کھاتی رہے اور یہ نقش لکھ کر کمر پر باندھے۔

كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ يَخْرُجُ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔

Marfat.com

Marfat.com

منبعِ فیض

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

Marfat.com

Marfat.com

منبعِ فیض حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات

قرآنِ پاک کے بعد دنیا میں منبعِ فیض کے طور پر سب سے بڑا فیض کا چشمہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے آپ کا نامِ پاک، آپ کا لعابِ دہن، آپ کے بال مبارک، آپ کا غسالہ مبارک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کیلئے استعمال کیا ہے، آپ کی ردا یعنی چادر مبارک بھی بےشمار فیوض و برکات کی حامل ہے جن میں سے چند ایک شواہد ایمان کی تازگی کے لیے بہت ضروری ہیں۔

نامِ پاک میں شفا

حضور نبی کریم محبوبِ ربّ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم گرامی لاتعداد اور بے حد و عد فیوض و برکات کا حامل ہے۔ کفر و ضلالت کی بیماریوں سے لے کر جملہ روحانی اور جسمانی امراض کے لیے شفا کا حامل ہے پہلے ہم حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر کے مختلف پہلوؤں سے شفا کے حصول پر گفتگو کا جائزہ لیتے ہیں۔

لعابِ دہن شفا ہی شفا

جو لعابِ دہن مرہمِ کُل زمن   اس کی تخلیقی ندرت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

لعابِ دہن اور پیٹ کا درد

حضرت ملاعب الدسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پیٹ میں سخت درد ہو رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ درد سے چھٹکارا نصیب ہو۔ جیسے ہی بارگاہِ بے کس پناہ میں میرے پیٹ کے درد کا ذکر ہوا تو کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل نسخہ تجویز فرمایا فَتَنَاوَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَارَةً مِّنَ الْاَرْضِ فَتَفَلَ فِيْهَا ثُمَّ نَادَلَ اِيَّاهُ فَقَالَ دُفْهَا (اَیْ خَلَطَهَا) بِمَاءٍ ثُمَّ اَسْقَاهَا اِيَّاهُ فَبَدِءَ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک ڈھیلا اُٹھایا۔ اس پہ اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا: اس کو پانی میں گھول کر پلا دینا۔ جب حسبِ ارشاد پلا یا گیا تو پیٹ کے درد سے فوراً شفا مل گئی۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷)

لعابِ دہن اور زخم

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو ایک جنگ میں سر اور ٹانگوں پہ تلواروں کی کاٹ کے بڑے گہرے زخم آئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انہیں حضور کی خدمتِ عالیہ میں اُٹھا کر لے آئے۔ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی نازک حالت دیکھی تو اپنا لعابِ دہن اُن کے گہرے زخموں پہ لگایا فَتَفَلَ عَلٰی جُرْحِهٖ فَلَمْ يُؤْذِهٖ تو فوراً اچھے ہو گئے۔

(رحمۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۴)

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن — کون بچائے بچاتے یہ ہیں

Marfat.com

لعابِ دہن اور آنکھ کی تکلیف

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ کے دن میری آنکھ میں دشمن کا تیر لگا جس سے میری آنکھ پھوٹ گئی سخت درد کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا :
فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وَدَعَالِیْ فَمَا اٰذَانِیْ مِنْہَا شَیْئٌ" یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری آنکھ میں) اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دعا فرمائی پس مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہو گئی اور اور میں کامل شفایاب ہو گیا۔

؎ ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں　　روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں

لعابِ دہن اور سینے کا درد

جنگ احد میں حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کے سینے میں تیر لگا جس سے بڑا گہرا زخم ہو گیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے : فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وسلم فِیْہِ فَبَلِءَ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا تھوک لگایا اور وہ فوراً شفایاب ہو گئے۔ (اسد الغابہ ص ج ۴ ۲۵۰۔ شفا شریف)

لعابِ دہن اور ہاتھ کا جلا ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَاَذْکِفَاتِ الْقِدْرُ عَلٰی ذِرَاعِ مُحَمَّد ابن خَاطِبَ وَھُوَطِفْلٌ فَمَسَحَ عَلَیْہِ وَدَعَالَہٗ وَتَفَلَ

Marfat.com

فِيهِ فَبَدَءَ لِجَبِينِهِ ۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص۶۹ شفا شریف ص۲۱۴ زرقانی ج ۵ ص ۱۹۲)

یعنی حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ جو ابھی بچے تھے ان کے ہاتھ پر پکتی ہوئی ہنڈیا گر پڑی جس سے ان کا ہاتھ جل گیا حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جلے ہوئے ہاتھ کی جگہ پہ ہاتھ پھیرا، دعا فرمائی اور لعابِ دہن لگایا۔ جلا ہوا ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا سبحان اللہ

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں

لعابِ دہن اور چشم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فتح خیبر کے روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں دکھنی تھیں یعنی آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں طلب فرمایا آپ نے فرمایا: اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِب قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَدَاَ حَتّٰى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ علی کہاں ہے۔ عرض کیا گیا، اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انہیں بلاؤ حضرت علی ابن ابی طالب حاضر خدمت ہوئے تو سرکار والا تبار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اُن کی آنکھوں میں ڈالا تو وہ فوراً شفایاب ہو گئے۔ جیسے کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی (بخاری ص۶۰۶، البدایہ ص۱۸۵ جلد ۶، شواہد النبوۃ ص۱۵۸)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

Marfat.com

لعابِ دہن اور لکنت اور دستِ کرم اور بال

حضرت بشیر بن عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرتِ عقبہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔ میں روتا ہوا بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا تو حضور یتیموں و بیواؤں کے ملجا و ماوا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بشیر کیوں روتے ہو۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ تیری والدہ ہو۔ یہ کہہ کر مجھے تسلی دی اور میرے سر پہ ہاتھ مبارک رکھا۔ جتنے بالوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا، وہ ساری زندگی سفید نہیں ہوئے۔ باقی سارے بال سفید ہو گئے۔ وَكَانَتْ فِىْ لِسَانِىْ عُقْدَةٌ فَتَفَلَ فِيْهَا فَتَحَلَّتْ، اور حضرت بشیر بن عقبہ کہتے ہیں کہ میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ نے اپنا لعاب دہن شریف میرے منہ میں ڈالا، تو وہ میری ساری تکلیف دور ہو گئی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۳)

لعابِ دہن اور حضرت معاذ بن عفرا کا کٹا ہوا ہاتھ

غزوہ بدر میں حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ابوجہل کے وار سے کٹ گیا اور جسم سے جدا ہو گیا۔ فَجَاءَ يَحْمِلُ يَدَهٗ فَبَصَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَاَلْصَقَهَا فَلَصِقَتْ یعنی وہ وہ اپنا کٹا ہوا ہاتھ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کریم ورحیم آقا نے انہیں مایوس نہیں فرمایا۔ آپ نے اس پر لعاب دہن لگا کر ان کے جسم کے ساتھ جوڑ دیا۔ وہ کٹا ہوا ہاتھ اسی وقت جڑ گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کٹا ہی نہ تھا۔ (شفا شریف ج ۱ ص ۲۱۳)

Marfat.com

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بدم میں　　محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

دکھ درد میں لوگ حکیموں طبیبوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین طبیبِ کائنات حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفا چاہتے ہیں۔ نہ شفا کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور نہ اُمید باندھنی پڑتی ہے۔ دواؤں کے استعمال سے یہ یقین نہیں کہ شفا ہو گی یا نہیں، مگر لعابِ دہن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ لگاتے ہی شفا ہو جاتی ہے۔ شفاخانہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو بھی پہنچا، اُسے جیسی بھی تکلیف ہو اور جس طرح کی بیماری میں مبتلا ہو کر آیا۔ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی لعابِ دہن لگا کر، کبھی دستِ رحمت پھیر کر اور کبھی یداللہ والے ہاتھ مبارک اُٹھا کر ہر قسم کی تکالیف اور امراض سے شفا عطا فرما دی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا　　دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

موئے مبارک سے شفا

حضرتِ عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھے پانی کا ایک پیالہ دے کر ام المؤمنین سیدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں بھیجا، کیونکہ میری بیوی کا معمول تھا کہ گھر میں جب کبھی کوئی بیمار ہو جاتا یا کسی کو نظر لگ جاتی تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کرتیں، کیونکہ اُن کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک تھا جب میں پانی کا پیالہ لے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا تو فَاَخرَجَت

Marfat.com

یعنی حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ جس مریض پر بھی ہاتھ پھیر دیتے، اس کو شفا ہو جاتی۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۴)

دستِ کرم اور رسولی

حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی کے ہاتھ میں رسولی تھی۔ کئی جگہ سے علاج کرایا، لیکن شفا نہ ہوئی۔ وہ شفاخانۂ نبوت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف رسولِ معظم اور طبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں عرض کی۔ آپ نے اپنا دستِ شفا اُن کی رسولی پر رکھا اور ہاتھ مبارک گھمایا (چکر دیا) تو رسولی غائب ہو گئی اور شرجیل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ (تواریخ حبیب الہٰ ص ۱۴۰)

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو ۔۔۔ جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

دستِ کرم اور برص

حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی بیوی کو برص کا مرض تھا وہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے کر حاضر ہوئے اور تکلیف بیان کی۔ فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عَلَيْهَا فَاَذْهَبَ اللهُ الْبَرَصَ یعنی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دستِ رحمت سے اپنے عصا مبارک کو اُن کے جسم پر پھیرا تو برص کا مرض جاتا رہا۔ حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی بیوی شفاخانۂ نبوت سے صحت یاب ہو کر گھر لوٹی ۔

Marfat.com

رافع نافع دافع شافع　　کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

دستِ کرم اور ورم

حضرت سعد عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی گردن پر ورم تھا حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جب ان کے ورم کی تکلیف کا ذکر کیا گیا فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وسلم یَمْسَحُھَا فَذَھَبَ الْوَرَمُ (الخصائص الکبریٰ صفحہ ج ۲) یعنی تو حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی گردن پر ورم کی جگہ ہاتھ پھیرا تو ورم فوراً جاتا رہا اور حضرتِ اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا شفایاب ہو گئیں ؎

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے　　اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُنکے آستانے سے

دستِ کرم اور بیمار اونٹ

حضور نبی الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعلانِ نبوت سے پہلے جب حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر شام کی طرف تشریف لے جا رہے تھے دورانِ سفر ایک جگہ بہت سارے اونٹ ایک وادی میں اکٹھے نظر آئے جو کسی بہت ہی مہلک بیماری میں مبتلا تھے جس بیماری کا کوئی علاج نظر نہ آتا تھا۔ ان کی ایسی مہلک بیماری کی وجہ سے اس علاقہ کے لوگ اُن کے پاس جانے سے گریز کرتے تھے حتیٰ کہ کوئی اور جانور بھی اُن کے قریب نہ آتا تھا کہ ؎

ناگہاں آں مغیثِ ہر دو کون　　مصطفےٰ پیدا شدہ ازبہرِ عون

Marfat.com

مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتْ تُمْسِکُہٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّۃٍ فَخَضْخَضْتُہٗ لَہٗ فَشَرِبَاتٍ مِنْہُ۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف ص۳۹۱)

یعنی حضرت اُم سلمہ کا معمول تھا کہ جب اُن کے پاس مریض آتا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہُوا تھا۔ پانی میں موئے مبارک کو ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا۔ جس سے اُسے شفا ہو جاتی۔

حضرت اُمِّ عمّارہ رضی اللہ عنہا کا مجرب عمل

مقام حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامت بنوا کر تمام بال ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام صحابہ کرام درخت کے نیچے اکٹھے ہو گئے اور مبارک بالوں کو چننے لگے اور ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت اُمِّ عمّارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لیے۔ حضور رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں اُن مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر مریض کو پلا دیتی، جس سے اللہ تعالیٰ اُسے شفا عطا فرما دیتا (شواہد النبوۃ ص۱۴۸)

موئے مبارک اور شاہِ ہرقل کا دردِ سر

شاہِ ہرقل کے سر میں ہمہ وقت درد رہتا تھا۔ بڑے بڑے شاہی حکیموں سے علاج کرائے، لیکن افاقہ نہ ہُوا۔ خوش قسمتی سے اُسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال مبارک مل گیا۔ اُس نے اُسے ٹوپی

Marfat.com

میں سی کر سر پہ رکھ لیا تو سر کا درد کافور ہو گیا اور شفاءِ کامل ہو گئی۔

ہو سلسلہ الفت کا جسے زلفِ نبی سے
الجھے نہ کوئی کام نہ پابند بلا ہو

دستِ کرم اور دھدر سے شفا

حضرتِ ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دھدر (داد) تھی وہ بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھی کہ ناک کو بھی چیر کر رکھ دیا۔ اس سے اُن کے چہرے کا رنگ اور شکل تک بگڑ گئی۔

فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَمَسَحَ وَجْھَہٗ فَلَمْ یَمْسِ مِنْ ذَالِكَ الْیَوْمِ مِنْھَا اَثَرٌ (الخصائص الکبریٰ ص۶۷ ج۲)

تو حضور نبی کریم مزکیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُن کے چہرے پر پھیر دیا۔ اور اُن کے حق میں دعا فرمائی۔ شام نہ ہونے پائی تھی کہ اُن کے چہرے سے داد اور دھدر کا کوئی نشان باقی نہ رہا اور مکمل شفا ہو گئی۔

دستِ کرم سے لگنے والا ہاتھ بھی شفا بخش ہو گیا

حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد صاحب کے ہمراہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے میرے کریم و شفیق آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کمال شفقت اور محبت سے اُن کے چہرے اور سر پہ ہاتھ پھیرا جس کا اثر ہوا

فَكَانَ لَا یُمْسَحُ شَیْئٌ اِلَّا بَرَاءٍ

Marfat.com

کہ اچانک ہر دو جہاں کے مددگار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی مدد کے لیے وہاں آ پہنچے۔ انہوں نے زبانِ حال سے پکار کر کہا ہوگا ؎

جیہڑے بدبخت نے ہو دن اوتے یارسول اللہ تسی کردے اونظراں اونہاں تے یارسول اللہ

نکما تے کجا ئیں وی اک راہ دچہ کھلوتا ہاں

کدی نظر کرم میرے وی دتے یارسول اللہ

جب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہنچے تو ان بیمار اونٹوں نے آپ کی قدم بوسی کی اور زبان حال سے نظرِ کرم فرمانے کی درخواست کی۔ تو چارہ کار و چارہ ساز ادر بے کس نواز آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے نیچے اترے اور اپنا دستِ مبارک ہر بیمار اونٹ کی پیٹھ پر پھیرتے جاتے اور وہ مہلک بیماری زدہ اونٹ فوراً شفایاب ہو گئے۔ (احیاء القلوب ص ۴۵)

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن تو لپٹ کے لیتے قدم نکی اُترن

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

قمیص مبارک اور شفاء

ابنِ عدی محمد جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سنان بن طلق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا بطور تبرک عطا فرما دیجئے۔ میں اُسے حصول برکت کے لیے اپنے پاس رکھوں گا۔

محمد بن جابر کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا مجھے میسر آگیا یُغْسَلُهَا لِلْمَرِیْضِ یُسْتَشْفٰی بِهَا یہ قمیص کا ٹکڑا مریضوں کو دھو کر پلایا جاتا، تو بیمار اس کی برکت سے شفایاب ہو جاتے۔
(خصائص الکبریٰ ص ۱۱۲ ج ۱)

Marfat.com

جبہ مبارک اور شفاء

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جُبّہ مبارک تھا قالتْ کَانَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَلْبَسُھَا فَنَحْنُ نَغْسِلُھَا لِلْمَرْضٰی یَسْتَشْفِی بِھَا وہ فرماتی ہیں کہ اس جُبّہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ ہم اُسے دھو کر بغرض شفا مریضوں کو پلایا کرتے تھے اور انہیں شفا ہو جاتی تھی۔

اور ایک ایسا ہی طالسانی جبہ جو ایرانی طرز کا تھا جس میں دیبا کا ایک ٹکڑا جیب کی جگہ لگا ہوا تھا اور اس کے بازوؤں پر دیبا کے کف لگے ہوئے اور اُسے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد وہ جبہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُسے دھو کر مریضوں کو پلاتیں تو مریضوں کو شفا ہو جاتی۔ (انوار محمدیہ ص ۳۲۵)

جذباتِ تشکر: حضرت علاّمہ مولانا عطاالرحمٰن چشتی گولڑوی۔
جامعہ رحمانیہ غازی روڈ لاہور کینٹ کا
ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مضمون کے حوالہ سے راقم الحروف کی معاونت کی۔

Marfat.com

نیک و بد کا ہالہ AURA

سائنسی دنیا کا روحانیت کی طرف مائل ہونا

زیرِ نظر کتاب "فیض کے چشمے" بالکل آخری مراحل میں تھی اور کاتب صاحب نظرِ ثانی میں لگائی غلطیوں کی اصلاح میں مصروف تھے اور میں اُن کے سرہانے بیٹھا "فیض کے چشمے" کو جلد از جلد آخری شکل دینے کے لیے کہہ رہا تھا عصر کی اذان ہوئی، میں وضو کرنے لگا کہ باہر کسی نے گھنٹی دی۔ ڈاکیے نے دو خطوط دیئے۔ ایک خط پر مُرسل کا نام و پتہ موجود نہیں تھا اور یہ کسی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۳۰، ۳۱۔ کے صفحات کی فوٹو سٹیٹ تھی۔ کتاب کا نام بھی مُرسل نے درج نہیں کیا۔ مہر یا دیکھنے سے محسوس ہوا کہ یہ خط گجرات سے پوسٹ ہوا۔ موصوف اور میرے نامعلوم محسن نے اپنا نام نہ لکھ کر تو زیادتی کی ہے لیکن یہ جس کتاب سے لیے گئے ہیں۔ اس کا نام نہ لکھ کر بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ بہرصورت ہر کام میں کوئی حکمت ہوتی ہے۔ موصوف محسن کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اگر یہ مضمون "فیض کے چشمے" میں شامل نہ ہوتا تو شاید یہ کتاب بالکل ہی نامکمل رہ جاتی۔

گذشتہ صفحات میں ہم حضرت شاہ محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات "تربیت العشاق" سے ایک اقتباس پیش کر چکے ہیں۔ جس میں امریکی سکالرز

Marfat.com

اور ڈاکٹر زین العابدین، پروفیسر ملیہ کالج دہلی کے حوالہ سے ایک واقعہ درج ہوا ہے۔ اس کے تناظر میں یہ مضمون پڑھیئے۔

ریڈیونک کیمرہ

دنیا میں موجود ہر شئے کا وجود ایٹم سے مل کر بنا ہے جو ایک خاص فریکوئنسی اور نال پر تھرتھراتے رہتے ہیں۔ ایٹم کی تھرتھراہٹ (VIBERATION) سے جسم سے برقی لہروں کا اخراج کرتا ہے جسے ریڈی ایشن (RADIATION) کہتے ہیں۔

ریڈیونک کے معنی برقی لہروں کا کسی جسم سے اخراج، جن کی فریکوئنسی ریڈیو ویوز سے ملتی جلتی ہے۔ ریڈی ایشن + ریڈیو ویوز

آکسفورڈ (انگلینڈ) دلا۔ ویئر لیبارٹریز (DIL-LA-WARE) کے ایک انجینئر مسٹر ڈبی۔ لا۔ ویئر نے ایک ریڈیونک کیمرہ ایجاد کیا ہے جو خیالات کی فوٹو لے لیتا ہے۔ بلکہ اشیاء کی ایتھرل باڈی کی فوٹو اتار لیتا ہے۔

مسٹر ڈبی۔ لا ویئر نے اس کیمرہ کے ساتھ کچھ تجربات کئے ہیں جو نہایت ہی دلچسپ اور ایک نئی سوچ دیتے ہیں۔

تجربہ نمبر ا

سب سے پہلا تجربہ چونکا دینے والا تھا۔ کیمرہ بنانے والے انجینئر کو اس انکشاف کا اس سے قبل علم نہ تھا۔

کیمرہ کے سامنے ہومیوپیتھی کی اکونائٹ ۶ طاقت کی دوا ایک شیشی میں گولیوں کی شکل میں رکھی گئی اور فوٹو اتارا گیا۔

Marfat.com

فلم دھل کر جب سامنے آئی تو سب حیران رہ گئے بجائے اکونائٹ ۶ کی گولیوں کی شیشی کے اکونائٹ پودے کی تصویر پلیٹ پر آگئی تھی۔

اس کی تشریح یوں ہے کہ اکونائٹ ۶ طاقت کی گولیوں کے ایٹم ایک فریکوئنسی اور تال پر تھرتھراہٹ (VIBERATE) پیدا کرتے ہیں چونکہ اکونائٹ کی گولیوں میں موجود اکونائٹ کا جوہر اس پودے کا حصہ ہے جس سے یہ گولیاں بنائی گئی تھیں اور ایتھر کی لہروں کے ذریعے اپنے اصل مرکز پودے سے (دنیا کے چاہے کسی بھی حصہ میں اکونائٹ کا پودا ہو) رابطہ قائم رکھے ہوئے تھے کیمرہ چونکہ ریڈی ایشن کی فوٹو اتار لیتا ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جو کل ہے، وہی جزو ہے۔ لہٰذا بجائے گولیوں کی شیشی کے اکونائٹ پودے کی انرجی پیٹرن (ENERGY-PATTERN) کی تصویر اتار لی۔ یہی انرجی پیٹرن اکونائٹ کی گولیوں میں موجود اکونائٹ کے جوہر کا بھی تھا جو کل ہے وہی جزو ہے۔

تجربہ نمبر ۲

مسٹر ڈویٹر کی شادی بیس سال قبل ہوئی تھی۔ تجربہ کے طور پر دونوں میاں بیوی ایک روز کیمرہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے عام قسم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ دونوں نے دل میں مضبوط تصور باندھ لیا کہ وہ دونوں نوجوان ہیں اور چرچ کے سامنے شادی کا جوڑا پہنے کھڑے ہیں۔ مسٹر ڈلاویٹر نے سوٹ پہنا ہوا تھا اور ان کی مسز سفید عروسی جوڑا پہنے ہوئے کھڑی تھی۔ اسی تصور کو قائم رکھ کر فوٹو لیا گیا۔

نیگٹو دھلوانے پر پلیٹ پر جو فوٹو گراف آئی وہ بیس سال قبل کی شادی کے موقع کی تصویر تھی۔ دولہا دلہن عروسی جوڑا پہنے چرچ کے گیٹ کے سامنے

Marfat.com

کھڑے ہیں۔ فوٹو صاف نہ تھا۔ مدھم سی تصویر تھی۔

تجربہ نمبر ۳

ایک صاحب سے کہا گیا کہ وہ کسی شے کا مسلسل تصور باندھ لیں یعنی ہمہ وقت اُس شے کی طرف رہے اور تصور ٹوٹنے نہ پائے۔

چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ریڈیونک کیمرے سے اُس کے تصور کی فوٹو لی گئی۔ پلیٹ صاف کرنے پر ایک چھوٹا سا جیبی چاقو نکلا جو آدھا کھلا اور آدھا بند تھا۔ جب وہ پلیٹ اس شخص کو دکھائی گئی تو اُس نے اعتراف کیا کہ واقعی اس نے اسی طرح کے چاقو کا تصور کیا تھا۔

تجربہ نمبر ۴

یہ تجربہ سب تجربوں سے انوکھا تھا۔ ایک ہی نل سے پانی کے دو گلاس بھرے گئے۔ چرچ کے ایک پادری کو بلا کر ایک گلاس اس کے سامنے بچھے ہوئے ٹیبل پر رکھا گیا اور دوسرا گلاس علیحدہ دوسرے ٹیبل پر رکھا گیا۔

جو پانی کا بھرا ہوا گلاس پادری کے سامنے رکھا تھا اس پہ پادری نے عیسائیوں کی مقدس کتاب بائیبل سے دعائیں پڑھ کر پھونکیں۔

بعد میں دونوں گلاسوں کو ایک ٹیبل پر اکٹھا رکھ کر ریڈیونک کیمرے سے فوٹو لی گئی، نتیجہ اس دفعہ بھی حیرت انگیز تھا۔

جو گلاس علیحدہ میز پہ رکھا اس کی فوٹو اسی طرح گلاس کی آئی، لیکن جو گلاس پادری کے سامنے رکھا تھا اور جس پر اس نے دعائیں پڑھ کر پھونکی تھیں۔ اُس میں سے نور کی شعاعیں اس طرح نکل رہی تھیں جیسے رات کو بجلی کے بلب سے نکلتی ہوئی فوٹو گراف میں نظر آتی ہیں۔

Marfat.com

دوسرے تجربے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب کسی شئے کا تصور کیا جاتا ہے۔ دماغ سے دماغی قوت کی برقی لہریں نکل کر ایتھر میں اس کا جسم لطیف بنا دیتی ہیں۔ جسے خیال کی تصویریں یا (THOUGHT FORMS) کہتے ہیں۔ جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

تجربہ نمبر ۴ سے ثابت ہوتا ہے کہ نذر و نیاز کی اہمیت ہے۔ کسی بھی کھانے والی چیز پر خدائے بزرگ و برتر کا نام لے کر پھونکا جائے تو اس میں کوئی ایسی نورانی قوت شامل ہو جاتی ہے جسے عقلِ انسانی آج تک سمجھ نہیں پائی ہے۔

پرچھائیں عارضی ہوتی ہیں اور اس وقت تک رہتی ہیں جب تک کہ وہ جسم جس کی کہ پیداوار ہیں وہاں موجود ہے۔

اور یہ ریڈیو ایکٹیو ہوتی ہیں۔ انہیں (REMANENT) کہتے ہیں۔

اگر ان کے قریب مقناطیس لایا جائے تو عارضی طور پر ختم ہو جاتی ہیں۔

ان کی پولارٹی (POLARITY) اُس جسم کے الٹ ہوتی ہے جو ان کی تخلیق کا باعث ہوتا ہے۔

ریڈیو ایکٹیو مادے پر روشنی ڈالنے سے شعاعیں خارج ہوتی ہیں اور یہ شعاعیں شیشے کی دیوار سے نہیں گزر سکتیں۔

جب ہم کاغذ پر کوئی تحریر لکھتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہماری ذات سے نکلنے والی شعاعیں SYMPATHETIC WAVES اور DISEASC WAVES بلکہ (NERVOUS WAVES, VITAL WAVES) بھی کاغذ پر منقلب ہو جاتی ہیں اور یہ شعاعیں ان کپڑوں پر نقش (PATTERN) بناتی ہیں جو ہم پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں ذاتی شعاعیں کہتے ہیں۔

Marfat.com

انہی لہروں کی مدد سے کسی گمشدہ شے یا شخص کا پتہ چلایا جاتا ہے یا مریض کی دوا تجویز کی جاتی ہے۔ جادو ٹونہ کرنے والے بھی انہی ذاتی شعاعوں کی مدد سے اپنا کام کرتے ہیں۔

ریڈ ایکٹو مادہ سے شعاعیں نکلنے کا عمل (RADIATION) تب تک ہی ہے جب تک کہ وہ جسم وہاں موجود ہے۔ جس میں سے ریڈی ایشن نکل رہی ہیں۔ جبکہ پرچھائیں جسم کے وہاں سے چلے جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ وہاں موجود ہوتی ہیں اور سورج غروب ہونے پر بھی وہاں ہوتی ہیں۔

یہی لہریں پنڈولم پر بھی اثر انداز ہو کر اُسے کسی ایک سمت گھومنے پہ مجبور کرتی ہیں۔

جسم کے چاروں طرف روشنی کا ہالہ AURA

لندن میں مجھے سکھوں کے گردوارے جانے کا اتفاق ہوا وہاں پہ بابا نانک صاحب کی ایک نہایت پاکیزہ فوٹو دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی اس تصویر کے چہرے کے چاروں طرف نور کا ہالہ بنا ہوا تھا۔

یہ صرف فوٹو تک محدود نہیں حقیقتاً ہر انسان بلکہ ہر جاندار کے جسم کے چاروں طرف مقناطیسی ہالہ AURA ہوتا ہے۔ روحانی لوگوں، مذہبی پیشواؤں کے جسم کے چاروں طرف نمایاں حالت سنہری رنگ کا ہوتا ہے اور عام لوگوں میں اُن کی عادات وخصائل، رنگ، نسل کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔

یہ اندرونی جسم لطیف کا نورانی پرتو (SUTLE INVISIBLE ASSENNE) ہوتا ہے اس سے روشنی نکلتی ہے اور جاندار کے علاوہ بے جان (پتھر) اشیاء کا بھی ہالہ (AURA) ہوتا ہے۔

Marfat.com

ایک فلسفی کا قول ہے۔ پتھر میں زندگی سو رہی ہے۔ نباتات خواب دیکھ رہی ہے اور انسان میں زندگی اپنے آپ سے آگاہ (BECOMING CONSEIOUS) ہو رہی ہے۔

انسان کے اجسام کا ہالہ (AURA) چھ انچ سے لے کر کئی فٹ تک جسم کے باہر چاروں طرف ہوتا ہے۔

بدھ مت کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ مہاتما بدھ کا ہالہ (AURA) دو سو میل اپنے چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔

ہمارے دماغ میں بجلی کی لطیف لہریں پیدا ہوتی ہیں جو اعصاب کے ذریعے جسم کو حرکت میں لاتی ہیں۔

بجلی کی لہریں جسم میں ہر جگہ گردش کرتی ہیں اور ان کی موجودگی کی وجہ سے جسم کے چاروں طرف مقناطیسی فیلڈ پیدا ہو جاتی ہے۔

روسی سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ جسم میں نہایت کمزور برقی رو بہتی رہتی ہے۔ بلکہ کلنر نے اپنے فوٹو گرافک کیمرہ سے ہالہ (AURA) بھی مختلف ہوتا ہے۔ ڈر، خوف، بیماری اور حسد، بخل، لالچ، غرور اور تکبر جیسی روحانی بیماریوں کی حالت میں ہالہ (AURA) بھی مختلف ہوتا ہے۔

بلکہ ہالہ (AURA) کی مدد سے لالچی اور حاسد کو پہچانا جا سکتا ہے۔ بظاہر اس نے اپنے آپ کو کتنا چھپا کر کیوں نہ رکھا ہوا ہو۔

گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا، یہ محاورہ ہر کوئی جانتا ہے۔ گرگٹ کے جسم میں بہنے والی برقی رو میں تبدیلی آنے سے اس کے ہالہ (AURA) میں تبدیلی پیدا ہو کر رنگت بدل جاتی ہے۔ عام طور پر گرگٹ انسان کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ برقی رو میں تبدیلی پیدا ہو کر ہالہ (AURA)

Marfat.com

میں تبدیلی آجاتی ہے۔

جن لوگوں نے تجربات کئے ہیں اور عمریں اس کھوج میں گزار دی ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ہمارے مادی جسم کے وجود میں آنے سے قبل ایک اور جسم موجود تھا جسے لطیف ASTRAL BODY OR ETHERAL BODY کہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ کروڑوں برس کا عرصہ گزرنے پر جسم لطیف اپنے گرد مٹی کی تہہ جماتا رہا اور جسم کثیف میں تبدیل ہوگیا بلکہ جسم لطیف کے فریم پر جسم کثیف کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

عام خیال یہی ہے کہ بیرونی جسم (جسم مادی) ہی سب کچھ ہے۔ موجودہ میڈیکل سائنس کا بیان ہے کہ ہر سات سال کے عرصہ کے بعد ہمارے جسم کے ذرات مکمل تبدیل ہوجاتے ہیں اور نیا جسم وجود میں آتا ہے۔ جسم کی یہ تبدیلی ممکن نہ تھی۔ اگر اندرونی جسم (جسم ایتھری) فریم کے طور پر موجود نہ ہوتا۔ ورنہ جسم کے ذرات (مالیکیول) ہوا میں تحلیل ہوجاتے اور ان کی جگہ لینے کے لیے نئے مالیکیول پیدا نہ ہوتے۔

چہرہ باطن کا عکاس ہوتا ہے اور اکثر زبان کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ دیکھنے والا چہرے کو دیکھ کر پوچھ لیتا ہے کہ جناب خیر باشد! آج تو خوشی و مسرت کی بہار آئی ہوئی ہے۔ اس طرح غم و غصہ، شرم و ندامت نفرت و حقارت، خوف و ڈر کی کیفیات چہرہ سے عیاں ہوجاتی ہیں۔ اس کا نام ہالہ (AURA) ہے۔ یہ وہ ہالہ ہے جو تھوڑی بہت عقل و شعور رکھنے والا بھی پڑھ لیتا ہے۔ تجربہ کار، تعلیم یافتہ اور منجھے ہوئے شخص کی آنکھیں اس ہالہ کی مزید عمیق گہرائیوں میں ڈوبنے کی صلاحیتیں رکھتی ہیں۔

Marfat.com

وہ نیک و بد، اچھے بُرے کی تمیز، نیکی و بدی، اچھائی و بُرائی کے ہالہ کو بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی تصدیق تجربہ نمبر۴ سے مزید واضح ہوئی، کہ دو گلاس پانی ایک ہی نل سے بھرے گئے۔ لیکن ایک گلاس پہ ایک نیک شخص جو اُن کے مذہب میں نیکی و پارسائی میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس کے دم کرنے سے اس گلاس میں نور کی شعاعیں اس طرح نکل رہی تھیں، جیسے رات کے بلب سے نکلتی ہوئی روشنی فوٹوگراف میں نظر آتی ہے

تجربہ شاہد ہے کہ نیک کی صحبت مزاج اور فطرت تک میں تبدیلی لے آتی ہے۔ بدتر و بدترین اشخاص نیک لوگوں کی صحبت میں آئے، تو زندگی ہی بدل جاتی ہے۔ چوروں، ڈاکوؤں اور راہزنوں کو کسی اللہ والے کی محفل کا ایک لمحہ اس کی کائنات بدل کر رکھ دیتا ہے حتّٰی کہ وہی چور ڈاکو اور راہزن لوگوں کے لیے راہبر و ہادی بن جاتے ہیں۔ اس کی وجہ ایک نیک فطرت شخص کی ذات کا ہالہ (AURA) ہے جو اتنا قوی و مضبوط اور اثر پذیر ہوتا ہے کہ اس کی نگاہ میں آیا ہوا شخص واپسی کا راستہ بھول جاتا ہے۔ اسی طرح کسی نیک بُرے اور بدکار آدمی کے محفل میں آجانے سے محفل کا سارا رنگ ہی بدل جاتا ہے کیفیت، بدل گئی، محفل بے نور ہو گئی اور ساری محفل کا ذوق ہی ختم ہو گیا۔ گویا اس کی بُرائی کا ہالہ اس قدر قوی اور مضبوط تھا کہ اس نے ساری کیفیات ہی بدل کر رکھ دیں۔

گرگٹ کے رنگ کا بدلنا بھی شاید اسی وجہ سے ہے کہ وہ انسان کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے اور اس گھبراہٹ کی وجہ سے اس کے گرد جو ہالہ ظاہر ہوتا ہے وہ عام دوسری اشیاء کے ہالہ کی طرح لطیف نہیں ہوتا کہ نظر نہ آئے بلکہ کثیف ہوتا ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ نظر آجاتا ہے۔ سائنسدان کہتے ہیں

Marfat.com

کہ روشنی کے سات رنگ ہیں، لیکن اپنی لطافت کی وجہ سے نظر نہیں آتے جس کے پاس ان کو دیکھنے کا آلہ ہوتا ہے۔ وہی دیکھ سکتا ہے۔ یہی حال کیفیات کا ہے جو ہر ایک کو نظر نہیں آتیں۔

موجودہ میڈیکل سائنس کا تجزیہ جو گذشتہ صفحات میں اصل کتاب کے حوالہ سے درج ہوا ہے کہ ہر سات سال کے بعد ہمارے جسم کے ذرات مکمل تبدیل ہو جاتے ہیں اور نیا جسم وجود میں آتا ہے۔ ہم سائنس کے طالب علم نہ سہی لیکن ہم جس دنیا میں بستے ہیں ان تجربات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں یہی مشاہدے سائنس کی بنیاد ہیں۔ اس حقیقت سے سکول و کالجز یا دینی مدارس کے اساتذہ کرام کو یقیناً واسطہ زیادہ پڑتا رہتا ہے جو طلباء ہم سے پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ ان میں یقیناً کچھ وہ کچھ بھی ہوتے ہیں جو بہت ہی قریب رہتے رہے۔ لیکن جب وہ پانچ دس یا پندرہ سال بعد ملتے ہیں۔ تو ان کے چہرے کا ڈھانچہ اتنا بدلا ہوا ہوتا ہے کہ پہچان نہیں سکتے۔ ہمہ وقت قریب رہنے والے کو تو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ لیکن جو کبھی کبھی ملتے ہیں ہیں ان کے لیے یہ تجربہ و مشاہدہ یقیناً واضح ہے۔

اس کے علاوہ آپ اپنے بچپن، اپنے لڑکپن اور اپنی جوانی کی تصویریں دیکھیں کتنے انقلابات کا شکار نظر آئیں گی کہ ہم خود اپنی شکل دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کیا یہ میری ہی تصویر ہے۔

یہ مشاہدات اس بات کا انکشاف کرتے ہیں کہ ایک عرصہ کے بعد نیا جسم وجود میں آتا ہے۔ بچپن میں انتہائی خوبصورت چہرے جوانی میں بعض اپنی بدکرداری کی وجہ سے قابلِ نفرت ہو جاتے ہیں اور بعض اپنی نیکی و پارسائی کی وجہ سے اتنی جاذبیت پیدا کر لیتے ہیں کہ دیکھتے ہی رہ جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔

Marfat.com

اگر ہماری اس کتاب "فیض کے چشمے" کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کے پسِ پردہ بھی یہی حقیقت پردہ کشا ہوتی ہے کہ اعلیٰ کردار شخصیتیں، نیک فطرت و نیک سرشت افراد اپنا پر نور ہالہ زندگی میں بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ اور جس جگہ بعد از وصال وہ مستقل قیام پذیر ہوتے ہیں۔ اس مقام پر اس پُرنور ہالہ کی کیفیات موجود رہتی ہیں اور اس کا ثبوت حضرت طالوت علیہ السلام اور جالوت کے واقعہ میں قرآن پاک میں محفوظ ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (۲۴۸/۲) ترجمہ:۔ اور کہا انہیں اُن کے نبی نے کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق اس میں تسلی کا سامان ہوگا تمہارے رب کی طرف سے، اور اس میں بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں چھوڑ گئی ہے اولادِ موسیٰ اور اولادِ ہارون اٹھا لائیں گے اس صندوق کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے۔ تمہارے لیے۔ اگر تم ایماندار ہو۔

اگر اس آیہ مبارکہ کے واقعہ کو تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا

بنی اسرائیل کو حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت (علیہ السلام) کی سلطنت کی ظاہری نشانی یہ ہوگی کہ جالوت سے معرکہ آرائی کے دوران تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس کے آنے سے تمہاری گھبراہٹ اور خوف جاتا رہے گا۔ بلکہ تمہارے دلوں کو چین اور سکون بھی حاصل ہوگا اور اس سے طالوت علیہ السلام کی سلطنت کے بارے میں تمہارا تردد بھی ختم ہو جائے گا۔

Marfat.com

لڑائی میں فتح کا راز ہی سکون قلبی کا باعث ہوتا ہے۔ جس فوج اور لشکر کے اوسان خطا ہو جائیں شکست اس کا مقدر ہوتی ہے۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات تھے۔ کچھ تو ان کی اپنی چیزیں جیسے عصاء اور عمامہ وغیرہ اور کچھ وہ چیزیں جنہیں موسیٰ علیہ السلام بھی برکت کے لیے پاس رکھتے تھے۔

حضرت شموئیل علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ وہ صندوق فرشتوں کی ایک جماعت جلوس کی ایک شکل میں اٹھائے ہوئے ہوگی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نشانی چاہتے ہو۔ اگر تم میں تسلیم و رضا کی خو اور خصلت موجود ہے تو یہ بہت بڑی نشانی ہے۔

تابوتِ سکینہ

تابوتِ سکینہ میں کیا تھا اس کے بارے میں مفسرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے ان آراء میں سے وہ تحقیقی بات تحریر کرتے ہیں۔ جس پر تفسیر کبیر اور تفسیر خزائن العرفان نے اعتماد کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تابوت شمشاد لکڑی کا بنا ہوا ایک صندوق تھا جس پر سونے کی چادر چڑھی ہوئی تھی۔ اس کا طول تین ہاتھ اور عرض دو ہاتھ تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں انبیا کرام اور ان کے مکانات اور رہائش گاہوں کی تصویریں تھیں اور آخر میں خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دولت خانہ کی تصویر ایک سرخ یاقوت میں تھی کہ حضور بحالتِ قیام میں ہیں اور آپ کے اردگرد صحابہ کرام ہیں۔ یہ صندوق آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک

Marfat.com

پہنچا۔ آپ اسی صندوق میں اپنی مقدس کتاب تورات بھی رکھتے تھے اور اپنا خاص سامان بھی۔

چنانچہ اس میں تورات کی تختیوں کے کچھ ٹکڑے اور آپ کا عصا مبارک آپ کے کپڑے، نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ، ان کا عصا اور تھوڑا سا من تھا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کفار سے جنگ کے وقت اس صندوق کو اپنے سامنے رکھتے تھے اور اس کی برکت سے فتح حاصل کرتے تھے۔ اس سے بنی اسرائیل کو تسکین بھی رہتی تھی۔

آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں منتقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ اور جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی، وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعا کرتے اور کامیاب ہوتے۔ اس برکت سے دشمن پر فتح حاصل کرتے جب بنی اسرائیل کی بدعملی بڑھ گئی تو ان پر قوم عمالقہ مسلط ہو گئی اور یہ تابوت ان سے چھین کر لے گئی۔ وہ اس تابوت کی قدر نہ کر سکے اور اس کی عزت و تکریم اپنے کفر و شرک اور ضلالت کی وجہ سے نہ پا سکے تو ان پر عذابِ الٰہی بصورت مہلک امراض نازل ہونا شروع ہو گیا۔

دوسری طرف حضرت شموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل کو خبر دے رہے تھے کہ تابوت کے پاس تابوتِ سکینہ آ رہا ہے۔ قوم عمالقہ اس وقت تک سمجھ چکی تھی کہ ہم پر یہ تکالیف اسی صندوق کی وجہ سے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اس کو بنی اسرائیل کو واپس کرنے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے ایک بیل گاڑی پہ رکھ کر بیلوں کو ان کی طرف ہانک دیا کہ خود بخود ادھر پہنچ جائے گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت کو حکم دیا کہ یہ صندوق اپنی حفاظت میں لے لو، اور طالوت تک لے چلو۔ بنی اسرائیل تابوت دیکھ کر خوش ہو گئے۔ قلبی سکون کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ فتح بھی حاصل ہوئی۔ اور حضرت طالوت علیہ السلام کی بادشاہت پر اطمینان بھی ہوا۔

اگر اُس وقت کہیں دورِ حاضر کے سائنسدان موجود ہوتے تو وہ ایسے ہی کیمرے سے اس صندوق کی تصاویر لیتے تو یقیناً ان تصاویر میں ان تبرکات کی وجہ سے نورانی ہالہ کی تصاویر ضرور آجائیں جو صرف اہلِ ایمان کے لیے راحت و چین کا سامان بھی تھیں۔ فتح و نصرت کا پیش خیمہ بھی اور علامتِ دین و ایمان بھی۔

فیض کا چشمہ :۔ شیخ برہان الدین شمسی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک، دہلی۔

راوی :۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

علم میں مزید خیر و برکت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں "حضرت شیخ برہان الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک حوض شمسی کی مشرقی سمت ہے جسے لوگ تختہ نور کہتے ہیں اور متبرک سمجھ کر زیارت کرنے آتے ہیں۔ نیز یہاں کے باشندے اپنے بچوں کو آپ کے مزار کی مٹی چٹاتے ہیں تاکہ حصول علم میں مزید خیر و برکت حاصل ہو۔ اسی وجہ سے آپ کی قبر نیچے کی طرف سے ٹوٹی ہوئی ہے جسے پھر از سرِ نو تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ (اردو ترجمہ صـ ۱۰۷)

Marfat.com

مزارات

شہیدانِ

ناموسِ رسالت

Marfat.com

Marfat.com

مزاراتِ شہیدانِ ناموسِ رسالت

انٹرویو :۔ رائے محمد کمال صاحب پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد

شہیدانِ ناموسِ رسالت کے حوالے سے محترم و مکرم جناب رائے محمد کمال صاحب کے مضامین اکثر نظر نواز ہوتے رہتے ہیں۔ یہ مضامین دلوں کو گداز بخشتے ہیں اور پلکوں کو موتی، ایسی نعمتوں کا فیض دینے والے صاحبِ مضمون سے ملنے کا اشتیاق رہتا تھا کہ ایک دن اچانک سرِ راہ مل گئے۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۱ء کو ماہنامہ ضیاءِ حرم کے دفتر میں عزیزم رضاء الدین صدیقی صاحب کے ہاں تشریف فرما تھے۔ یہ پہلا تعارف تھا۔

یہ ملاقات اگرچہ چند لمحات تک محدود رہی لیکن قلب و ذہن پر ایسے نقوش چھوڑ گئی کہ پھر بار بار ملنے کو جی چاہتا رہا۔

دسمبر ۱۹۹۱ء کے اوائل میں ایک ملاقات میں کمال صاحب نے انکشاف فرمایا کہ میں آپ کی کتاب "روحانی شفاخانے" کی ماہنامہ ضیائے حرم کے لیے تلخیص لکھ رہا ہوں۔ آپ کا میری کتاب سے اس قدر متاثر ہونا میرے لیے باعثِ فخر بھی تھا اور عزووقار کا سبب بھی۔ دراصل یہ ان اللہ والوں کا روحانی فیض ہے جن کے شفاخانوں کی نشاندہی کر کے بندہ نے دنیا کی دُکھی، بیمار، مجبور اور پریشان انسانیت کے دُکھ بانٹنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

Marfat.com

"فیض کے چشمے" زیر نظر دراصل اُسی کتاب کا دوسرا حصہ ہے، راقم نے "روحانی شفا خانے" کے حوالے سے محترم رائے محمد کمال صاحب کا انٹرویو لینا چاہا۔ اور خصوصاً شہیدان ناموسِ رسالت کے مقابر سے فیوض و برکات کے تجربات حاصل کرنے کی درخواست کی جو انھوں نے فوراً قبول کر لی۔

۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو بعد از نمازِ ظہر ماہنامہ ضیاء حرم کے دفتر میں شام ۷ بجے تک مسلسل نشست رہی۔ میں نے اس نشست میں اُن سے جو فیض حاصل کیا۔ وہ ہدیہ ناظرین و قارئین ہے۔

آپ نے فیضانِ اولیاء کرام کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مجموعی تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل جس طرح دنیا میں حکیم، اطباء اور ڈاکٹر حضرات بعض امراض کے ماہر اور سپیشلسٹ ہوتے ہیں، کوئی آئی سپیشلسٹ، کوئی سکن سپیشلسٹ اور کوئی چلڈرن سپیشلسٹ ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور کچھ طبیب جملہ امراض کے ماہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء کرام بھی ہیں۔ بعض کسی خاص مرض کے ماہر ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے درد کے ماہر حضرت بابا میاں فیروز رحمۃ اللہ علیہ گردے اور حضرت پیر کرم شاہ ولی پیر داکھارا ضلع جہلم پتھری کے سپیشلسٹ، اور جلدی امراض کے ماہر حضرت منگھو پیر کراچی ہیں۔ اسی طرح بعض اولیاء کرام جملہ امراض کے ماہر ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور اور حضرت شاہ یقیق رحمۃ اللہ علیہ ٹھٹھہ سندھ وغیرہ۔ ان آستانوں پر جو مریض بھی کسی بھی مرض میں مبتلا آجائے۔ یقیناً شفا کاملہ حاصل کر کے لوٹتا ہے۔ جن کے شواہد پر راقم الحروف نے روحانی شفا خانے میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔

آپ نے تجسس اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ خیال اکثر

Marfat.com

دل میں چٹکیاں لیتا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ فیض کے چشمے کھولنے کی کیا وجہ ہے تو جواب سامنے یہ آتا ہے کہ دنیا میں امراء ہمیشہ اپنا علاج آسانی سے کر لیتے ہیں۔ لیکن غرباء و مساکین جو علاج معالجے کے کثیر اخراجات برداشت کرنے کی صلاحیتیں نہیں رکھتے، وہ کہاں جائیں۔ اللہ تعالیٰ کریم و شفیق اور مہربان ہے۔ اُسے اپنی مخلوق سے بہت محبت ہے، اُس نے اپنی مخلوق کے لیے ایسے روحانی شفا خانے یعنی فری ڈسپنسریاں کھول رکھی ہیں تاکہ ہر مجبور اور دکھی یہاں آئے اور فیض حاصل کرے اور ان فری ڈسپنسریوں کے کوئی خاص اوقات مقرر نہیں جب تکلیف ہو، اسی وقت آئے اور شفا حاصل کرے۔

ماہرینِ امراضِ جسمانی اطباء و ڈاکٹر حضرات جو اپنے اپنے مطب میں بیٹھے ادویات سے امراض کا علاج کرتے ہیں۔ اُن سے قلبی عقیدت و محبت ہونا شرط نہیں ہے۔ بلکہ آپ کسی بھی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس چلے جائیں، اپنا مرض بتائیں اور دوا حاصل کریں اور شفا پائیں۔ اگر اتفاقاً کسی حکیم یا ڈاکٹر سے قلبی لگاؤ ہو تو پھر تو بہت ہی جلد آرام آجاتا ہے۔ بلکہ بارہا کی دید و شنید ہے کہ جس ڈاکٹر یا حکیم پر اعتماد ہو جائے، اس کی معمولی سی دوا سے بھی شدید ترین امراض سے شفا حاصل ہو جاتی ہے، بالکل اسی طرح روحانی شفا خانوں کے ماہرین اولیاء کرام سے خصوصی فیض لینے کے لیے گہری عقیدت و محبت شرطِ اول ہے۔ جنہیں اولیاء کرام سے قلبی محبت ہوگی وہ روحانی امراض سے شفاء حاصل کر لیں گے۔ البتہ جسمانی امراض سے شفا حاصل کرنے کے لیے جو کوئی بھی آئے فیض پا سکتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ آپ کی رحمت سے ہر کوئی

Marfat.com

فیض پا رہا ہے، اپنا بیگانہ، اچھا بُرا، نیک و بد سب آپ کی رحمت سے فیض اور حصہ پا رہے ہیں۔ لیکن آپ کی رحمت سے خصوصی حصہ وافر صرف ان لوگوں کے حصہ میں آتا ہے جو آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان میں پھر مختلف مدارج ہیں ایمان میں جس قدر پختگی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس قدر گہری عقیدت و محبت ہو گی آپ کے فیض و رحمت سے اسی قدر زیادہ لطف اندوز ہو سکے گا۔

بعض حلقوں سے یہ اعتراض اُٹھتا ہے کہ اگر صاحبان مزار اس قدر روحانی طاقت کے مالک ہوتے ہیں تو اُن کے مزارات پر بعض جہلا ایسی قبیح حرکتیں کرتے ہیں، بدعات کا شکار ہوتے ہیں۔ جو کسی بھی طرح قابل تحسین یا کم از کم کسی بھی طرح جواز کا کوئی پہلو نہیں رکھتیں وہ ان کو بند کیوں نہیں کرا دیتے۔

تو اس کے جواب میں اور سوچ و فکر کے دھارے بدلنے میں کوئی دقت سامنے نہیں آتی، بلکہ دیکھا جائے تو یہ ایک قانونِ فطرت ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کہیں بھی اور کسی بھی انداز میں برائی کو روحانی انداز سے ختم نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے ظاہری اسباب سے کام لیتا ہے۔ خانہ کعبہ صدیوں سے بت خانہ بنا رہا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قدرت رکھتا ہے کہ وہ بغیر کسی وسیلے اور بغیر کسی واسطے کے ان بتوں کو یا اُن کے پجاریوں کو یکسر تباہ و برباد کر کے اپنے گھر کو پاک و صاف کر لیتا لیکن ایسا نہیں ہُوا۔ بلکہ قرن ہا قرن تک اس کا گھر صنم خانہ بنا رہا۔ آخر حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے اس کو پاک و صاف کیا۔

اسی طرح دنیا میں جہاں بھی کہیں کوئی برائی کسی بھی انداز میں موجود ہے ان برائیوں کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ بلاشک و ریب قدرت رکھتا ہے

Marfat.com

لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ از آدم تا ایں دم ایک لاکھ سے زائد کئی ہزار انبیائے اکرام تشریف لائے اور انہوں نے بحکمِ خداوندی معاشرے میں پھیلی ہوئی ان برائیوں کے خلاف جہاد کیا۔

بعینہٖ اولیاء کاملین علیہم الرحمۃ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ یقیناً طاقت موجود ہے۔ وہ اپنی روحانی طاقت سے ان برائیوں کو روک سکتے ہیں۔ لیکن وہ قانونِ فطرت کے پابند ہیں جب تک وہ بقیدِ حیات رہے ان برائیوں کے خلاف صف آراء رہے اور جونہی ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا یہ اصلاح کا کام کسی اور اللہ والے کے سپرد ہو گیا اس لیے اگر مزارات اولیاء پر کوئی غیر شرعی حرکت ہوتی ہے۔ تو ان کے لیے ہمارے ہاں بھی کوئی نرم گوشہ نہیں اور کسی بھی صورت میں ان کے لیے حرفِ جواز استعمال نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کے ازالے کے لیے ہر شخص کوشش کرے۔ ان بدعات وبدعادات کے اندھیروں کو مٹانے کے لیے ہر شخص اپنے عمل وکردار اور گفتار کا دیا جلائے اور تاریکیوں کو کوسنا چھوڑ دے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی پیشِ نظر رہے کہ صاحبِ مزارات کے تصرفات میں کوئی کمی نہیں۔ ان کے تصرفات خدمتِ انسانیت کے حوالے سے اب بھی جاری وساری ہیں۔

ایک امر یہ پیشِ نظر رکھنے کے قابل ہے کہ جب کوئی موضوع تحقیقی انداز سے زیرِ بحث آتا ہے تو اس کے مکتبِ فکر کے لوگ اور ان کا طرزِ عمل زیرِ بحث نہیں آتا۔ بلکہ اصل موضوع پیشِ نظر رہتا ہے۔ اس کا لٹریچر سامنے رہتا ہے۔ عوام کے اعمال زیرِ بحث نہیں آتے۔ بلکہ جب بھی گفتگو ہوگی اس مکتبِ فکر کی سوچ اور فکر پر گفتگو ہوتی ہے۔ مزارات اولیاء پر حاضری اور اس کے آداب پر گفتگو کرنا ہو تو امامِ اہلِ سنت حضرت علامہ

Marfat.com

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب "احکامِ شریعت" زیرِ مطالعہ ہے۔
جہاں تک عوام الناس کا تعلق ہے تو اس میں کسی بھی مکتبِ فکر کے لوگوں کے متعلق حتماً نہیں کہا جا سکتا کہ اس مکتبِ فکر کے سب لوگ نیک و پارسا ہیں اور اپنے عقائد کی قابلِ فخر شخصیات ہیں۔ بلکہ ایسے اشخاص تو معدودے چند ہوتے ہیں جو اپنے عقائد کے مطابق مکمل طور پر اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی خاص مکتبِ فکر کے نیک اعمال میں کمزور انسانوں کو سامنے رکھ کر اس مکتبِ فکر کو ہی موردِ الزام ٹھہرانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

ایک ذاتی واقعہ

رائے محمد کمال صاحب نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مجھ پر بھی ایک وقت ایسا گذرا اور میرے ذہن میں یہ بات سمائی جا رہی تھی کہ جن صاحبانِ تصرف اسلاف کے تذکرے ہماری کتابوں کی زینت ہیں اور جو ہم اپنے اسلاف اور بزرگوں سے سنتے آ رہے ہیں۔ وہ اب قصۂ پارینہ کی بات ہے۔ دورِ حاضر جو قحط الرجالی کا زمانہ ہے۔ اس میں ایسے اشخاص اگر بالفرض عنقا نہیں ہو گئے تو کم از کم معدوم ضرور ہو گئے ہیں۔ شاید یہ دَور اُن سے محروم ہی ہو گیا ہے۔ ابھی یہ فکر اور سوچ ذہن پر قبضہ کرنا چاہتی تھی کہ مجھے ریح کے درد نے آ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ درد اس قدر بڑھ گیا کہ میرے لیے خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا بھی دشوار ہو گیا بس چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ یہ درد اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ بے چینی و بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ علاج معالجہ میں بھی کوتاہی نہیں

Marfat.com

ہوئی۔ دم درود بھی کرلے۔ لیکن افاقہ نہ ہُوا۔ مجھے کہیں آنے جانے اور رفع حاجت کے لیے جانے میں بھی کسی ساتھی کے تعاون کی ضرورت پڑتی اور یہ کیفیت کئی ماہ تک جاری رہی۔

ایک روز میرے والد محترم نے اپنے پیر و مرشد حضرت بابا کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بابا مقصود حسین کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ موضع ڈھپئی شریف قلعہ سوبہ سنگھ نزد علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ حاضری دینے کے لیے کہا۔ مَیں اگرچہ مایوس ہو چکا تھا اور سفر کے قابل بھی نہ رہا تھا۔ پھر بھی والد صاحب کے حکم کے مطابق جانے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ بلکہ یہ بات ذہن میں پیدا ہوئی کہ اس آستانہ سے میرے باپ دادا ایک عرصہ سے منسلک ہیں۔ ایک مدت سے یہ آستانہ ہمارا مرکزِ عقیدت ہے۔ چلو یہاں بھی چل کر دیکھ لیتے ہیں کہ شفا ملتی ہے یا نہیں۔

ایک صاحب میرے ساتھ ہو لیے جو راستہ میں سہارا بن کر منزل تک پہنچانے میں معاون تھے حضرت بابا کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اور اپنی تکلیف کے بارے میں درخواست پیش کی۔ آپ نے دربارِ عالیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اچھا۔ بابا جی سے عرض کریں گے۔ رات بیت گئی۔ صبح اٹھ کر دربار شریف پر فاتحہ پڑھی اور ایصالِ ثواب کیا۔ حضرت صاحب نے دم فرمایا۔ یہ سلسلہ دو تین روز جاری رہا اس عرصہ میں درد کم ہو گیا۔ حتیٰ کہ میں کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ لیکن درد مکمل طور پر دور نہ ہو سکا حضرت صاحب بھی پریشان تھے کہ اب تک درد مکمل طور پر ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن کیوں نہیں ہوا۔ آخر انہوں

Marfat.com

نے ایک روز فرمایا۔ کمال! معلوم ہوتا ہے حضرت بابا کرم الٰہی صاحب تجھ سے ناراض ہیں اور معلوم ہوتا ہے تو کچھ خود پسند ہو گیا ہے اور تکبّر و غرور کی غلاظت تیری ذات میں سما چکی ہے۔ اسی لیے آرام میں دیر ہو رہی ہے۔ اگر واقعی تو آرام چاہتا ہے تو اپنے اندر کی نخوت و تکبر کے بُت کو مارنا پڑے گا اور اس کا حل یہ ہے کہ یہاں سے قریب ہی ایک پرانا غیر آباد کنواں ہے۔ اس میں سے پانی نکال کر غسل کرو۔ تاکہ تیرا غرور مٹے اور آرام بھی آئے۔

چار و ناچار ایسا کرنا پڑا۔ وہ کنواں نہ جانے کب سے غیر آباد تھا۔ اس کا پانی مسلسل کھڑا رہنے کی وجہ سے بہت بدبودار ہو چکا تھا۔ میں نے اس میں سے ایک بالٹی پانی نکالا اور سادہ پانی اس میں شامل کر کے غسل کیا۔ بس غسل کرنے کی دیر تھی کہ درد دفعتاً ختم ہو گیا۔ بلکہ درد کا احساس تک ختم ہو گیا۔ اب عرصہ آٹھ سال سے بالکل تندرست ہوں۔ دوبارہ کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

جب یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آیا، تو مجھے احساس ہُوا کہ صاحبانِ مزار ہوں یا کوئی زندہ نیک و پارسا، وہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فیض دیتے ہیں اور ضرور دیتے ہیں، مگر چاہیئے ان سے لینے کا ڈھب کچھ

ایک اور ذاتی واقعہ

مسلم ماڈل ہائی اسکول لاہور میں ایک استاد ہیں۔ محمد یحییٰ چوہدری جو اہلِ حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کے پاس بیٹھے ہوتے تھے۔ کہ میرے بھائی صاحب کو باؤلے کتّے کے کاٹے کا ذکر چھڑ گیا۔

Marfat.com

باؤلے کتّے کے کاٹے کا ذکر آتے ہی چوہدری صاحب بہت پریشان ہو گئے پوچھنے پر معلوم ہُوا کہ اُن کے بھائی کو بھی ایک باؤلے کتے نے کاٹ کھایا تھا اُسے انجکشن بھی لگوائے لیکن وہ صحت یاب نہ ہو سکا اور کتے کے لعاب کے جراثیم اس کے جسم میں سرایت کر گئے اور ان کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا اور فوت ہو گیا جب انہوں نے اس متفکرانہ انداز سے گفتگو کی تو میں نے بڑے اعتماد سے کہا کہ چوہدری صاحب! ہم نے انجکشن بھی نہیں لگوائے لیکن ہمیں یقین کامل ہے کہ ہمارا بھائی کبھی اس مرض سے وفات نہیں پائے گا۔ موت تو آنی ہے اور ہر ایک کو آنی ہے۔ بلکہ ضرور آنی ہے۔ لیکن ہمارا یقین پختہ ہے کہ ہمارا بھائی جب بھی فوت ہو گا۔ اس مرض سے وفات نہیں پائے گا۔ انہوں نے فرطِ حیرت سے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ ہم نے ایک روحانی شفا خانے سے دم کروایا ہے اور ہمارا چیلنج ہے کہ جو شخص یہاں سے دم کروالے وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اور ان بزرگوں کے فیض سے دوبارہ اس مرض کا شکار نہیں ہو سکتا۔

فیض کا چشمہ

موضع صاحب لکھو، نزد ڈھیروگّا، جی ٹی روڈ، گجرات۔

موضع صاحب لکھو۔ شہر گجرات سے راولپنڈی کو جاتے ہوئے تقریباً ۲ کلو میٹر دُور موضع صاحب لکھو سے بائیں ہاتھ بزرگوں کا مزار ہے جو عرصہ تین سو سال سے آرام فرما ہیں۔ اُن کے پورے خاندان میں سے ہر فرد کو یہ بخشش ہے۔ اُن میں سے کسی ایک کے پاس بھی باؤلے کتے کے کاٹے کا مریض آ جائے اور اُسے وہ دم کر دیں تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس باؤلے پن سے

Marfat.com

نجات پا جائے گا۔ موت کا ایک دن معین ہے وہ تو ضرور آنی ہے اور بہر حال آنی ہے۔ لیکن اُسے باؤلے پن سے کبھی موت نہیں آئے گی۔ انشاءاللہ!

اپیل رائے محمد کمال صاحب نے دنیا کے ہر مکتب فکر کے نمائندے سے اپیل کی ہے کہ وہ جس طرح اپنے امراض سے نجات حاصل کرنے کے لیے حکماء و اطباء و ڈاکٹروں سے رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن امراض سے نجات دیتا ہے۔ اسی طرح کسی روحانی شفا خانے سے بھی رجوع کر کے دیکھیں۔ ضروری نہیں کہ مکتبِ فکر تبدیل کیا جائے۔ صرف اپنے مرض سے شفا حاصل کرنے کے لیے رجوع کریں۔ یقین جانئے گا۔ ان آستانوں پر جانا شرک نہیں اور نہ ہی کفر ہے۔ بلکہ جب ہم ایک شخص کی قبر تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس کا ایک دفعہ مرنا تسلیم کر لیتے ہیں تو اُن کے متعلق الوہیت کے یا اس میں شرکت کے تمام پردے خود بخود چاک ہو جاتے ہیں۔ کہاں کا خدا اور کہاں کی خدائی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے دکھی انسانیت کے لیے فیض کے چشمے ہیں۔ یہ امر باعثِ صد افسوس ہے کہ کچھ صاحبان تکالیف اور پریشانیاں برداشت کر لیتے ہیں۔ اپنے ذہنی و مذہبی کھچاؤ کی وجہ سے ان فیض کے چشموں سے محروم رہتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی مرض کا سپیشلسٹ ضرور ہوتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹے کا حیرت انگیز واقعہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ باؤلے کتے کے اثرات انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ میڈیکل سائنس نے اس کے دفعیے کیلئے انجکشن تیار کئے ہیں جو پیٹ میں لگائے جاتے ہیں۔ غالباً میڈیکل سائنس میں اس کے

Marfat.com

علاوہ ابھی کوئی اور علاج معرضِ وجود میں نہیں آیا۔ یہ انجکشن اگر ایک خاص مدت سے پہلے پہلے مریض کو دے دیئے جائیں تو آرام رہنے کا امکان ہے اگر وہ مخصوص و محدود مدت ختم ہو جائے تو انجکشن بھی بے سود رہتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے متاثرہ شخص کو اس کے جراثیم متاثر کر دیں اور مریض باؤلہ ہو جائے، یعنی اس کو ہلک کود جائے تو وہ شخص قابلِ رحم ہوتا ہے۔ وہ کتے کی طرح ہی بھونکتا ہے۔ وہ کتے کی طرح کاٹتا ہے۔ پھر جس کو وہ کاٹ لے وہ بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ الامان والحفیظ لوگ ایسے شخص کو رسیوں اور زنجیروں سے باندھ دیتے ہیں اور وہ بے چارہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔ پھر اس کے صحتمند ہونے کی صورت نہیں رہتی۔

غالب گمان یہ ہے کہ جس شخص کا واقعہ ایمان کی تازگی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اظہار اور اولیاءِ اللہ کی شان منزلت کا مظہر ہے۔ وہ شخص ابھی حیات ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ وصال کر چکا ہے تو اس واقعہ کے چشم دید گواہ سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

یہ شخص بمقام بستی ٹھٹھہ جاہد امیر والا تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کا ہے۔ یہ بستی حافظ آباد پنڈی بھٹیاں روڈ پر واقع ہے۔ اس بستی تک جانے کے لیے ٹاہلی گورایہ سٹاپ پہ اترنا پڑتا ہے اور بذریعہ تانگا اس بستی تک جانا پڑتا ہے۔

یہ شخص پیشے کے لحاظ سے درزی ہے۔ اس کو ایک باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ کچھ عرصہ بعد اُن کو ہلک کود گیا۔ یعنی کتے کے لعاب کے زہریلے جراثیم اس کے جسم میں سرایت کر گئے۔ گاؤں والوں نے اسے زنجیروں

Marfat.com

سے باندھ کر گاؤں کی مغرب کی طرف ایک درخت سے باندھ دیا تاکہ یہ کسی کو کاٹ نہ سکے۔ گاؤں کے بہت سے لوگ اس عبرت انگیز کیفیت کے دیکھنے کو جمع تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ توبہ بھی کر رہے تھے اور اس کی حالت پر ترس بھی کھا رہے تھے اور اس کے مرنے کے انتظار میں تھے۔ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی کہ ایک طرف سے ایک بزرگ بابا ساون صاحب تشریف لے آئے۔ یہ بزرگ چورہ شریف کے سجادہ نشین حضرت قبلہ میاں محمد شفیع صاحب کے خدمت گذار تھے اور ان کے گھوڑوں کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ انہوں نے لوگوں کو اس طرح جمع دیکھا تو پوچھا۔ کیا بات ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص باؤلہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے انتہائی سادگی اور حیرانگی سے تجسّس کا اظہار کیا کہ باؤلے تو کتّے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا جس شخص کو باؤلا کتا کاٹ کھائے۔ وہ بھی باؤلا ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نہیں مانتا۔ اسے آزاد کر دو۔ نہیں تو میں خود اسے آزاد کر دوں گا۔ لوگوں نے کہا۔ بابا جی اس کے قریب نہ جانا، ورنہ یہ کاٹ کھائے گا اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔ مگر بابا ساون ان کی دلیل نہ مانے اور اس کی زنجیروں کو کھولنے کے لیے آگے بڑھے تو اس مریض نے آپ پر حملہ کرنے کو منہ کھولا۔ بابا جی ساون نے غصّے اور جوش میں فرمایا "تو کوئی کتّا ہے جو کاٹنے کو آتا ہے اور ساتھ ہی اس کے منہ میں تھوک دیا۔ لوگ دیکھتے دیکھتے مجسمہ حیرت بن گئے کہ وہ مریض تھوک منہ میں جاتے ہی بالکل تندرست ہو گیا۔ جیسے اُسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی حضرت بابا جی نے اسکی زنجیروں کو کھول دیا اور وہ ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرنے لگا۔

راقم الحروف نے جب یہ واقعہ رائے محمد کمال صاحب سے سُنا تو دل

Marfat.com

نے کہا۔ دیکھ یہ شخص حضرت بابا ساون اللہ والوں کا خدمت گزار ہے اور خدمت بھی ایسی جس کو کوئی عام شخص پسند نہیں کرتا کہ گھوڑوں کی رکھوالی، ان کے گوبر اور غلاظت وغیرہ کو صاف کرنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے کو یہ مقام بخشا ہے تو خود صاحب نسبت کی شان و عظمت کیا ہو گی

راقم الحروف کے سکول کے ایک معلم جناب محمد شفیع سلہری صاحب ہیں جو فیڈرل گورنمنٹ عابد مجید ہائی سکول لاہور کینٹ میں بیالوجی کے معلم ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرض ٹیٹنس ہوتا ہے جو گھوڑوں اور گدھوں کی لید سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے جراثیم بھی اگر کسی جسم میں سرایت کر جائیں تو اس کا بچنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو ڈاکٹر مریض کو پہلے ٹیٹنس کا ٹیکہ لگاتے بعد میں مرہم پٹی کرتے ہیں اس لیے گھوڑوں کے اصطبل میں کام کرنے والوں کو تندرستی کی حالت میں بھی ٹیٹنس کا ٹیکہ لگواتے رہنا چاہیئے۔ ورنہ انہیں بھی کسی وقت ٹیٹنس کا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔

بابا ساون دامت برکاتہم العالیہ تو ایک عرصہ سے گھوڑوں کی رکھوالی اور خدمت میں مصروف ہیں جو شخص خود ایک خطرناک مرض کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس کی تھوک باعث شفا بن رہی ہے۔ کیا یہ قدرت کا عجیب کرشمہ نہیں، سچ ہے ؎

اُن کے جو غلام ہو گئے
وقت کے امام ہو گئے

Marfat.com

زبان کی تاثیر کا حیرت انگیز واقعہ

مندرجہ بالا سطور میں حضرت بابا ساون رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اور لعاب دہن کی تاثیر نے ایمان میں تازگی پیدا کر دی۔ بالکل اسی طرح کا حیرت انگیز اور ایمان افروز ایک اور واقعہ رائے محمد کمال صاحب نے بیان کیا۔ آپ نے بتایا:

دوہٹہ شریف تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں بزرگ رہائش پذیر ہیں۔ ان کا اسم گرامی سید عارف حسین شاہ صاحب ہے۔ دامت برکاتہم العالیہ، شاہ صاحب کے دادا جان کے والد ماجد سید امیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مقبرہ بمقام امراواں تارڑ تحصیل حافظ آباد میں ہے۔ آپ بڑے سیف الزبان تھے۔ آپ کی زبان سے جو نکلتا پورا ہو جاتا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

موضع کیسسے کے مشمولہ میں ایک شخص پیدائشی طور پر ایک ٹانگ سے معذور تھا۔ اس کی ٹانگ بالکل بے جان اور خشک تھی۔ اس میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے اور بیساکھی کے سہارے کاروبار حیات میں مصروف رہتا۔ ایک روز باہر کھیتوں میں بکریاں چرا رہا تھا کہ سید امیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی گھوڑی پر سوار ادھر سے گذرے۔ آپ کی اس معذور شخص پر نظر پڑی ؎

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی زمانے کی تقدیر دیکھی

Marfat.com

آپ نے دیکھا کہ وہ شخص بمشکل بھیڑ بکروں کے ریوڑ پر قابو پا رہا ہے شائد اس کی حالت پر ترس آ گیا ہو۔ ہر وہ شخص جو ذاتِ مصطفوی کے حسن میں اپنے آپ کو گم کر چکا ہو۔ اس میں اگر دوسروں کی تکلیف سے دل میں کسک اور تڑپ پیدا نہ ہو تو وہ دعویٰ محبتِ مصطفوی میں جھوٹا ہے۔ اس کسک اور تڑپ کے ساتھ ساتھ اگر اس تکلیف کو دور کرنے کی صلاحیت موجود ہو اور اس کی تکلیف دور کر سکتا ہو اس کے باوجود اس کو دور نہ کرے تو وہ دعویٰ ایمان میں بھی جھوٹا ہے۔

شاہ صاحب نے پوچھا۔ بیٹا تجھے کیا ہوا ہے۔ اس نے تمام صورتِ حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ٹانگ تو اب بھی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ اس نے حیرت سے کہا۔ یہ ٹانگ اب کہاں ٹھیک ہو سکتی ہے۔ آپ نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ ٹانگ ٹھیک ہو جائے گی تم نذر لانے کی بات کرو (نذر لانے والی بات اُن کا تکیہ کلام ہوتا تھا اور دوسرا آدمی خواہ چھوٹی سی چھوٹی چیز کی نذر مان لیتا۔ آپ اُسے قبول فرما لیتے۔ البتہ جو نذر وہ مان لیتے وہ ہر قیمت پر ضرور پوری کرنی پڑتی) چرواہے نے کہا۔ شاہ جی اگر میری ٹانگ درست ہو جائے تو وہ گھنٹی والی بکری آپ کی نذر کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ کل فجر کی نماز کے بعد جب میں مسجد سے باہر نکلوں تو تمہیں دروازے پر موجود ہونا چاہیئے۔ دوسرے روز وہ صبح اپنی گدھی پر بیٹھ کر آپ کے گاؤں پہنچا اور آپ کے مسجد سے نکلنے سے پہلے دروازے پر موجود تھا۔ شاہ صاحب باہر نکلے۔ اُسے دیکھ کر دم فرمایا اور یہ دم کا سلسلہ ہفتہ بھر جاری رہا۔ اس ہفتے کے دوران نہ صرف اس کی ٹانگ کی حسِ زندگی بیدار ہونے لگی بلکہ

Marfat.com

اس میں ہر طرح کی زندگی کی لہر دوڑ گئی جب آٹھ دس دن گذر گئے تو آپ نے فرمایا۔ اپنے گدھے سے نیچے اترو اور اپنے ڈیرے تک دوڑ لگاؤ اگر یہ ٹانگ پہلی ٹانگ سے بہتر کام کرے اور اس میں کوئی کمزوری نظر نہ آئے تو کل صبح ہماری بکری لے آنا۔ ورنہ ہمیں بکری کی ضرورت نہیں۔ علاقہ بھر کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ شخص جو پیدائشی معذور تھا اور سالہا سال سے بیساکھی سے چلتا رہا۔ وہ گدھے سے نیچے اترا اور چلنے لگا، پھر دوڑنے لگا اور اپنے ڈیرے تک دوڑتا چلا گیا۔ کل صبح وہ اپنی وہی گھنٹی والی بکری لے کر حاضر ہوا۔

ہزاروں کی تعداد میں نہ سہی، سینکڑوں اور بیسیوں ایسے اشخاص تو آج بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے اُسے معذوری کی حالت میں بھی دیکھا۔ پھر صحت مند ہونے کے بعد بھی دیکھا۔ یہ واقعات سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نہیں موڑتے۔ ان کی زندگی، ان کی موت، ان کی نماز، زکواۃ اور قربانی سب کچھ اُسی کے لیے ہوتا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کے مٹکے توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔ صرف اس کی رضا کی خاطر جینا مرنا جانتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہیں توڑتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی درخواست کو رد نہیں فرماتا۔ بلکہ وہ ان کی زبان بن جاتا ہے۔ جس سے وہ گفتگو کرتے ہیں۔ وہ اُن کے ہاتھ بن جاتا ہے۔ جن سے وہ پکڑتے ہیں۔ اُن کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں وہ زبان سے جو لفظ نکالتے ہیں پورا ہوتا ہے۔ وہ اپاہجوں کو تندرست کرتے ہیں۔ ان کی نگاہ اٹھتی ہے تو تقدیر بدلتی ہے ؎

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

Marfat.com

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہ تصور حدیث قدسی میں موجود ہیں۔ حدیث مقدسہ کا متن مطالعہ کے لیے حاضر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ وَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْہُ۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ باب الذکر)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت اور دشمنی رکھتا ہے۔ میں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرے کسی بندہ کا بمقابلہ فرائض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں (یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذرائع ہیں۔ مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرض ہے۔ اس لیے صوفیا فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں۔ اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ چرس حرام گانے بجانے کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھیں اور نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں (یعنی بندہ مومن فرائض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ فرائض و نوافل کا جامع ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فرائض کو چھوڑ کر نوافل ادا کرتا رہے۔ محبت سے مراد کامل محبت ہے۔) پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو مَیں اس کے کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے (اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست اور ولی میں حلول کر جاتا ہے۔ جیسے کہ کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ بو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ بلکہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے کے یہ اعضا گناہ کرنے کے لائق ہی نہیں رہتے۔ ہمیشہ ان سے نیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اُن پر عبادات آسان ہو جاتی ہیں یا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء جسمانی کو دنیا کے لیے استعمال ہی نہیں کرتا۔ وہ صرف رضاءِ الٰہی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ وہ ہر چیز میں اور ہر کام میں اُسے ہی دیکھتا ہے اُسی کی آواز سنتا ہے یا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ جس سے خدائی طاقت اس کے اعضاء میں کام کرتی ہے اور وہ ان اعضاء جسمانی سے ایسے کام لیتا ہے جو عقل و خرد کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان میں

Marfat.com

بیٹھے بیٹھے مصر سے چلی ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو سونگھ لیتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل کے فاصلے سے ایک ننھی سی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت عاصف بن برخیا علیہ الرحمۃ نے پلک جھپکنے سے بھی پہلے سینکڑوں میل دور یمن سے تخت بلقیس لا کر سامنے رکھ دیا حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ پڑھتے ہوئے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز پہنچا دی خود حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات کو بچشم سر دیکھ لیا یہ سب طاقتیں اسی کے کرشمے ہیں کہ بندہ جب فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو اس کے اعضا سے ایسے کام ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالےٰ کے کرم سے ہو سکتے ہیں بشری طاقت سے وہ ماوریٰ ہوتے ہیں آج تار کی طاقت سے فون، ریڈیو اور ٹی وی عجیب وغریب کرشمے دکھا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں نورِ بصیرت کی طاقت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں) اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُسے دیتا ہوں، اگر وہ میری پناہ لیتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں (گویا وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں اور جو اُن کی پناہ میں آجائے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آجاتا ہے حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں ؎

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام

اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے۔ اس میں میں کبھی تردد نہیں کرتا۔ جیسے کہ میں اُس

Marfat.com

بندہ مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور میں اُسے ناخوش و ناراض نہیں کرتا۔ اُدھر موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔)

سبحان اللہ کیا خوبصورت اندازِ محبت کا اظہار ہے کہ میں رب ہوں قادر مطلق ہوں۔ اپنے کسی فیصلے میں نہ کبھی توقف کرتا ہوں اور نہ کبھی تردد کرتا ہوں۔ جو چاہوں حکم دوں اور وہ ہو جائے۔ اس کے باوجود ایک موقع پر میں بھی توقف کرتا ہوں اور وہ یہ کہ ولی کامل اور بندہ مومن کا جب وقت اجل آجائے اور وہ ابھی مرنا نہ چاہتا ہو تو میں اُسے اپنے اصول اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے مطابق فوراً نہیں مار دیتا بلکہ اولاً اسکو خود موت کی طرف مائل کر دیتا ہوں۔ جنت اور وہاں کی نعمتیں دکھادی جاتی ہیں۔ دنیا کی پریشانیاں دکھادی جاتی ہیں جن کی وجہ سے ہمارا بندہ دُنیا سے متنفر ہو کر منہ موڑ لیتا ہے وہ آخرت کی طرف منہ کر لیتا ہے اور آخرت کا مشتاق بن جاتا ہے۔ پھر وہ خود آنا چاہتا ہے۔ خوشی و مسرت میں جھومتا ہمارے پاس آتا ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

اس حدیث پاک کے حوالے کی طرح قرآنِ پاک بھی ایسے عوامل کا تذکرہ کرتا ہے۔ قرآنِ پاک میں لاکھوں مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔ اُن مسائل میں ایک چھوٹا سا شعبہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور اُن کے تصرفات کا بھی ہے۔
اُن تصرفات و فیوض کا تعلق دنیوی زندگی کے ساتھ بھی ہے اور بعد از وصال بھی ہے۔ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات تو زیر بحث ہی نہیں۔ آپ کے تصرفات تو اس قدر زیادہ ہیں۔

Marfat.com

ہیں کہ ورطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ مسائل آسان کرنا، مشکلات دور کرنا حجرہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پکارنے والوں کو جواب دینا، بیماروں کی عیادت کو آنا، ان کی بیماریاں دور کرنا، کسی کے پکارنے پر تشریف لانا اور مدد فرمانا، اس کے شواہد ایسے ہیں کہ کوئی دیدۂ کور ہوگا جس کو نظر نہ آئیں۔

میں خود پڑھیا تے لکھیا اے تے وسیا کئی واری
تسیں آپ جاندے او اک بیمار نوں پچھن
ظفر چشتی نے کلّی پا لئی سرکار دی راہ وچہ
کدی تے آون گے اپنے کسے بیمار نوں پچھن

اسی لیے آپ کی ذات ستودہ صفات تو زیر بحث ہے ہی نہیں۔ آپ کے صحابہ کرام اور اولیاء کاملین کے مزارات مبارکہ کے فیوض کے واقعات بھی اس کثرت اور تواتر سے ہم تک پہنچے ہیں کہ ان سے انکار ممکن نہیں۔ کسی بھی مکتبِ فکر کے اسلاف ہوں۔ ہر مکتبِ فکر اپنے بزرگوں کی کرامات بیان کرتے ہوئے ایسے ایسے شواہد پیش کرتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ حالانکہ اگر یہی تصرفات اور اسی قسم کے واقعات اہلِ سُنت اپنے اسلاف کے حوالے سے بیان کرتے ہیں تو کفر و شرک کے فتاویٰ کی توپوں کے دھانے کھل جاتے ہیں۔

بہرکیف ہماری کتاب کا یہ موضوع نہیں ہے اور نہ ہم ان مسائل پر گفتگو کے مجاز ہیں۔ یہ کام علماء کرام کا ہے۔ ہم اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے۔ ہم نے تو چند وہ شواہد و واقعات اور حقائق بیان کرنے کی ہلکی سی کوشش کی ہے۔ جن کا گواہ یا جن سے متعلقین دو یا دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان فیض کے چشموں کو آباد رکھے۔

Marfat.com

ایک غلط فہمی کا ازالہ

روحانی شفا خانوں کے وہ نمائندے جو اُن پر مسند نشین ہیں ان کا کردار اس وقت زیرِ بحث نہیں۔ جنہوں نے اس فیض کو کاروبار اور تجارت بنا لیا ہے۔ یہ ان کا اپنا کردار ہے اور نفس کی کمزوریاں ہیں۔ خدمتِ انسانی کے حوالے سے ہمارے اسلاف نے اپنے شفا خانوں سے جو فیض بانٹا ہے۔ ہم اس کے حوالے سے ان کے متعلق صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ ان شفا خانوں کے تربیت یافتہ ڈسپنسر ہیں اور بس۔ اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں۔ ان شفا خانوں کو تجارت اور کاروبار بنانے والوں کے کردار اور ذات کے متعلق ہمارے پاس کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ اس منظر میں وہ کالی بھیڑیں ہیں۔ جنہوں نے عقائد کو مجروح کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے ان کے لیے دنیا میں نفرتیں اور آخرت میں تعذیبِ الٰہی ہے۔ ہم ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں کہ پروردگار ان کو راہ راست نصیب کرے۔

شاہ دولہ شاہ کے چوہے اور ان کی حقیقت

پنجاب بھر میں آپ کو کچھ ایسے بھکاری نظر آئیں گے جو کوتاہ سر کے ہوں گے۔ سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ کوتاہ سر ہونے کی وجہ سے یہ لوگ سوچ اور عقل و ہوش سے کچھ عاری نظر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ چند اچھے بھلے اور صحت مند اشخاص بھی نظر آئیں گے۔ یہ اُن کے سرپرست ہوتے ہیں صبح ہوتے ہی یہ لوگ ٹولیوں کی شکل میں نکل پڑتے ہیں۔ دو دو چار بھکاریوں

Marfat.com

کے ساتھ ایک صحت مند شخص ہوتا ہے۔ دن بھر گھروں، بازاروں دکانوں اور راہ گیروں کو روک روک کر ضد کرکے بھیک مانگتے ہیں اور شام کو اپنے اپنے مسکن میں آجاتے ہیں۔ مشہور ہے یہ بھکاری اور کوتاہ سر لوگ حضرت شاہ دولہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چوہے ہیں۔ ان کو جھڑکنا نہیں چاہیئے اور ان کی ناراضگی مول لینا مناسب نہیں۔

تصویر کا ایک رُخ یہ بھی ہے کہ جن کے گھر میں اولاد نہ ہوتی ہو یا اولاد زندہ نہ بچتی ہو۔ وہ لوگ حضرت شاہ دولہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر گجرات میں حاضر ہوتے ہیں اور نذر مانتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد عطا فرمادے تو ایک بچہ حضرت صاحب کے آستانہ پر حاضر کریں گے۔ اس نذر ماننے کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ چھوٹے سر والا ہوگا اور اُسے شاہ دولہ شاہ صاحب کا چوہا کہا جاتا ہے۔

حالانکہ یہ جملہ امور حقیقت حال کے برعکس ہیں۔ ان کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر ہے تو اہلِ سنت انسانیت کی اس تذلیل سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں اس گھناؤنے جرم کے حقائق سے پردہ کشائی کرتے ہیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور کیا بنا دیا گیا ہے اور طالع آزماؤں نے اس کے پسِ منظر میں کیا کارستانیاں کرکے اپنا کاروبار چمکایا ہے اور دین کے نام پر سادہ لوح انسانیت کو کس قدر لوٹا ہے؟

حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک انتہائی برگزیدہ شخصیت تھے۔ نیک، پارسا اور جذبہ خدمتِ انسانیت سے معمور تھے۔ آپ کا دل دکھی اور مجبور و معذور انسانیت کو دیکھ کر بھر آتا۔ معذوروں کو دیکھ کر

Marfat.com

برداشت نہ کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ کی اس معذور مخلوق کی تکلیف پر تڑپ تڑپ جاتے اور ہمہ تن اُن کی خدمت میں مصروف و مشغول ہو جاتے۔ وہ معذور افراد جو اپنے لیے بھی بوجھ ہوتے اور معاشرے کے لیے بھی جو بے چارے کوچوں اور بازاروں میں مارے مارے پھرتے ہیں راہ گیر ترس کھا کر ان کے ہاتھ پر دو ٹکے رکھ جاتے۔ وہ گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں، سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں میں کھلے آسمانوں کے نیچے تڑپ تڑپ کر زندگی گذار دیتے حضرت شاہ دولہ شاہ صاحب ایسوں کو اپنی پناہ میں لے لیتے۔ اُن کی خوراک، لباس، ادویات اور دیگر ضروریات کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت تصور کرتے۔ علامہ اقبال نے بھی اسی تڑپ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ؎

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

مَیں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بعض معذور ایسے بھی ہوتے ہیں یا پاگل اور دیوانے جن سے اہلِ خانہ اور بعض اوقات والدین تک بھی نالاں و پریشان ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد صحت مند دنیا کے لیے ہر دور میں باعثِ عبرت خدا نے ضرور پیدا کئے ہیں۔ اُس زمانے میں بھی ہوتے تھے آپ اُن کو بھی پناہ میں لے لیتے ہیں۔ اسی طرح آپ کا آستانہ "ادارہ خدمتِ معذوراں" کا رنگ اختیار کر گیا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بننے لگا اور برِصغیر پاک و ہند میں جہاں بھی کوئی معذور، اپاہج پاگل یا دیوانہ کسی گھر میں ہوتا، وہ اُسے ادارہ کے سپرد کر کے قلبی خوشی محسوس کرتا کہ ان کے بچے اور بیٹے کی صحیح نگہداشت و صحیح تربیت

Marfat.com

ہو گی یہ سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا حضرت شاہ صاحب اس خدمتِ انسانیت میں رنگ و نسل یا مذہب کی کوئی تمیز نہ کرتے بلکہ ہر وہ شخص جو قابلِ رحم ہوتا۔ کالا یا گورا، ہندو یا مسلم، اپنا یا بیگانہ اسے اس ادارہ کی پناہ مل جاتی اور زندگی بھر ماں باپ سے بڑھ کر شفیق و مہرباں کی سرپرستی میں اپنی زندگی کے دن پورے کر لیتا۔ عوام بھی اس جذبہ خدمت انسانیت سے معمور و سرشار اس ادارے کے ساتھ تعاون کرتے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ ایک ملک گیر ادارہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔

حضرت شاہ دولہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خدمت انسانیت کے اس انداز کو دنیا میں متعارف کرا کر نسلِ انسانی کی خدمت کو ایک نیا رنگ بخشا۔ بعض ادارے گورنمنٹ کی سرپرستی میں چلتے ہیں۔ کئی انجمنیں بھی ایسے ادارے قائم کرتی ہیں۔ لیکن ان اداروں میں اور قلبی درد و محبت کے جذبات سے سرشار چلانے والوں کے اداروں میں جو فرق ہوتا ہے وہ فرق حضرت شاہ صاحب کے ادارے میں واضح نظر آتا تھا۔ کون کسی کا پیشاب اور پاخانہ صاف کرتا ہے۔ کون کسی کے منہ میں لقمہ دیتا ہے کوئی ہے جو کسی ایسے شخص کی ضروریات پوری کرے جو اپنی زبان سے اپنا دکھ درد بیان نہیں کر سکتا۔ اکثر لوگ محبت کے جذبات سے سرشار خدمت گزاروں کو ایک عظیم انسان کی سرپرستی میں معذوروں کی خدمت کرتے دیکھتے تو بھیگی آنکھوں کے ساتھ خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

نہ جانے یہ محبت کے زمزمے کب تک بہتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب کے وصال کے بعد بھی کچھ عرصہ یہ پاکیزہ سلسلہ جاری رہا۔ رفتہ

Marfat.com

رفتہ نفس پرستی اور جاہ طلبی اور ہوس سیم وزر نے ان پاکیزہ جذبات کی سرزمین پر حرص و آز کے کانٹے بونے شروع کر دیئے مخلوقِ خدا کو اس ادارہ سے جو گہری عقیدت تھی اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جانے لگا۔

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ زاہد ہے نہ مُلّا نہ حکیم

امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ عقل عیار نے سو بھیس بدلے اور اسے کاروبار کی شکل دے کر تذلیل انسانیت کی بنیاد رکھی حضرت شاہ صاحب کی عظمت سیرت و کردار اور تقویٰ و طہارت نے مخلوقِ خدا کے دلوں اور ذہنوں پر جو گہرے نقوش چھوڑے تھے اُن سے غلط فائدہ اُٹھاتے ہوئے معذور انسانوں کو اس ادارہ میں داخل کرنے کی بجائے اِسے چڑھاوے کی شکل دی جانے لگی۔ سادہ لوح قوم آج تک عقلِ عیار کے اس دامِ تزویر میں پھنسی چلی جا رہی ہے۔

دربارِ عالیہ سے وابستگان نے اُن معذوروں سے بھیک منگوانا شروع کر دی۔ یہ بھیک پھر تجارت کا روپ دھارنے لگی۔

پھر یہ معذور قابلِ رحم انسان ٹھیکے پر دیئے جانے لگے۔ حتّٰی کہ ننھے ننھے معصوم بچے اغوا کر کے شاہ دولہ کے چوہوں میں شامل کرنے کے لیے ظالم وسفاک انسان نما درندوں نے بچوں کے سر پر لوہے کے خول اور خود چڑھانے شروع کر دیے تاکہ جسم کی نشوونما کے ساتھ ساتھ سروں کی افزائش نہ ہو سکے جب سر ضرورت کے مطابق نہیں بڑھے گا تو صاف ظاہر ہے کہ اس کی صلاحیتیں علوم

Marfat.com

ہو کر رہ جائیں گی، وہ انسان تو ہے لیکن ایسا انسان جو فہم و فراست عقل و شعور کی دولت سے محروم انسان۔

شیطان کی اب کوئی ضرورت نہیں یارب
بربادیٔ انسان کو انسان ہی بہت ہیں

حضرت شاہ دولہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ سے وابستہ اور موسوم اُن چوہوں کے وجود کا اسلام سے اور صاحبِ مزار کی خدمت انسانیت کے جذبے سے کوئی تعلق نہیں۔ اہلِ سنت و جماعت اس گندے و قبیح اور ناپاک دھندے سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ حکومت وقت سے درخواست ہے کہ ان قابلِ رحم انسانوں کو کاروبار کے طور پر استعمال کرنے والوں کا محاسبہ کرے اور دین و مذہب کے نام پر قوم کے دین و مذہب اور دولت لوٹنے والوں کی سرکوبی کرے تاکہ یہ گھناؤنا کاروبار ختم ہو اور دربار حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت بحال ہو۔

شہیدانِ ناموسِ رسالت

رائے محمد کمال صاحب کا اپنا موضوع شہیدانِ ناموسِ رسالت ہے انہوں نے عشقِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اُن عظیم ہستیوں کو موضوع بنایا ہے جن کا نام آتے ہی سر نیاز سے جھک جاتا ہے اور آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ جو آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر دار و رسن کو چوم کر سرفراز ہو گئے۔ جن مقدس شہیدوں کے ذکر سے اُن کے قلم نے لذت حاصل کی

Marfat.com

ہے۔ ان میں حضرت غازی علم دین شہید، غازی عبدالقیوم شہید کراچی۔ غازی میاں محمد شہید تلہ گنگ مزار شریف مدارس انڈیا، غازی محمد صدیق شہید قصور، غازی مرید حسین شہید چکوال، غازی امیر احمد شہید غازی محمد عبداللہ شہید گڑھی شاہو لاہور، مزار شریف کلکتہ غازی عبداللہ انصاری شہید چک ۲۴ نزد خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

اس وقت آپ کے زیرِ مطالعہ کتاب "فیض کے چشمے" کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔ روحانی شفاخانے کا موضوع تھا وہ مزارات عالیہ جن سے جسمانی امراض سے شفا ملتی ہے۔ لیکن فیض کے چشمے کا موضوع اس سے عام ہے یعنی اس کا موضوع جسمانی امراض اور روحانی امراض سے شفا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کو عمومیت حاصل ہے کہ وہ متقی و پارسا ولی کامل جس نے اپنی خواہشات کو رضاء الٰہی کا پابند کر لیا ہے پھر مشیت خداوندی نے انہیں اس کے صلہ میں نوازا ہے اور ان سے مخلوق خدا نے فیض لیا ہے ان کا ذکر بھی ہمارے موضوع میں شامل ہے۔ دراصل صراطِ مستقیم سے بھٹکی ہوئی مخلوقِ خدا کو پھر راہ خدا پر لانے کی یہ ایک حقیر سی کوشش ہے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

روحانی شفاخانے اور فیض کے چشمے کے بارے میں ایمان افروز انکشافات سے جب پر پہنچا ہوں کہ جو بھی اس پیارے حبیب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ پر چلا۔ وہی شخص اس مقام پر پہنچا ہے ؎

جب پڑھی اھدنا الصراط تو آئی یہ صدا
طیبہ کے رُخ چلو کہ رہ مستقیم ہے

اس لیے میں نے رائے محمد کمال صاحب سے پوچھی ہوئی وہ باتیں بھی آپ کے مطالعہ کے لیے شامل اشاعت کر لی ہیں جن کا تعلق

Marfat.com

فیوض و برکات سے ہے۔

محترم محمد کمال صاحب نے شہیدانِ ناموسِ رسالت کے مقابر کے فیوض و برکات سے پہلے مجموعی تاثر پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ میرا تجربہ ہے کہ درج ذیل فیوض یقیناً ملتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

۱۔ میرا دعویٰ ہے کہ شہید کے مزار پر حاضر ہونے والا عشقِ رسول اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دولت سے محروم نہیں رہ سکتا۔

۲۔ کوئی شخص کسی بھی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ جب وہ کسی شہید کے مزار پر حاضر ہوگا اور وہ شہید ہونے کے پسِ منظر و واقعہ سے بھی واقف ہو، اس کے دل میں ناموسِ رسالت پر مر مٹنے اور جان فدا کرنے کا جذبہ ضرور بیدار ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں اُس اُمنگ اور چاہت میں کمی آجائے

اک تمنا خدا میری پوری کرے
دل کی حسرت خدا میری پوری کرے
عزتِ مصطفےٰ پہ مر کر کٹ مروں
میرا اللہ دعا میری پوری کرے (اظفر چشتی)

۳۔ یہ بات چیلنج کے طور کہی جا سکتی ہے کہ تمام تعلیمی ادارے خواہ وہ دینی و مذہبی ہوں یا دنیوی، حکومت کے ہوں یا کسی پرائیویٹ ادارے کے، اُن کی سرپرستی کرنے والے علماء و مشائخ ہوں یا دیگر تعلیم یافتہ طبقے پرائمری اور ابتدائی سطح سے اعلیٰ سے اعلیٰ اداروں تک بچوں کے اخلاق و کردار میں وہ تبدیلی نہیں لا سکتے جو ایک دفعہ شہید کے حالات و واقعات کی آگاہی سے تبدیلی لائی جا سکتی ہے یا شہید کے مزار پر حاضر ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر والدین چاہتے ہوں کہ ان کے ہونہار

Marfat.com

بچوں اور ملک و ملت کی نیا کے کھیون ہارونؒ کا کردار شبنم کے قطروں کی طرح پاکیزہ ہو، تو وہ سال بھر میں ایک بار اپنے بچوں کو لے کر کسی ایک شہید کے مزار پر حاضر ہوں۔ ان کی شہادت کا تذکرہ انہیں سنائیں کہ کیسے کسی گستاخ نے شانِ رسالت میں گستاخی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیوانوں اور شمع رسالت کے پروانوں نے اس گستاخ کو کیسے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ اُس کے بعد شہادت کا مرتبہ پانے تک تمام واقعات و حادثات تفصیل سے سنائے جائیں تاکہ ایمان میں تازگی پیدا ہو۔ محبّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہوں اور علمی و عملی دنیا میں غلامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے نکھر کر سامنے آئیں ؎

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

۴۔ ڈپریشن دَورِ حاضر کا سب سے بڑا مرض ہے۔ شاید ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جو ڈپریشن کا شکار نہ ہو۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے ڈاکٹروں، حکیموں کی چوکھٹوں پر حاضری اور سلام کرنا ایک معمول سا بن گیا ہے۔ لیکن ڈپریشن سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہمارے پاس دو روحانی نسخے موجود ہیں۔ جو مخلوقِ خدا کی بہتری کے لیے درج کیے جاتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔

(الف) ایک نسخہ تو یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہدیۂ درود و سلام کثرت سے پیش کیا جائے۔

(ب) کسی شہید کے مزار پر حاضری دی جائے۔

ہمارا تجربہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ نامی اسمِ گرامی

Marfat.com

اور عزتِ مصطفےٰ پر مر مٹنے والوں کو جو سکون و آرام اور راحتیں ملی ہیں، وہ اپنے پاس آنے والوں کو اپنے آستانہ سے سکون و طمانیت کی دولت بانٹتے ہیں۔اس لیے کہ جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہ وہی کچھ دیتا ہے۔شہادت کے بعد جتنا سکون و آرام کسی شہید کو میسر آتا ہے۔اتنا شاید ہی کسی اور کو نصیب ہوتا ہو۔اس لیے ڈپریشن کے مریض کو چاہیئے کہ وہ ان دو نسخوں سے فیض حاصل کرے۔

کرامتِ شہید

آخر پر میرے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مَیں نے پوری زندگی اس مقدس سفر میں گذاری ہے۔اس ذکر میں اتنی لذت ہے کہ کسی اور کام میں کیا لذت ہو گی۔ایک شہید کے ذکر میں ایک بہت انوکھی اور نرالی چیز سامنے آئی۔وہ ایمان افروز واقعہ لذتِ کام و دہنِ ایمان کے لیے حاضر ہے۔

ایک شہید جناب غازی مرید حسین شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار ان کے آبائی گاؤں بمقام بھلہ کریالہ نزد تحصیل چکوال میں ہے اس واقعہ میں پیر و مرشد سے گہری عقیدت کا اظہار بالکل ایک نئے انداز سے ہوا ہے۔

غازی مرید حسین شہید کو حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا اور اپنی شان میں گستاخی کرنے والے رسوائے زمانہ ویٹنری ڈاکٹر شفاخانہ حیوانات پلول ضلع گوڑ گاؤں (انڈیا) رام گوپال کی مکروہ شکل بھی دکھائی۔مرید حسین شہید

Marfat.com

چکوال سے گوڑ گاؤں روانہ ہوئے، شفاخانہ حیوانات میں پہنچے اور حیوانوں سے بدتر شکل جو خواب میں دیکھی ہوئی تھی۔ پہچان لی۔ اُسے واصل جہنم کیا اور عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دار و رسن کو چوم لیا

ہم رسن کو چوم لیتے ہیں تڑپ کر دار پر
یہ غلامانِ محمد کی پرانی رسم ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آپ کو اپنے گاؤں بھلہ میں دفن کر دیا گیا آپ کے پیر و مرشد سلطان العاشقین قلندر غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کا روضہ خود تعمیر کروایا۔ اس روضہ کو دیکھ کر چاچڑ شریف کے روضہ کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔ روضہ کی تعمیر مکمل ہوئی، تو پیر نے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار جان کا نذرانہ پیش کرنے والے مزار کی چوکھٹ کو بھیگی آنکھوں سے شدتِ جذبات میں بوسہ دے دیا۔ مرید شہید نے اپنے پیر کے جذبات کے حضور عقیدت کا خراج پیش کیا اور وہ یوں! کہ جس جگہ پیر و مرشد کے لبوں نے مس کیا۔ ٹھیک اُسی جگہ شہد ٹپکنے لگا۔ جو پیر و مرشد نے بھی کھایا اور آپ کے ساتھ جو حلقہ ارادت تھا۔ اس نے بھی کھایا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ دو چار، دس افراد نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شہد نوشِ جان کیا ؎

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ اُن کی ہیبت سے رائی

ہونٹوں سے بوسہ دینے اور پھر اُسی جگہ سے شہد کے ٹپکنے کا ایک

Marfat.com

راز تھا۔ جو صرف اُنہی عقیدت مندوں کو معلوم تھا۔ جو اس وقت آپ کے ساتھ مزار کے اندر تھے۔ اُن مریدین میں سے کسی نے یہ راز فاش کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شہد نکلنا بند ہو گیا۔ جب حضرت العاشقین قلندر غریب نواز آف چاچڑ شریف کو علم ہُوا تو آپ نے کفِ افسوس ملتے ہوئے فرمایا اسے کاش کوئی یہ راز فاش نہ کرتا۔ تو یہ شہد قیامت تک کے لیے جاری وساری رہتا۔

یہ واقعہ ماہنامہ نعت، شہیدانِ ناموسِ رسالت نمبر حصہ سوم مارچ ۱۹۹۱ء کے صفحہ ۶۸ پر درج ہے۔

دوشینہ دل حزینم بگرفت
واندلیشۂ یار نازنینم بگرفت
گفتم بسبرو دیدہ روم بر درِ تو
اشکم بدوید و آستینم بگرفت

کل رات میرا دل بے قرار بے چین ہو کر تصویرِ یار میں گم ہو گیا میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں خوشی خوشی آپ کے در دولت پر حاضری دوں گا۔ لیکن کیا کروں؟ آنسوؤں نے آگے بڑھ کر میری آستین کو پکڑ لیا۔

Marfat.com

”روحانی شفاخانے“ کا فیض

ڈاکٹر محمد ارشد اور ساجد قیوم ایم بی بی ایس

میری بڑی بیٹی اور اس کے سسرال کے معالج محترم ڈاکٹر محمد ارشد صاحب ایم بی بی ایس اور اُن کے ایک بہت قریبی دوست ڈاکٹر ساجد قیوم صاحبان کی خدمت میں میری بیٹی نے میری کتاب ”جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے“ پیش کی۔ انہوں نے اس کا مطالعہ کیا تو بہت متاثر ہوئے ایک روز وہ دونوں ڈاکٹر حضرات اسی کتاب کے حوالہ سے ملنے آئے اور بہت عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ دوران گفتگو محترم ڈاکٹر ساجد قیوم نے مجھے کہا: چشتی صاحب! آپ کی کتاب میں ایک نقص ہے۔ میں نے عرض کیا: محترم آپ کا شکریہ، آپ بتائیں: تاکہ اس نقص کو دور کر دیں تو ڈاکٹر صاحب نے کہا جناب یہ نقص ایسا ہے کہ دور نہیں کیا جاسکتا اور وہ نقص یہ ہے کہ جو کوئی بھی اس کتاب کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ پھر اس کو واپس نہیں کرتا۔

تبصرے کا یہ انداز بالکل انوکھا تھا ہم سب بہت محظوظ ہوئے اور مَیں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ دو ذمہ دار افراد اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کا تبصرہ کتنا خوبصورت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک بہت اچھا کام لے لیا ہے۔

اس پہلی ملاقات کے بعد گاہے گاہے سلام دعا رہتی تھی ۴ر اگست

Marfat.com

۱۹۹۳ء کو ڈاکٹر صاحبان مذکوران کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا، جو میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اعزاز صرف اور صرف کتاب روحانی شفاخانے کی وجہ سے ہے کہ جن بزرگانِ دین کے فیوض برکات کو عام کرنے کا اعزاز میرے حصے میں آیا ہے۔ وہ بزرگانِ دین اس سے خوش ہیں اور مجھے اپنے روحانی فیوض و برکات سے بھی فیض یاب کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ارشد صاحب جن کا کلینک ونڈالہ روڈ شاہدرہ میں ہے نے بتایا کہ میں اور ڈاکٹر ساجد قیوم ایم بی بی ایس دونوں کسی کام سے ۴ اگست ۱۹۹۳ء کو سادہ کپڑوں میں ملبوس یتیم خانہ گئے۔ ہمارے کپڑوں سے ظاہر نہ ہوتا تھا کہ ہم ڈاکٹر ہیں۔ ہم دو تین بار پہلے بھی ایک کام سے یتیم خانہ گئے تھے لیکن کام نہ ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں آج پھر جانا ہوا کہ ایک بزرگ نے ہم دونوں کا راستہ روک کر کہا۔ ڈاکٹر صاحبان ٹھہرو! اور مجھے چائے پلاؤ۔ ڈاکٹر صاحب نے دو روپے نکال کر دیئے اور کہا بابا جی چائے پی لیں۔ بزرگ فرمانے لگے۔ پیسے تو میرے پاس بھی بہت ہیں پیسے نہیں چاہئیں چائے پلائیں اور سنو! جو کام تم آئے ہو وہ آج ہو جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ہم نے اُن کی باتوں کو کوئی اہمیت نہ دی اور آگے چل دیے لیکن بزرگوں نے پھر راستہ روک لیا اور کہا ڈاکٹر صاحب چائے پلاؤ۔ ڈاکٹر صاحبان نے کہا بابا ہمارے پاس وقت نہیں ہے آپ پیسے لے لیں اور چائے پی لیں۔ بزرگ فرماتے ہیں۔ اگر پیسے ہی دینے ہیں تو پانچ روپے دیں۔ ہم نے کہا ہمارے پاس نہیں ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ کے پاس پانچ روپے کا نوٹ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں میں نے جیب میں دیکھا تو واقعی

Marfat.com

پانچ روپے تھے۔ مَیں نے پانچ کا نوٹ دیا تو کہنے لگے یہ پرانا ہے نیا نوٹ لینا ہے۔ یہ رکھ لو۔ ہم نے نیا نوٹ دے کر جان چھڑانا چاہی، تو وہ کہتے ہیں آپ چشتی صاحب کو جانتے ہیں۔ ہمیں یاد تو نہیں تھا، ویسے ہی کہہ دیا، ہاں جانتے ہیں تو باباجی کہنے لگے چشتی صاحب کو پیغام دے دیں۔ ہم نے ان کی عمر بڑھادی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: میں نے کہا۔ باباجی! زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، آپ کون ہوتے ہیں کسی کی عمر بڑھانے یا کم کرنے والے۔ باباجی نے کہا: نہیں ڈاکٹر صاحب آپ نہیں جانتے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے ہم جس کی چاہیں عمر بڑھادیں اور جس کی چاہیں عمر کم کردیں۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہم باباجی کی باتیں سُن کر اور جانے کے لیے پانچ روپے کا نیا نوٹ دے کر چل دیئے۔ جس کام کے لیے گئے تھے وہ فوراً ہوگیا۔ اس کے لیے ہمارا یہ تیسرا چکر تھا لیکن نہیں ہو رہا تھا۔ آج جاتے ہی ہوگیا اور ہم جلد فارغ ہو کر گھر لوٹ آئے۔

یہ واقعہ ۴ر اگست ۱۹۹۳ء کا ہے۔ اس کے بعد ہم بھول گئے کہ ہمارے ساتھ کوئی واقعہ ہوا ہے اور نہ ہی چشتی صاحب کو پیغام دینا یاد رہا۔ البتہ ایک دن ذہن میں آیا کہ باباجی کو کیسے پتہ چلا کہ ہم ڈاکٹر ہیں اور یہ بھی ذہن میں آیا کہ اگرچہ واقفیت بہت ہے۔ لیکن اُن میں سوائے عبدالحق ظفر چشتی صاحب مصطفےٰ آباد والوں کے علاوہ کوئی صاحب ایسے نہیں جنہیں ہم چشتی صاحب کہہ کر بلاتے ہوں۔

ڈاکٹر ارشد صاحب کہتے ہیں کہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۳ء کی رات کو ایک خواب دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحق ظفر چشتی صاحب اور ان کے بڑے بیٹے حافظ

Marfat.com

محمد عامر چشتی صاحب میرے کلینک پر مجھے ملنے آئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بیٹھے اور اُٹھ کر چلے گئے۔ ابھی وہ اپنی گاڑی سٹارٹ کر کے روانہ ہوئے ہی ہیں کہ وہی باباجی جو یتیم خانہ میں ۴ اگست ۱۹۹۳ء کو ملے تھے وہ آجاتے ہیں اور آتے ہی پوچھتے ہیں۔ ڈاکٹر! تم نے میرا پیغام چشتی صاحب کو پہنچایا تھا۔ میں نے کہا پیغام تو نہیں پہنچایا، البتہ وہ ابھی مجھے مل کر گئے ہیں میں باہر نکل کر دیکھتا ہوں جب باہر نکل کر دیکھا تو چشتی صاحب جا چکے تھے۔

اس خواب سے میں نے یہ سمجھا کہ ہو سکتا ہے کہ ۴ اگست کے واقعہ کے حوالہ سے میں کسی اور چشتی صاحب کو پیغام دے دیتا۔ لیکن باباجی ڈیڑھ ماہ بعد چشتی صاحب کو بلوا کر مجھے دکھا کر کہا کہ ان کو میرا پیغام بھجوا دو کہ ہم نے اُن کی عمر بڑھا دی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے صبح اُٹھ کر سب سے پہلے یہی کام کیا۔ اور آپ کو پیغام بھجوایا کہ ایک باباجی ہمیں ملے ہیں اور ان کا پیغام یہ ہے کہ ہم چشتی صاحب کی عمر بڑھا دی ہے اور اتفاق دیکھئے کہ جس دن راقم الحروف کو یہ پیغام ملتا ہے۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے بیٹے حافظ محمد عامر چشتی المعروف عبدالرحمٰن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک ننھا سا بیٹا عطا فرمایا جس کا نام ہم نے طٰلٰہ محمد رکھا۔ راقم الحروف یہ سمجھتا ہے کہ بزرگوں کا اشارہ شاید اسی طرف ہے اور اسی وجہ سے یہ بچہ خصوصاً میرے لیے اور میرے خاندان کے لیے نیک شگون ثابت ہو گا۔ میرے نزدیک میری عمر بڑھا دینے سے مراد اسی بچے کی پیدائش ہے جو ہمارے خاندان کا نام روشن کرے گا اور ہماری زندگی بڑھائے گا۔ انشاءاللہ الغفور اور یہ بزرگ بھی انہی بزرگوں میں سے کوئی ہیں جن کے روحانی شفاخانوں کے بارے میں تحریر کر رہا ہوں۔

Marfat.com

Marfat.com

مختلف بیماریوں کیلئے فیض کے چشمے

Marfat.com

Marfat.com

چند فیض کے چشموں کا مختصر تعارف

راوی : جناب راجا محمد یوسف خاں صاحب، موضع ڈھنگوال تحصیل پنڈدادن خاں ضلع جہلم۔

۱۲ اپریل ۱۹۹۲ء کی ڈاک میں دو خطوط ایسے تھے۔ جن کا تعلق صرف میری کتاب "روحانی شفا خانے" کے ساتھ تھا۔ اس میں ایک خط جناب محمد سرور شفقت صاحب کا تھا۔ جو اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اور کیڈٹ کالج حسن ابدال ضلع اٹک میں پڑھاتے ہیں۔ دوسرے صاحب جناب راجا محمد یوسف خاں صاحب کا نوازش نامہ تھا

جو موضع ڈھنگوال تحصیل پنڈدادن خاں ضلع جہلم سے تعلق رکھتے ہیں مؤخرالذکر نے اپنے طویل خط میں کرم نوازی فرماتے ہوئے، اٹھارہ فیض کے چشموں کی نشاندہی فرمائی۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر روحانی شفا خانے میں کسی نہ کسی طرح آچکا ہے۔ باقی کی تفصیل راجا صاحب کے حوالہ سے من و عن درج کی جارہی ہے۔ تاکہ عوام الناس اُن سے فیض یاب ہوں۔ فقیر راجا صاحب کے لیے خصوصاً دعاگو ہے۔

نام زیارت :۔ خانقاہ حضرت شاہ سفیر رحمۃ اللہ علیہ المعروف شاہ سفید

وجہ شہرت :۔ قوم میانہ اس خانقاہ کی گدی نشین ہے اور اپنے آپ کو حضرت شاہ سفیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بتاتے ہیں۔

Marfat.com

جذامی اس دربار پہ جاروب کشی کرتے ہیں اور مرض جذام سے نجات ملتی ہے۔ ماہ بیساکھ کی ہر چار جمعرات کو میلہ لگتا ہے۔
("روحانی شفا خانے" میں حضرت شاہ سفیر رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ صہ ۱۵۷ سے صہ ۱۶۱ تک موجود ہے۔)

محل وقوع :- میانہ موہڑہ تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم، جی ٹی روڈ سوہاوہ سے بذریعہ ویگن دربار پہ جاتے ہیں۔

نام زیارت :- خانقاہ غازی ناڑہ

وجہ شہرت :- یہ پرانی زیارت ہے۔ پہاڑ میں ایک چشمہ ہے جس سے پانی نکلتا ہے۔ روایت ہے کہ یہ چشمہ صاحبِ مزار کی دعا سے جاری ہوا تھا۔ اس چشمہ میں وہ عورتیں جن کو بوجہ پرچھانواں اولاد پیدا نہیں ہوتی، چاندنی رات اتوار کو نہاتی ہیں تو بیماری سے نجات ملتی ہے۔

محل وقوع :- موضع سوہن، غازی ناڑہ، ضلع جہلم، جی ٹی روڈ دینہ سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :- چشمہ گراٹ

وجہ شہرت :- یہ چشمہ جہلم شہر سے بفاصلہ تقریباً ۲۵ کلومیٹر بجانب غرب قلعہ روہتاس کے قریب رکھ سرکار میں واقع ہے عہدِ چغتائی میں شاہ عثمان غازی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام یہاں ہوا جن کی دعاؤں کا ثمر ہے کہ یہ چشمہ جاری ہوا۔ ماہ چیت بیساکھ میں معدے کے مریض یہ پانی استعمال کرتے ہیں۔ جس سے بکثرت اسہال آتے

Marfat.com

ہیں۔ جن سے معدہ صاف ہو کر مقوی ہو جاتا ہے۔ اس پانی کا استعمال ماہ ہائے اسوج و کاتک میں کیا جاتا ہے۔

محل وقوع:۔ جی ٹی روڈ، جہلم، دینہ سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت:۔ دھرام رائے، خانقاہ سید جلال رحمۃ اللہ علیہ۔

وجہ شہرت:۔ دھرم رائے نامی پانی کا چشمہ ہے جو حضرت سید جلال رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے جاری ہوا۔ اس چشمہ پر جن عورتوں کو سایہ کا مرض ہو (سایہ آسیب کو کہتے ہیں) وہ عورتیں یہاں آ کر تین اتوار غسل کرتی ہیں اور ایک پتھر جو اس جگہ موجود ہے۔ اس کے گرد سات پھیرے لگاتی ہیں اور جب تک بدن خشک نہ ہو جائے اس وقت تک بولنا منع ہے۔ پہلے منت پانچ کثیرہ مقرر ہے منت پوری ہونے پر حسب توفیق چڑھاوا دیتے ہیں۔

محل وقوع:۔ رادل، تحصیل پنڈدادن خاں، ضلع جہلم، غریب وال سیمنٹ فیکٹری سے سواری میسر آتی ہے اور فیکٹری موڑ کے لیے جہلم۔ منڈی بہاؤالدین، کھاریاں اور پنڈدادنخاں سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت:۔ خانقاہ پیر تھوہہ

وجہ شہرت:۔ یہ بزرگ ہوئے ہیں۔ ریح کے درد کے لیے بروز اتوار ان کے ہاں آکر سلام کیا جاتا ہے تو درد رفع ہو جاتا ہے اس جگہ کی خاک بھی جائے درد پر ملتے ہیں۔

Marfat.com

محل وقوع : دھریالہ کہون، تحصیل و ضلع چکوال، چوا سیدن شاہ سے سواری ملتی ہے اور چوا سیدن کے لیے پنڈ دادنخاں اور چکوال سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :- خانقاہ حضرت میاں سالپ رحمۃ اللہ علیہ

وجہ شہرت :- رنج کے درد والے تین انوار سلام کرتے ہیں اور گیٹی چھوٹے پتھر جو مزار پر ہوتے ہیں درد والی جگہ پھیرتے ہیں تو شفا ہوتی ہے۔ حضرت میاں سالپ گوجر قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی اولاد گوجر میاں کہلاتی ہے۔

محل وقوع :- موضع اررڑ تحصیل و ضلع چکوال، چوا سیدن شاہ سے سواری ملتی ہے اور چوا سیدن شاہ کے لیے چکوال اور پنڈ دادن خان سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :- خانقاہ سید خواجے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

وجہ شہرت :- یہ ہمدانی سید ہوئے ہیں حضرت شاہ بلاول ہمدانی کی اولاد میں سے ہیں جن کا مزار دندہ شاہ بلاول تحصیل تلہ گنگ میں ہے۔ ان کے مزار پر کوئی شخص چالیس روز حاضری دیتا ہے تو اس کی مراد پوری ہوتی ہے۔

محل وقوع :- تلہ گنگ ضلع چکوال۔ میانوالی۔ راولپنڈی اٹک سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :- حضرت پیر ناڑہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

وجہ شہرت :۔ یہ صاحب کرامت بزرگ ہوتے ہیں کسی آدمی کے گلے یا ریوڑ کا کوئی مویشی بیمار ہو جائے اور مالک رات کے وقت خانقاہ پر حاضری دے کر مویشی کی بیماری کی اطلاع دے تو بیمار مویشی تندرست ہو جاتا ہے۔ نیز پیچش کے مریض دربار کے چشمے سے پانی پئیں تو پیچش کا عارضہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

محلِ وقوع :۔ موضع مورت، تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال سے سواری ملتی ہے اور تلہ گنگ کے لیے جہلم، چکوال راولپنڈی، اٹک اور لاہور سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :۔ دربار حضرت شاہ دلاور رحمۃ اللہ علیہ

وجہ شہرت :۔ یہ بزرگ قوم کے اعوان ہوئے ہیں جو مریض آسیب کا شکار ہو وہ بروز جمعرات دربار پر حاضری دے اس کو شفاء کاملہ نصیب ہوتی ہے۔

محل وقوع :۔ موضع جبی شاہ دلاور، تحصیل تلہ گنگ چکوال، تلہ گنگ سے سواری ملتی ہے اور تلہ گنگ کے لیے جہلم چکوال راولپنڈی اور اٹک سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :۔ خانقاہ حضرت بی بی رابعہ صاحبہ

وجہ شہرت :۔ یہ بی بی صاحبہ بھی قوم اعوان سے ہوئی ہیں۔ مرض چنبل والے اس دربار پر حاضری دیتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔

محلِ وقوع :۔ موضع بوڈھال تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال۔

Marfat.com

نام زیارت :- خانقاہ حضرت سید خیر شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔

وجہ شہرت :- یہ بزرگ ہمدانی سید ہیں۔ درد ربح کے مریض تین اتوار حاضری دیتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔

محلِ وقوع :- موضع پنن وال، تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم پنن وال کے لیے پنڈ دادن خان جہلم، منڈی بہاؤالدین، اور لاہور راولپنڈی سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :- خانقاہ حضرت سید نور شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

وجہ شہرت :- یہ صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں جب کوئی مویشی شیر دار بیمار ہوتا ہے تو دودھ کا چڑھاوا دیتے ہیں۔ مویشی تندرست ہو جاتا ہے۔

محلِ وقوع :- لاہور، راولپنڈی سے سواری ملتی ہے۔ کوٹ بلوچ، تحصیل پھالیہ، ضلع گجرات، منڈی بہاؤالدین سرگودھا، کھاریاں راولپنڈی، لاہور سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :- خانقاہ پیر چنبل رحمۃ اللہ علیہ

وجہ شہرت :- یہ زیارت غریب وال سیمنٹ فیکٹری کے اوپر پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ چنبل کے مریض اس خانقاہ پر حاضری دیتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔

محلِ وقوع :- نزد سلوئی تحصیل و ضلع چکوال غریب وال فیکٹری سے

Marfat.com

پیدل اور بذریعہ سواری چوا سیدن شاہ سے سلوئی اتر کر جاتے ہیں۔

نام زیارت :۔ پیر ہرار رحمتہ اللہ علیہ۔

وجہ شہرت :۔ یہ دربار خاص جہلم شہر میں ہے۔ دفتر ضلع کونسل کے نزدیک برلب دریائے جہلم واقع ہے بے اولاد عورتیں تین اتوار غسل کرتی ہیں اور مراد پاتی ہیں۔

محلِ وقوع :۔ جہلم شہر ٹاہلیانوالہ روڈ۔ شاندار چوک جہلم شہر سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :۔ دربار حضرت شہابل شاہ رحمتہ اللہ علیہ

وجہ شہرت :۔ صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ چنبل اور ہاتھ پاؤں کا پک کر رسنا کے مریض اس دربار کی خاک لگاتے ہیں۔ سلام کرتے ہیں اور شفا کاملہ پاتے ہیں۔

محلِ وقوع :۔ بھیرہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا۔

نام زیارت :۔ دربار حضرت معصوم بادشاہ عرف ایانے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

وجہ شہرت :۔ مادر زاد ولی ہوئے ہیں اور بعد طفولیت پردہ پوش ہوئے عموماً لوگوں کو زیارت کراتے ہیں۔ ان کے دربار پر سلام کرنے سے جسم پر اضافی تِل اور جن کو پنجابی چریاں بولتے ہیں یعنی جسم پہ کیل وغیرہ بن جاتے ہیں کا مرض رفع ہو جاتا ہے۔

محلِ وقوع :۔ چک دانیال، نزد پنن وال، تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم

Marfat.com

اور پنن وال کے لیے جہلم، کھاریاں، راولپنڈی، لاہور، منڈی بہاؤالدین اور پنڈ دادن خاں سے سواری ملتی ہے۔

نام زیارت :۔ دربار حضرت سائیں روڈا سلطان رحمۃ اللہ علیہ

وجہِ شہرت :۔ مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ بے اولاد عورتیں دربار پر سلام کرتی ہیں اور دربار پر اُگے ہوئے بیری کے درخت کو ہلاتی ہیں۔ اگر کوئی بیر کا پتہ اُن کی گود میں آن گرے تو ان کی مراد بر آتی ہے۔

محلِ وقوع :۔ چوا گنج علی شاہ تحصیل چکوال اور چوا سیدن شاہ سے سواری ملتی ہے۔ جہلم سے خانپور جا کر بھی سواری مل جاتی ہے۔

نام زیارت :۔ حضرت پیر کرم شاہ ٹوپی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

وجہِ شہرت :۔ یہ مشہور بزرگ ہوئے ہیں اور ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ دربار پر منت ماننے سے اور متولیان اولادِ بزرگ سے تعویز لینے سے گردہ و مثانہ کی کنکری اور پتھری دفع ہو جاتی ہیں۔

محلِ وقوع :۔ "پیر دا کھارا" تحصیل پنڈ دادن خاں ضلع جہلم، للّٰہ ٹاؤن سے سواری ملتی ہے اور للّٰہ کے لیے پنڈ دادنخاں خوشاب سے سواری ملتی ہے۔ ملک وال خوشاب سے بذریعہ ریلوے بھی للّٰہ جاتے ہیں۔ جہلم سے بھی للّٰہ کے لیے سواری ملتی ہے۔

"اس مؤخر الذکر زیارت کا تذکرہ "جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے" میں بڑی تفصیل سے موجود ہے۔" (مؤلف)

Marfat.com

کینسر اور حضرت شاہ یقیق رحمۃ اللہ علیہ

ایک روز صبح فیڈرل گورنمنٹ عابد مجید ہائی سکول آر اے بازار لاہور کینٹ میں بچوں کی دعا (اسمبلی) سے فارغ ہوا تو ایک دیرینہ طالب علم جس کا نام غلام مرتضیٰ تھا اور والٹن روڈ پر رہتا تھا۔ سامنے آیا اور جھک کر بڑے احترام سے سلام کیا۔ مَیں نے غور سے دیکھا اور پہچان کر کہا:۔
غلام مرتضیٰ کہاں رہے ہو کہنے لگا کہ جی آج بس آپ سے ہی ملنے آیا ہوں مَیں نے سو بسم اللہ کی اور اپنے کمرے، لائبریری میں لے گیا۔ بیٹھے، حالات دریافت کیے تو اس نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

چشتی صاحب میرے ایک بھائی مجھ سے بڑے ہیں اور انہیں ہڈیوں کا کینسر ہے اور اس قدر شدتِ درد میں مبتلا رہتے ہیں کہ برداشت سے باہر ہے۔
ہر روز چودہ چودہ ٹیکے لگتے ہیں۔ شدتِ تکلیف سے زبان بھی تھتھلانے لگی ہے۔

ایک روز ہمارے پڑوس سے ایک عورت آئی اور اس نے بتایا کہ میرا بیٹا اپنے اسکول کی لائبریری سے پڑھنے کے لیے ایک کتاب لایا ہے جس کا نام "رُوحانی شفا خانے" ہے۔ اس میں ایک بزرگ حضرت شاہ یقیق رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے۔ جہاں سے ہر مریض کو ہر مرض سے شفا ملتی ہے۔ تم بھی یہ کتاب پڑھو یہ کتاب دیکھی تو آپ کا نام لکھا ہُوا تھا۔ اس کے مضمون کو پڑھا تو دل میں آئی اور سب اہل خانہ نے اس کی تائید کی کہ جہاں دنیوی ڈاکٹر، اطبا اور حکماء آزما لئے ہیں۔ ہر ہسپتال کے دروازہ پر دستک دے لی ہے۔ شفا نہیں ملی، تو چلو یہ آستانہ بھی آزما لیتے ہیں۔

اسی نکتہ نظر سے ہم اپنے مریض بھائی کو لے کر حضرت شاہ یقیق رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ے گئے۔ چند روز قیام کے بعد ایک روز صبح ہمارے بھائی صاحب کا چہرہ اتنا نکھرا ہُوا اور ہشاش بشاش تھا کہ ہمیں حیرت ہونے لگی۔ بوجہ بیماری زبان سے لکنت ہونے کی وجہ سے وہ صاف طور پر اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے بتایا کہ حضرت شاہ یقیق رحمۃ اللہ علیہ رات کو خواب میں زیارت سے مشرف فرما گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ میں الائچی ابال کر پی لو۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے گا۔

ہم نے فوراً دودھ مہیا کیا، اس میں الائچی ڈالی۔ دودھ کو گرم کیا بھائی جان کو پلایا، تو خدا کی شان دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بھائی جان کو سکون آ گیا، اور درد کی ٹیسیں رُک گئیں۔ اس کے بعد یہ نسخہ مسلسل استعمال کیا جانے لگا۔ آخر کل ۲ فروری ۱۹۹۲ء کو ہم اپنے صحت مند بھائی کو لے کر واپس آ گئے ہیں۔ گھر پہنچے ہیں۔ آج کی رات یہاں پہلی رات تھی کہ شاہ صاحب پھر خواب میں تشریف لائے اور کہا کہ یہ نسخہ جاری رہنا چاہیئے۔

صبح اُٹھتے ہی سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، شکریہ ادا کرنے کے لیے کہ آپ کی نشاندہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تکلیف دور کر دی اور ہمیں سکون نصیب ہُوا۔

غلام مرتضیٰ تو یہ واقعہ سنا کر چلا گیا۔ لیکن میری کیفیت دیدنی تھی اور میں بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز تھا کہ اے قادرِ مطلق! تم نے مجھ پر کتنا کرم کیا ہے کہ اپنے نیک بندوں کی خدمت پر مامور کر دیا اور ان کے فیوض و برکات سے لوگوں کو آگاہ کر رہا ہوں اور تیری دُکھی اور مجبور مخلوق ان سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ الحمد للہ ٥

دیدار کے قابل یہ کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے کہ رُخ تیرا ادھر ہے

Marfat.com

حضرت منگو پیر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

راقم الحروف کی تحریر" روحانی شفا خانے" کے ایک قاری جناب ابوارشد محمد حفیظ نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت منگو پیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے عمیق مطالعہ کا ماحصل ارسال فرمایا جسے فیض کے چشمے" پڑھنے والوں کی نذر کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"تاریخ تحفۃ الکرام (سندھی) میں ہے کہ" منگھی جو طوق" کہ مشہور پہاڑ ہے۔ حاجی منگھے پیر نامی ایک ولی اللہ بزرگ جو حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں یہاں مدفون ہیں۔ یہ جگہ بزرگوں اور صاحبان توفیق کے لیے قبولیت دعا اور سکونِ قلب کا باعث ہے۔ اس لیے یہ" منگھی جو طوق" کے نام سے مشہور ہے۔ پہاڑوں کے کنارے گرم پانی کے چشمے ہیں جن کے اردگرد غسل خانے بنے ہوئے ہیں جن میں لوگ غسل کرتے ہیں اور جلدی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ دوسری طرف ٹھنڈی کشتی (سرد پانی کا چشمہ) ہے مزار شریف کے بالکل قریب مگرمچھوں کا تالاب ہے۔ ان میں" مورِ صواب" نامی ایک مگرمچھ رہتا ہے۔ جو دوسرے مگرمچھوں کا سردار کہلاتا ہے۔ زائرین کے نذرانوں میں جو منت کا ذبیحہ جانور" بنامِ خدا" جل جلالہٗ ذبح کیا جاتا ہے اس

Marfat.com

کا گوشت پہلے مور صاحب کو پیش کیا جاتا ہے۔ اگر اس نے کھالیا۔ تو گویا نذر قبول ہو گئی۔ گرم کشتی کے قریب ہی پہاڑ کے ایک گوشے میں مخدوم لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ کا چلہ ہے جس کو صاحب تحفۃ الکرام نے "کندری" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ قریب ہی ایک نہر بھی ہے۔ جس کے دوسری طرف فقیروں کی نشست گاہیں اور باغات ہیں۔

شیخ طریقت زین شریعت نقیب اولیاء حضرت الحاج حافظ قاری شاہ محمد غلام رسول صاحب قادری چشتی نظامی قلندری رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خاندانی بزرگوں کے مشاہدات کتاب "تحفہ علمی" میں ہیں پچھلی تاریخی روایات جن کو بزرگوں سے سُنا ہے۔ اُن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ پیر منگھے بادشاہ پہلے ہندو تھے پھر مسلمان ہوئے، ان کو لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ میں سے کسی ایک نے مشرف بہ اسلام کیا، اور توحید و نبوّت کے نور سے منور کیا اور ان کے باوجود بندگانِ خدا کے لیے فیضان و برکات روحانی، قدرتی اور باطنی سرچشمہ بنادیا۔ میرے نزدیک آپ کو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مسلمان کیا اور بیعت و خلافت کا شرف بخشا۔ آج بھی۔ آپ کے مزار کے قریب ایک دروازہ ہے جس کا نام "بابِ فرید" ہے (نقشبندی)

قدرتی آبی چشموں سے غسل کرنے سے جسمانی و جلدی امراض دور ہو جاتے ہیں۔ عالمِ انسانی میں پیر منگھے بادشاہ نے روحانی و

Marfat.com

باطنی فیض پہنچا کر امراضِ شرک و کفر و بدعت سے نجات دلائی۔
اور اپنے ڈیرے کو دینِ اسلام کے انوار و ہدایت کا سرچشمہ بنا دیا۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی
تاریخ تحفۃ الکرام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤالدین
ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فریدالدین گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غازی محمد عثمان ملوندی المعروف
لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید جلال الدین بخاری
رحمۃ اللہ علیہ ہم عصر ہیں اور ہم سفر ہیں۔ قرینِ قیاس یہ ہے
کہ انھوں نے ہی منگھے رام کو پیر منگھے بادشاہ بنا دیا ہوگا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی زمانے کی تقدیر دیکھی

منگھوپیر کے چشموں سے نکلنے والا پانی قابلِ استعمال اور
جسم و جاں کے لیے فرحت انگیز ہے۔ اگر اس کا کیمیائی تجزیہ
کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ یہ پانی جلدی امراض کے لیے بھی
مفید ہے۔ دورِ قدیم سے ہی جلدی امراض کا یہاں ایک ہسپتال
قائم تھا۔ ان چشموں کا پانی پینے اور فصلیں اگانے کے کام بھی آتا
تھا۔ یہی سبب ہے کہ ماضی میں منگھوپیر کی وادی میں باغات کثرت
سے تھے۔ ان باغات سے حاصل ہونے والا پھل کافی ذائقہ دار
ہوتا ہے ؎

ارے میگسارو سویرے سویرے خرابات کے گرد پھیرے پہ پھیرے
کبھی اس طرف آن کر کے بھی دیکھو بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

Marfat.com

جن حضرات نے روحانی شفا خانے کا بغور مطالعہ کیا ہے اُن سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اس کتاب کی تحریر اور فیض کے چشمے لکھنے کا سبب میرا سب سے بڑا بیٹا حافظ محمد عامر چشتی ہے جسے بائیں پنڈلی پر چنبل کا زخم تھا جو مسلسل علاج معالجہ سے بھی درست نہ ہو سکا۔ بلکہ مرض بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اُسے کسی نے کہا کہ تم کراچی چلے جاؤ، وہاں حضرت منگھو پیر رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ ہے اس آستانہ کے ساتھ گرم پانی کا چشمہ ہے اس چشمے کے پانی سے اگر زخم دھو لیا جائے تو آرام آ جاتا ہے۔ بچہ کراچی چلا گیا پندرہ روز بعد واپس آیا تو واقعی زخم مندمل ہو چکا تھا۔ بچے نے بتایا کہ اس دوران مَیں نے کوئی دوا استعمال نہیں کی۔ بلکہ چشمے سے ایک دفعہ پانی گھر لے آیا تھا۔ اس سے دھوتا رہا ہوں، بس زخم کو آرام آ گیا۔

اس حیرت زا واقعہ نے طبیعت کا رجحان اس طرف مائل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسے روحانی شفا خانے نہ جانے کہاں کہاں کھولے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دکھی اور پریشان حال مخلوق کو ان روحانی شفا خانوں سے فیض یاب ہونے کے لیے معلومات فراہم کرنی چاہئیں۔

یہی سوچ اور فکر روحانی شفا خانے لکھنے پر آمادہ کرتی رہی۔ بالآخر اس موضوع پر تاریخ انسانی کی اردو کی پہلی کتاب منصۂ شہود پر آگئی جس نے محققین کو نئے انداز سے سوچنے کے زاویے بخشے اس کتاب میں آنکھوں کے امراض گردے اور پتھری، جذام، بواسیر، بچوں کا سوکھا پن، عورتوں کا بانجھ پن۔ باؤلے کتّے کے کاٹے کا علاج۔ جوڑوں کا درد، پیٹ کے جملہ امراض، بلڈ پریشر جیسی موذی امراض سے نجات کے لیے روحانی شفا خانوں کی نشاندہی کی گئی ہے

Marfat.com

کتاب کی اشاعت کے بعد خطوط کا سلسلہ شروع ہوا۔ اربابِ محبّت نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ مصنفین اور کالم نگاروں نے سراہا اور تبصرے لکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مزید روحانی شفاخانوں کی نشاندہی فرمائی۔ وہ سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے ایڈیشن میں تقریباً ساٹھ صفحات کا اضافہ ہوا۔ لیکن مزید شفاخانوں کی نشاندہی کا سلسلہ مزید جاری رہا۔ بندہ ان دنوں تفسیر نبوی کے ترجمے میں مصروف رہا۔ اُس سے فراغت کے بعد اربابِ محبت نے اس طرف توجہ دلائی۔ اب بندہ نے دوسری کتاب "فیض کے چشمے" کے عنوان سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ نہ جانے کتنے لوگ ان کتابوں کو پڑھ کر ان فیض کے چشموں سے فیض حاصل کر کے درد و کرب سے نجات حاصل کریں گے۔ آپ کا سکون میرے لیے راحتِ دارین ہے۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

Marfat.com

بہرے کانوں کا درست ہونا

فیض کا چشمہ :- ماں کے قدم

راوی :- افتخار احمد چشتی صاحب ولد مولانا عبدالحکیم صاحب
افتخار ٹریڈرز B/۱۶۶ افضل مارکیٹ شاہ عالمی لاہور
مکان A/۳۵۵ گلی ۳ ، گلستان کالونی ، غازی روڈ ۔ لاہور کینٹ
آبائی گاؤں :- ڈاک خانہ خاکی ۔ تحصیل وضلع مانسہرہ ۔

خوبرو نوجوان، سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چہرے پر بہار، قراقلی ٹوپی، نفیس الطبع اور نزاکت کا پیکر شخص کبھی کبھی محترم حاجی عبدالوحید صاحب ملٹری اکاؤنٹس کالونی مصطفےٰ آباد لاہور کی محفلِ میلاد شریف میں نظر آتے۔ نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے، آنسو بہاتے اور کسی پسندیدہ شعر پر اچانک تڑپنے لگتے، نہ عینک کا ہوش نہ ٹوپی کا، پوری محفل کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا کپڑے پھٹ جاتے، جسم زخمی ہوتا۔ آنسوؤں کے موتیوں کی لڑی ہے کہ ٹوٹنے نہیں پاتی۔ ہم ظاہر بین لوگ کیا جانیں، یہ تڑپنا کیا ہوتا ہے۔ پھڑکنا کسے کہتے ہیں۔ یہ محض دکھاوا ہے یا حقیقت ہے۔ البتہ کبھی دل میں خواہش پیدا ہوتی، کہ اگر یہ کوئی اچھی بات ہے اور کیف آور اور لذّت بخش ہے۔ تو یا اللہ کبھی یہ نعمت ہمیں بھی عطا فرما دے۔ لیکن بسا آرزو کہ خاک شد۔

ذرا قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ شخص جتنا ظاہر سے خوبصورت ہے

Marfat.com

اندر سے اس سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔ ان کے والد محترم جناب حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب خطیب جامع مسجد بمقام خاکی، حضرت علامہ مولانا انور کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے اور دیوبندی مکتب فکر کی معروف شخصیت تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ان کے بیٹے افتخار احمد صاحب کو دس بارہ سال کی عمر میں بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی مل گئی، یعنی جدھر دیکھتے، لفظ اللہ لکھا ہوا نظر آتا۔ روٹی پہ پانی پر، گلاس پر، دیوار پر، درختوں کے پتوں پر گویا اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی جھلک ہر طرف نظر آنے لگی۔ اللہ ان کی آنکھ کی پتلی میں یوں تحریر ہو گیا کہ وہ جیسے دیکھیں، جدھر دیکھیں، جہاں دیکھیں اور جب دیکھیں ہر طرف اللہ اللہ نظر آنے لگا۔ رفع حاجت کے لیے جاتے، تو سامنے، نہانے جاتے تو سامنے حتّٰی کہ پیشاب پاخانہ کرنے سے معذور ہو گئے۔

افتخار صاحب نے بتایا۔ ہمارے گاؤں میں صرف ایک گھر میں ریڈیو تھا اور میرا قوالی سننے کو جی چاہتا تھا۔ میں ہر جمعۃ المبارک نہا دھو کر صاف کپڑے پہن، چھوٹی عمر یہی کوئی دس گیارہ سال کی۔ ریڈیو والوں کے گھر چلا جاتا۔ بارہ بجے سے ایک بجے تک قوالی ہوتی تھی، قوالی سنتا اور مست ہو جاتا۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔

مَیں نے اپنی کیفیت کا ذکر ایک دوست سے کیا تو انہوں نے مجھے حضرت میاں خاکی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری کا مشورہ دیا۔ آپ کے نام سے ہمارے گاؤں کا نام ہے اور آپ کا دربار ہمارے گاؤں سے دس بارہ میل کے فاصلے پہ ہے وہاں جا کر حاضری دینا شروع کر دی، دعا مانگی، چونکہ بچپن تھا اس لیے کوئی سلیقہ بھی نہ تھا۔ بس اتنا عرض کیا۔ حضور اب رفع حاجت کیلیے

Marfat.com

بھی نہیں جاسکتا۔ پاکیزگی کے لیے مٹی کا جو ڈھیلا اُٹھاتا ہوں۔ اس پر بھی اللہ لکھا ہوتا ہے۔ ادب اور شرم کے بارے وہ اُٹھا نہیں سکتا۔

حضرت بابا میاں خاکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری سے یہ کرم ہوگیا کہ رفع حاجت کے لیے جاتے ہوئے یہ کیفیت نہ ہوتی۔ باقی ہر جگہ یہ کیفیت رہی۔ ایک دن گھر میں لکڑی پھاڑنے لگا۔ کلہاڑی ہاتھ میں تھی۔ لکڑی پر مارنے لگا۔ لیکن نہ مار سکا کہ اس پر تو بڑا خوبصورت کر کے اللہ لکھا ہوا تھا۔ کلہاڑی رکھ دی۔ والد صاحب نے فرمایا، لکڑی کیوں نہیں کاٹتے۔ عرض کیا۔ ابا حضور کیسے کاٹوں؟ اس پر تو اللہ لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے آکر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا، تو کہا۔ یہاں تو کچھ نہیں لکھا۔ میں نے کہا۔ ابا جان مجھے تو نظر آرہا ہے۔ والد صاحب تو عالم دین تھے سمجھ گئے۔ بچے کے دل کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ الحمدللہ۔

دلِ بینا کی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

انہوں نے ہنس کر فرمایا: بیٹا! تیرا محکمہ دوسرا ہے۔ ہم دیوبندی مکتب فکر کے ہیں۔ لیکن تیری لائن دوسری ہے۔ یہ دوسری لائن پر چلنے والے افتخار احمد صاحب اپنی صحیح لائن پر چڑھ گئے اور حضرت پیر طریقت راہبر شریعت صوفی محمد فاروق رحمانی چشتی صابری کراچی والوں کے دستِ اقدس پر مرید ہوگئے پہلے وہ پیر و مرشد حضرت عارف رحمانی صاحب آف راولپنڈی سے بیعت ہوئے ان کے وصال کے بعد اپنے دادا مرشد حضرت صوفی محمد فاروق رحمانی چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی۔

ایمان افروز بات

افتخار احمد چشتی صاحب کہتے ہیں کہ میرے پیر و مُرشد جناب رحمانی صاحب سگریٹ نوشی بہت کرتے تھے

Marfat.com

ایک دن دل میں آیا کہ یہ اچھے پیر ہیں کہ ہر وقت سگریٹ پیتے رہتے ہیں بجھنے ہی نہیں دیتے۔ یہ دل کی دھڑکن نہ جانے انہوں نے کیسے سن لی اور فرمانے لگے، پتہ نہیں لوگ ہماری سگریٹ نوشی پر کیوں اعتراض کرتے ہیں۔ ان کی اس بات پر میرے کان کھڑے ہو گئے اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔ لو مولوی افتخار آج پھنس گئے۔ خدا خیر کرے، لیکن مہربانی یہ ہوئی کہ بات آگے نہ بڑھی۔ میں نے اس کا تذکرہ اپنے والد صاحب سے کیا، تو انہوں نے فرمایا:۔

بیٹا افتخار سنو! اور میری بات ذرا غور سے سنو! جب علماء کرام کی محفل میں بیٹھو اور کوئی ایسی سوچ بھی نہ سوچو جس پر گرفت ہو سکے۔

ڈنڈا پولیس اور خفیہ پولیس

والد صاحب نے مزید فرمایا، ہم علماء کرام اللہ تعالیٰ کی ڈنڈا پولیس ہیں جہاں کسی نے زبان سے کوئی بات کہی ہم فوراً فتوے کا ڈنڈا لے کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، ہم اس کو نہیں چھوڑتے کہ یہ ہماری ڈیوٹی ہے لیکن اللہ والے اللہ تعالیٰ کی خفیہ پولیس ہیں۔ یہ لوگ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔ یہ اپنی محفل میں بیٹھنے والوں کو یہ نہیں کہتے کہ یہ کرو، وہ نہ کرو، ایسا کرو، ایسا نہ کرو، ہماری حرکت دیکھتے ہیں اور زبان پر نہیں لاتے بس خاموشی سے دل کی کیفیتیں بدلتے ہیں، پھر بدلتے جاتے ہیں۔

پھر والد صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ بطور دلیل سنایا کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خفیہ پولیس کے آدمی تھے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈنڈا پولیس۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جس کشتی پر سوار ہوئے تھے۔ وہ نئی اور خوبصورت کشتی تھی، کشتی والوں نے

Marfat.com

ان سے کرا بہ بھی نہیں لیا۔ لیکن حضرت خضر نے اس کو توڑ دیا۔ حضرت موسیٰ خاموش نہ رہ سکے کہ یہ ان کی ڈیوٹی اور ان کا فرض تھا۔ دوسرے مقام پر حضرت خضر نے ایک بچے کو بے گناہ قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش نہ رہ سکے اور فوراً اعتراض کر دیا اور ان کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کہ یہ اُن کے فرائض میں شامل تھا اور وہ بظاہر اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی خفیہ پولیس جانتی ہے کہ اس کے پس منظر میں کیا حقیقت ہے۔ وہ خاموش رہتے ہیں اور دل ہی دل میں اصلاح بھی کرتے جاتے ہیں۔

والد صاحب کے اس ارشاد کے بعد میں نے ہمیشہ اپنے مرشد کامل کے حضور اپنے دل کے خدشات پر کنٹرول کیا۔

افتخار احمد چشتی فرماتے ہیں جب حضرت پیر و مرشد عارف رحمانی سخت علیل ہوئے تو میں نے عریضہ لکھا کہ میں لاہور میں ہوں اور میرے حالات بھی ایسے نہیں کہ حاضری دے سکوں۔ آپ سے بہت دور ہوں۔ میری غیر حاضری کو محسوس نہ فرمائیں بلکہ میرے لیے دعا فرمائیں تو آپ نے خط کا جواب دے دیا کہ جانور کی سرین کے ساتھ ایک کیڑا چیچڑ ہوتا ہے جو تھنوں کے آس پاس ہوتا ہے لیکن دودھ ان کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ دودھ لوگ لے جاتے ہیں جو ان سے بہت دور رہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی قریب رہ کر بھی ہم سے دور ہیں اور آپ دور رہ کر بھی ہم سے قریب نہ ہیں۔ فکر نہ کریں۔

افتخار احمد صاحب کا ایک اور ایمان افروز واقعہ کا ذکر بے معنی نہ ہوگا ۱۹۸۵ء میں عمرہ شریف کے لیے تشریف لے گئے اور ارادہ یہ کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالیوں کو بوسہ ضرور دینا ہے۔ جب بارگاہِ محبوبِ رب ذو الکرم والاحسان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

Marfat.com

حاضر ہوئے، تو یہ شُرطوں کی پرواہ کیے بغیر جالیوں سے لپٹ گئے۔ شُرطوں نے ہٹانا چاہا۔ لیکن یہ نہ ہٹے پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا۔ یہ مار کھاتے رہے اور جالیوں سے لپٹے رہے۔ شُرطوں نے اُن کو اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے ایک الگ کمرے میں لے گئے اور مارنا شروع کر دیا۔ یہ مار کھاتے رہے۔ اتنے میں ایک پاکستانی جو مسجد نبوی شریف میں ملازمت کرتا تھا۔ اس نے دیکھا اور محسوس کر لیا کہ یہ تو اس پر بہت ظلم کریں گے۔ وہ آگے بڑھا اور جا کر کہنا شروع کر دیا۔ ھٰذا مجنون، ھٰذا مجنون، یعنی یہ تو پاگل ہے، پاگل ہے۔ یہ بات سُن کر شُرطوں نے ان کو چھوڑ دیا اب جب بھی یہ روضہ مبارک کے قریب آتے تو جالیوں سے لپٹ جاتے اور شُرطے ھٰذا المجنون ہٰذا مجنون کہہ کر پیچھے ہٹ جاتے اور یہ دل بھر بوسے دیتے۔

مَیں سوچتا ہوں، واہ میرے آقا، اپنے غلام کا امتحان لے لیا، اور لوگوں کو بتا دیا کہ عاشق ایسے ہوتے ہیں اور جب دنیا نے سب کچھ دیکھ بھال لیا تو اس سخت ترین ماحول میں بھی وہ عاشق صادق جالیوں سے لپٹ جاتا ہے جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اب یہ تو افتخار صاحب جانیں، کون دل کی بات بتاتا ہے۔ کہ وہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لپٹنے اور اس مار کھانے، پھر ھٰذا مجنون ھٰذا مجنون کے لقب سے کیا لطف لیتے تھے اور انہیں کیا مزا آتا تھا۔ ہم تو صرف یہ عرض کر سکتے ہیں ؎

تیرے روضے دے نال لگ کے مزے کتنے کُو آوندے لے\
مَیں آداں جی اے کردا کدے دیوار نوں پُچھن (اظفر چشتی)

فیض کا چشمہ

افتخار احمد چشتی صاحب کی کہانی اتنی خوبصورت اور دلچسپ ہے کہ جی یہ کرتا ہے۔ پوری ایک کتاب ان پر لکھ دی جائے۔ ایک نشست میں فرما رہے تھے کہ کچھ عرصہ کے لیے لفظ

Marfat.com

"اللہ" نظر آنا بند ہو گیا تھا لیکن آپ کی ماہانہ محافل میلاد میں شرکت سے یہ فیض پھر جاری ہو گیا ہے، بلکہ اس میں بہت خوبصورت اضافہ ہو گیا کہ اب جدھر دیکھوں، جہاں دیکھوں "اللہ" نظر آئے گا اور ہر وقت آتا ہے پھر اس میں جو چاہوں رنگ بھر لوں اور اتنے خوبصورت سے خوبصورت رنگ بھر جاتے ہیں کہ لطف آجاتا ہے اور پہروں اس سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہوں۔

افتخار احمد چشتی صاحب کا بایاں کان بچپن سے بند ہے۔ جوانی کے عالم میں سیدھے ہاتھ والا کان بھی بوجہ بیماری بند ہو گیا اب یہ آلہ سماعت استعمال کرنے لگے اور ایک عرصہ دراز استعمال کرتے رہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ لاہور مانسہرہ اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کے لیے گیا گاڑی باہر کھڑی کی، اندر گیا تو دیکھا، والدہ صاحبہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ جب وہ سجدے میں گئیں تو میں نے بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ قدموں کو بوسہ دیا اور پیچھے بیٹھ گیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئیں تو پوچھا۔ کون ہے۔ میں نے عرض کیا، آپ کا افتخار۔ انہوں نے سینے سے لگایا، پیار کیا۔ آپ کی بینائی کمزور ہے جب سر کو بوسہ دینے لگیں تو ان کا ہاتھ کان میں لگے ہوئے آلہ سماعت کو لگ گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کانوں کی سماعت بہت کمزور ہو گئی سنا نہیں جاتا۔ اس لیے یہ ایک آلہ ہے جس سے میں آسانی سے سُن لیتا ہوں، تو فرماتی ہیں۔ اچھا اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ وہاں سے اُٹھے، دوسرے کمرے میں آئے، جہاں سب اہل خانہ اور بچے وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے تو وہاں ٹیلی ویژن لگا ہوا تھا۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ اچانک ٹیلی ویژن کی آواز کان میں تیز تیز آنے لگی۔ میں آلہ سماعت کی رفتار کم کرنے لگا۔ پھر آواز تیز آرہی تھی، میں نے اور کم کر دی، لیکن آواز کی رفتار وہی

Marfat.com

میں نے آلہ سماعت کو بالکل بند کر دیا، لیکن آواز بند نہ ہوئی کہ والدہ صاحبہ کی دعا نے تیر بہدف کا کام کیا تھا۔ میں نے آلہ سماعت کان سے نکالا اور پھینک دیا اور آج تک اس کو اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور اب بغیر آلہ سماعت کے سنتا ہوں۔

میں سوچتا ہوں یہ فیض کا چشمہ تو ہر گھر میں موجود ہے۔ ہمارے کان کیوں نہیں کھلتے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اگرچہ ہمارے کان بند ہو چکے، بلکہ ہماری آنکھیں، ہماری سوچ اور فکر، عشق و محبت اور عقیدت و احترام کے سوتے بھی بند ہو چکے ہیں۔ اس لیے فیض کے چشمے گھر میں موجود ہونے کے باوجود ان سے فیض نہیں لے سکتے۔ ساری کائنات کو فیض دینے والے نبی محترم آقا دو عالم فداہ اُمی و ابی الفاً الفاً صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس فیض کے چشمے کے بارے میں فرما دیا ہُوا ہے کہ "الجنۃ تحت اقدام الامھات" کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے اور جنّت کہتے ہی اس کو ہیں جس میں ہر چیز مل سکتی ہے۔ جس چیز کی خواہش کرو، وہی چیز اسی وقت حاضر ہو۔ لیکن محترم افتخار چشتی صاحب جیسی پہلے عقیدت و محبت اور احترام تو دل میں پیدا کر لیں۔ پھر اس فیض کے چشمے سے جو جی چاہے لے لیں، کان بھی کھلیں گے، آنکھیں بھی کھلیں گی، اور دل کے خوابیدہ سوتے بھی جاگ اٹھیں گے۔

اِن شاء اللہ

Marfat.com

لقوہ اور فالج

فیض کا چشمہ آستانہ عالیہ حضرت بابا پیر صحابہ رحمۃ اللہ علیہ، موضع بنیالیل ڈاک خانہ بلکسر، تلہ گنگ روڈ، چکوال۔

راوی:۔ محترم امانت خاں صاحب آف گلیال، تحصیل جنگ، ضلع اٹک۔

موصوف کے متعلق ایک بزرگ قاری منظور الٰہی صاحب نے بتایا: کہ ان کے بچے کو لقوہ کی تکلیف تھی اور اُسے ایک دربار شریف سے آرام آیا، تھا۔ اس اطلاع پر راقم الحروف نے موصوف کو ایک خط لکھا تھا۔ موصوف نے اس خط کے جواب میں جو کچھ لکھا، وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ خط ۴ اجولائی ۱۹۸۹ء کو مجھے ملا۔

"مکرمی جناب عبدالحق صاحب، عید مبارک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کا خط ملا۔ آپ نے جس سلسلہ میں یاد فرمایا ہے۔ بہت مہربانی، جواب میں کچھ دن تاخیر ہوگئی۔ معذرت خواہ ہوں۔ قاری منظور الٰہی صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہو تو سلام عرض کریں۔ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے بارے میں کچھ لکھ سکوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا کچھ دیا ہوتا ہے کہ ان کا عقلِ انسانی ادراک نہیں کر سکتی، کچھ حصہ عرض کئے دیتا ہوں۔ آپ کے مطلوبہ سوالات میرے لڑکے اور چکوال میں کسی بزرگ سے متعلق ہے۔ میرا لڑکا جس کا نام خدا یار ہے۔ اس کو لقوہ کی شکایت ہوئی تھی۔ اب اس کی عمر تقریباً چودہ سال ہے اور آٹھویں جماعت کا طالب علم ہے جب وہ بیمار ہوا۔ اس وقت اس کی عمر قریباً ۶-۷ سال ہوگی سردیاں شروع ہو

Marfat.com

چکی تھیں۔ بچہ کمرے میں سویا ہوا تھا۔ صبح خود بخود نیند سے بیدار ہوا۔ حالانکہ پہلے اُسے جگایا جاتا تھا اور کچھ پریشان نظر آ رہا تھا۔ اس کی والدہ نے جب بچے کو پریشان دیکھا تو بلایا، کم بول رہا تھا۔ غور سے دیکھا تو بائیں آنکھ کو بھی دبا ہوا پایا اور منہ بھی تھوڑا سا پھرا ہوا پایا۔ مجھے بتایا گیا میں نے بھی یہی حالات دیکھے۔ دودھ گرم کر کے پلایا، لیکن وہ پی نہ سکا دودھ منہ میں سے باہر نکل جاتا تھا۔ دو چار گھنٹے کے بعد چہرے کا کھچاؤ اور بڑھ گیا اور آنکھ دوسری آنکھ کے مقابل نصف نظر آنے لگی۔ اسی روز میرے ایک دوست نے بہت اچھا بندوبست کیا۔ راولپنڈی میں ایک ڈاکٹر صاحب کو دکھایا، میں بھی ساتھ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مشین کے ذریعے تقریباً تمام جوڑ چیک کئے۔ نسخہ تجویز کیا جو دس روز کا تھا۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کو اسی روز شام کو ایک پرواز سے لندن روانہ ہونا تھا۔ میرے دوست نے پوچھا۔ اگر آرام نہ آئے تو کیا کریں، تو انہوں نے لندن کا فون نمبر دے دیا کہ مجھ سے رابطہ قائم کریں۔ آٹھ روز بعد ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ فون حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے اندازے کے مطابق ٹھیک ہے۔ ضرورت محسوس کریں تو نصف کورس مزید کر لیں۔

دوا اگرچہ استعمال کی۔ لیکن میرا یقین کامل تھا اور ہے کہ ہم اسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہوئے اور اس دوران تین دفعہ حاضری دی۔ اسی سے آرام آیا ہے۔ لقوہ کے مریض وہاں تین دفعہ حاضری دیتے ہیں۔ جس پر مریض مکمل شفایاب ہو جاتا ہے۔ اس دربارِ عالیہ کی تفصیل میری معلومات کے مطابق درج ذیل ہیں۔

چکوال سے تلہ گنگ روڈ پر ایک مقام "بلکسر" ہے یہاں کسی زمانے

Marfat.com

میں تیل کی تلاش بھی ہوئی۔ وہاں سے ایک سڑک نکلتی ہے جو "پتالیاں" دربار کو جاتی ہے۔ پتالیاں گاؤں کے قریب قبرستان میں ایک مزار ہے وہ مزار حضرت بابا پیر صحابہ رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ کسی بہت ہی قدیم جوان کی قبر ہے۔ جس کی لمبائی ۲۵۔۳۰ فٹ کے قریب ہے پاؤں کی طرف ایک چھوٹی سی ڈیوڑھی ہے۔ سر کی طرف سے قبر کھلی ہے چار دیواری ۴۔۴ فٹ بلند ہے۔ شنید ہے کہ علاقہ کے لوگوں نے کئی بار مزار بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بزرگوں نے خواب میں منع کر دیا۔ دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ صدر محمد ایوب خاں مرحوم بھی اپنے دورِ اقتدار میں اس دربار پر حاضری دے چکے ہیں۔

میں جب پہلی بار اپنے بچے کو وہاں لے کر گیا تو واپسی پر ایک حاضر سروس فوجی ملازم میرے پاس آیا۔ اس کا نام یاد نہیں۔ تلہ گنگ سے چکوال روڈ پہ دھرابی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ وہ اپنی والدہ کو لے کر دربار پر آیا ہوا تھا ویگن میں خالی جگہ دیکھ کر اس نے ساتھ چلنے کو کہا تو میں نے اُسے اپنی ویگن میں بٹھا لیا۔ راستے میں اُس نے بتایا کہ میں فوج میں ملازم ہوں اور میری والدہ صاحبہ کو ایک سال ہو گیا ہے۔ فالج کا حملہ ہوا۔ مجھے خبر ملی تو میں چھٹی لے کر آیا۔ اور والدہ صاحبہ کو فوجی ہسپتال میں داخل کروایا۔ ایک عرصہ علاج جاری رہا، لیکن افاقہ نہ ہُوا۔ والدہ صاحبہ بالکل مفلوج تھیں بھلا ہو۔ میری بیوی کا جس نے میرا ساتھ دیا اور والدہ صاحبہ کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور بالکل اپنی ماں کی طرح خدمت کی۔ اب دو ماہ کی رخصت پر گھر آیا ہوں تو اپنی والدہ صاحبہ کو یہاں دربار حضرت بابا پیر صحابہ رحمتہ اللہ علیہ پہلے کر آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب والدہ صاحبہ میں اتنی

Marfat.com

ہمت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ دیوار کا سہارا لے کر رفع حاجت وغیرہ کے لیے خود جا سکتی ہیں اور اپنا آزار بند بھی خود ہی باندھ لیتی ہیں۔

اس طرح دربار پر بہت سے لوگ بہت سی بیماریوں سے شفا کیلئے آتے ہیں اور اپنی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔

فالج اور پولیو

فیض کا چشمہ:۔ آستانہ حضرت میاں شیر محمد شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ
راوی:۔ عبدالستار صاحب۔ بچیکی۔ ننکانہ روڈ۔ ضلع شیخوپورہ

میرے محسن جناب محمد بوٹا اثر انصاری صاحب مقیم فیض پور خورد شرقپور شریف روڈ ضلع شیخوپورہ کے حوالے سے محترم محمد انور قمر صاحب سے شناسائی ہوئی۔ علامہ موصوف ایک کہنہ مشق شاعر اور منجھے ہوئے ادیب ہیں۔ ۷ جولائی ۱۹۸۹ء کو اُن سے ملنے شرقپور شریف قمر منزل بیرون تیا دروازہ گیا۔ علامہ نصرت نوشاہی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ جناب محترم میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف کے صاحبزادے میاں سعید صاحب سے بھی شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ ان کی خدمت میں اپنی کتاب "جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے" پیش کی، تو انہوں نے ایک بہت ہی عجیب و غریب انکشاف فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے سے ایک اپاہج کو آرام آیا ہے۔ راقم الحروف بہت حیران ہُوا۔

میرے پوچھنے پر فرمایا کہ اس شخص کا نام عبدالستار ہے اور موضع پتلا نزد سیدوالا میں مقیم ہے۔ یہ گاؤں جڑانوالہ سیدوالا روڈ پر واقع ہے اُن کے

Marfat.com

بتلائے ہوئے پتہ پر بندہ نے خط لکھا۔ محترم عبدالستار صاحب کو میں نے لکھا کہ اگر یہ واقعہ درست ہے تو اس کی پوری تفصیل لکھ بھیجیں اور ساتھ ہی اپنی تصویر بھی بھیجیں، تا کہ بعد میں پہچاننے میں آسانی ہو۔ عبدالستار صاحب اپنی مذکورہ رہائش گاہ کو چھوڑ کر بچیکی ننکانہ روڈ جا چکے تھے۔ انہیں کسی طرح خط مل گیا اور وہ ۸ اگست ۱۹۸۹ء بروز منگل خود میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔

میرے استفسار پر فرمایا۔ چشتی صاحب یہ واقعہ آج سے دس سال قبل کا ہے۔ میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی کہ مجھ پر پولیو کا حملہ ہوا۔ یہ حملہ میعادی بخار کے دوران ہوا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ میرا نیچے والا دھڑ بالکل ہی بے جان ہو گیا۔ مجھے چٹھہ ہسپتال جڑانوالہ میں داخل کرایا گیا۔

چٹھہ ہسپتال جڑانوالہ میں بہت علاج ہوا۔ لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ پھر ایک اور ہسپتال لے گئے، وہاں سے بھی مایوس لوٹے۔ ہمارے گاؤں کے ایک مولانا صاحب تھے۔ اُن کے بیٹے بھی ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے معائنے کے دوران میرے ٹخنے کے پاس نشتر مارا اور کاٹ کر دیکھا لیکن خون یا کسی اور قسم کا کوئی مادہ وہاں سے نہ نکلا۔ پھر گھٹنے کے پیچھے نشتر سے رگیں کاٹ کر دیکھا۔ وہاں بھی زندگی کے آثار نظر نہ آئے۔ پھر انہوں نے میری ران پر لمبا چیر دیا۔ جب وہ یہاں سے بھی زندگی کی تلاش میں ناکام ہوئے تو میرے والد کو علیحدہ لے جا کر کہنے لگے، بچے میں اب زندگی کے آثار نظر نہیں آتے بلکہ اب اس کا زندہ رہنا بھی ممکن نظر نہیں آتا۔

میرے ابا حضور مایوس نہ ہوئے جڑانوالہ کے ایک اور معروف ڈاکٹر محترم ڈاکٹر محمد علی صاحب کے پاس لے گئے، انہوں نے کہا۔ میں ہر روز

Marfat.com

کم از کم پندرہ بیس انجکشن دوں گا اور پندرہ روز بعد بتا سکوں گا کہ اس کی پوزیشن کیا ہوگی۔ ان جملہ طفل تسلیوں کے باوجود میرے سر پر مایوسیوں کا ہجوم تھا چونکہ میری حالت کافی حد تک خراب ہو چکی تھی۔
محترم ڈاکٹر محمد علی صاحب کے کلینک میں ابھی چار یا پانچ روز ہوئے تھے کہ دل میں ایک خیال نے چٹکی لی کہ اب زندگی کی کوئی امید نظر نہیں آتی، نہ جانے کس وقت پروانہ اجل آجائے۔ اس لیے اگر ممکن ہو تو مرنے سے پہلے مرشدِ برحق کی بارگاہ میں شرقپور شریف حاضری دے لی جائے۔
یہ خیال آتے ہی میرے قلب و ذہن پر مرشد کامل چھا گئے میں نے اپنے حقیقی بھائی اور پھوپھی زاد بھائی جو میری عیادت کو میرے پاس رہتے تھے۔ اُن کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے میری حالت کے پیشِ نظر ٹال مٹول سے کام لیا۔ جب صبح ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو مَیں نے ان سے اپنی چاہت کا اظہار کیا۔ انہوں نے ٹیکوں کی ٹرے ایک طرف رکھ دی اور میرے بھائیوں سے کہا۔ اسے شرقپور شریف لے چلو۔ اور نوکر بھیج کر تانگہ منگوا دیا، اور بھائیوں سے کہا تاخیر نہ کرو شاید وہ بھی اِسے میری زندگی کی آخری خواہش و حسرت سمجھتے تھے۔ میرے دونوں بھائیوں نے میری زندہ لاش کا بوجھ اُٹھا لیا اور بذریعہ بس شرقپور شریف لے آئے۔ بس کے تکلیف دہ سفر نے میری جان لے لی۔ شرقپور شریف آکر بس سے نیچے اترے تو بے ہوش ہو گیا۔ انہوں نے پانی وغیرہ کے چھینٹے دیئے۔ کافی دیر بعد مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا میرے بھائی رو رہے تھے۔ شاید وہ مجھے چند لمحوں کا مہمان سمجھتے تھے۔ اتنے میں تین یا چار سفید لمبی لمبی داڑھیوں والے بزرگ آئے۔ انہوں نے میری حالتِ زار دیکھ کر صورت حال معلوم کی۔ تو بھائیوں کے

Marfat.com

بتانے پر انہوں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا۔ بے وقوفو! جن میاں صاحب کے پاس حاضری دینے کے لیے تم آئے ہو وہ میاں شیر محمد صاحب نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوا منوں مٹی کے نیچے دفن ہو چکے ہیں۔ اب تو شاید ان کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہوگا۔ وہاں سے تمہیں کیا ملے گا۔ جاؤ اس کو اپنے گھر لے جاؤ اور اس کی میت خراب نہ کرو۔

میرے منہ پر پانی کے چھینٹے وغیرہ پڑنے سے مجھے کچھ ہوش آچکا تھا۔ مَیں نے کہا۔ بابا مَیں یہاں شفا لینے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ مَیں تو اپنی زندگی کی آخری حسرت ''دیدارِ آستانہ'' پورا کرنے آیا ہوں اور بھائیوں سے کہا اب جبکہ منزل دو گام رہ گئی ہے تو مجھے محروم نہ کرو، بلکہ مجھے آستانہ پر لے جاؤ! مایوس نہ کرو۔ وہ بابے تو چلے گئے اور میرے بھائیوں نے مجھے اٹھا لیا اور دربار حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر مغرب کی جانب لٹا دیا۔ پونے دو ماہ نیند سے محروم بیمار نے جب اپنے آقا کی آغوش میں سر رکھا۔ تو نیند کی دیوی نے مجھے اپنی بانہوں میں لے لیا۔ نو بجے تھے۔ تین بجے بعد از دوپہر تک سویا رہا۔ نوخیزی کی عمر، بیماری کی حالت، ٹانگیں بے جان دیکھ کر لوگ میرے حال پر ترس کھاتے اور میرے لیے دعا کر کے چلے جاتے۔ تین بجے بعد از دوپہر جب بیدار ہوا۔ تو بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ اب راستے میں رات ہو جائے گی۔ اس لیے رات یہیں بسر کرتے ہیں اور صبح واپس چلیں گے۔ شام ہوئی۔ ہم تینوں بھائی برآمدے میں لیٹ گئے۔ میرا ایک بھائی ایک طرف، دوسرا دوسری طرف اور مجھے انہوں نے اپنے درمیان میں لٹا لیا۔

رات کافی بھیگ چکی تھی۔ میں جاگتی آنکھوں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بزرگ سفید ریش، سفید عمامہ والے میرے سرہانے کھڑے ہیں اور ایک

Marfat.com

صف اُٹھائے ہوئے ہیں جو وہ مجھ پر پھینکنا چاہتے ہیں۔ میں اپنی اپاہجی اور تکلیف کی وجہ سے مدافعت نہ کر سکا۔ میں خوف سے کانپنے لگا کہ اب موت آئی کہ آئی۔ اگر باباجی نے مجھ پر صف گرادی تو زندگی کا چراغ آج خود بخود بجھ جائے گا اور میرا زندہ رہنا محال ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں جاگ رہا تھا اور یہ چشم سر کے ساتھ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ میں نے خوف زدہ ہو کر اپنے بھائیوں کو دونوں ہاتھ مار کر جگایا اور شور مچادیا کہ مجھے بچاؤ۔ لیکن بھائیوں کے اُٹھتے اُٹھتے باباجی نے صف میرے اوپر پھینک دی اور غائب ہو گئے۔

باباجی نے صف پھینکی تو میرے جسم کے وہ حصے جہاں جہاں ڈاکٹر صاحب نے نشتر لگائے ہوئے تھے۔ وہاں وہاں سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے۔ اگرچہ میرے جسم سے خون بہہ رہا تھا، لیکن ہمارے لیئے یہ خون پیغامِ حیات تھا۔ میرے بھائیوں نے جلدی جلدی مٹی اٹھائی، زخموں پر لگائی، صافے سے پٹیاں باندھیں تاکہ خون بہنا بند ہو اور دربار شریف کا فرش خون آلودہ نہ ہو۔ میری اس سادہ سی پٹی سے فارغ ہو کر بھائیوں نے فرش دھویا۔ باباجی کو تلاش کیا۔ لیکن بے سود۔ وہ بزرگ تشریف لے جاچکے تھے۔

صبح ہوتے ہوتے میری مردہ ٹانگوں میں جان آچکی تھی۔ صبح جمعۃ المبارک تھا اور نماز جمعہ تک مجھے دیکھنے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے۔ آخر مجھے اُٹھا کر جامع مسجد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لے جایا گیا اور دیوار کا سہارا دے کر مجھے کھڑا کیا گیا۔ وہ میاں صاحب کی دیوار کا سہارا تو میرے لیے زندگی بھر کا سہارا بن گیا اور میں اب تک اس سہارے کے ساتھ صحت و تندرستی کی دولت سمیٹے چل پھر رہا ہوں جب گاؤں پہنچا

Marfat.com

تو والدین، اربابِ محبت اور لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔
چھٹہ ہسپتال والے دونوں ڈاکٹر آپس میں بھائی تھے اور وہابیت کی چھاپ اُن پر بُری طرح لگی ہوئی تھی۔ ان کے سامنے میرے ماموں جان نے میرا ذکر کیا تو ڈاکٹر صاحب بولے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ لڑکا ٹھیک ہو گیا ہو تو نہ صرف زندگی بھر کیلئے کام چھوڑ دوں گا بلکہ ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔
جب میرے ماموں مجھے اس ڈاکٹر صاحب کے پاس لے کر گئے تو وہ کم بخت مجھے دیکھتے ہی جلدی سے میرا تہبند پکڑ کر اوپر تک لے گیا اور مجھے برہنہ کر دیا۔ دراصل وہ گھٹنے ٹخنے اور ران کے اس لمبے پھاڑ کو دیکھنا چاہتا تھا اور وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ یہ وہی لڑکا ہے۔ جسے ہم اپنی دانست کے مطابق موت کے گھاٹ اتار چکے تھے یا پھر کم از کم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپاہج قرار دے چکے تھے لیکن وہ مجھے دیکھ کر چشمِ حیرت بن چکا تھا اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ مَیں وہی عبدالستار پولیو زدہ ہوں جو اس کے زیرِ علاج رہا ہے۔ لیکن حقیقت اگرچہ تلخ ہو پھر بھی یقین کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اُسے بھی یقین کرنا پڑا اور اس نے ہزار روپیہ دیا جو ہم نے لینے سے انکار کر دیا۔
اب دنیا کہتی ہے کہ یہ سب میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے۔ مَیں جس گلی، کوچہ یا بازار میں جاتا ہوں۔ لوگ مجھے محبت اور احترام سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ شخص ہے جس کو میاں صاحب نے پچاس سال فوت ہونے کے بعد بذاتِ خود اپنے فیض سے مالا مال کر دیا ہے اور میاں صاحب نے اُن تین تام نہاد بزرگوں بوڑھوں کو چیلنج کیا ہے کہ عقل

Marfat.com

کے اندھو! جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دے دیتے ہیں وہ مرتے نہیں۔ وہ مر کر مٹی میں نہیں مل جاتے، بلکہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور اُن کے فیوض و برکات بعینہٖ نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ عام ہو جاتے ہیں۔

راقم الحروف کی والدہ ماجدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت میاں صاحب کے دربار کے قریب مسجد کے ساتھ جو چھوٹا سا کنواں ہے اس کے متعلق مشہور تھا کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کنویں میں کچھ تعویزات رکھ دیے تھے۔ اب اگر کوئی وہاں بیمار جائے اور بیماری سے نجات کی نیت سے پانی پیئے تو اس بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔

والدہ محترمہ فرماتی تھیں کہ میں راقم السطور جب والدہ صاحبہ کی گود میں تھا تو اس وقت میرے جسم پر بہت سے دانے نکل آئے۔ بہت علاج کرایا، آرام نہ ہوا، آخر مجھے کسی نے مشورہ دیا کہ بچے کو میاں صاحب کے دربار کے کنویں سے نہلا لاؤ، ٹھیک ہو جائے گا۔ میں وہاں تجھے لے گئی وضو کیا۔ تجھے غسل دیا، نماز پڑھی اور دعا مانگی، گھر آ گئی۔ صبح جب میں بیدار ہوئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ تیرے جسم پر دانوں کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔

Marfat.com

لقوہ

راوی کا تعارف

علامہ مولانا غلام حسین کلیالوی

(خطیب جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ، گلستان کالونی مصطفےٰ آباد۔ لاہور)

جسمانی قد اگر چھوٹا بھی ہو تو کیا ہوتا ہے۔ عرشِ حق پر پرچم اعزاز لہرانے والے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سہارے جو شخص پورے قد سے کھڑا ہو، اُسے چھوٹا کہنا ہی حماقت ہے۔ حضرت مولانا غلام حسین کلیالوی صاحب مصطفےٰ آباد لاہور میں ایک عرصہ سے خطابت کے فرائض ادا کر رہے ہیں خصوصاً تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب نبوت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے والوں کے ازلی دشمن ہیں۔

حضرت علامہ موصوف ۶ جون ۱۹۸۹ء کو غریب خانہ پر رونق افروز ہوئے۔ ابتدائی تعارف تھا۔ اسی تعارف میں آپ نے درج ذیل فیض کے چشمے کی نشاندہی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

فیض کا چشمہ

مولانا غلام حسین کلیالوی صاحب نے فرمایا کہ وادی سون تحصیل و ضلع خوشاب میں ہمارا گاؤں ہے۔ اُسے "کلیال" کہتے ہیں۔ اسی گاؤں سے تھوڑی دُور آگے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ لوگ پیدل

Marfat.com

یا کسی چوپائے کے ذریعے اس پر جا سکتے ہیں. کوئی بس یا ویگن وہاں نہیں جاتی۔ اس علاقہ میں ایک اللہ والے بزرگ المعروف حیات المیر رحمتہ اللہ علیہ مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہے۔ جہاں جہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا : وہیں سے کسی نہ کسی مرض کی شفا ملتی ہے۔ حالانکہ ان مقامات میں سے کسی بھی مقام پر کوئی مزار یا قبر وغیرہ نہیں ہے اور کوئی خاص نشانی بھی موجود نہیں، چونکہ وہ جگہ حضرت حیات المیر کی بیٹھک سے موسوم ہو گئی۔ اس نسبت سے اللہ تعالیٰ اس جگہ سے اپنی مخلوق کو کسی نہ کسی مرض سے شفا کی دولت بانٹ رہا ہے۔

ہمارے گاؤں کے قریب جس پہاڑی پر آپ کی بیٹھک ہے۔ اس پر لقوہ کے مریض جاتے ہیں۔ فاتحہ خوانی کرتے ہیں، اور وہاں اللہ تعالیٰ کے نام پر جنگل و بیابان میں کوئی زندہ جانور چھوڑ دیتے ہیں اور لقوہ کے مریض صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

شنید ہے کہ وہ بزرگ زندہ ہیں اور کئی لوگ ان کی زیارت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ اس وجہ سے حیات المیر کے نام و لقب سے معروف ہیں۔

واللہ اعلم

Marfat.com

پیشاب کی بندش، جلن اور گردہ کی تکلیف

فیض کا چشمہ

پیر دا کھارا، للّٰہ ٹاؤن۔
ضلع جہلم

تعارف :- محمد شمشاد عالم، مکان ۱۲۹/E مین گلی ۱۳ حسنین آباد لاہور چھاؤنی۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء

انٹرویو :- دیکھے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

مجھے ۱۹۸۴ء میں اچانک گردے کی تکلیف کا دورہ پڑا۔ اس کے ساتھ ہی پیشاب کی تکلیف بھی شدت اختیار کر گئی۔ یہ دونوں تکالیف میرے لیے ناقابل برداشت تھیں۔ ان میں جوں جوں شدت آتی گئی، میں زندگی سے بیزار ہوتا گیا۔ سچ پوچھئے میں زندگی پہ موت کو ترجیح دینے لگا۔ کیونکہ یہ دونوں تکلیفیں اتنی مہلک اور جان لیوا تھیں کہ میں کیا کوئی بڑا جی گردے والا بھی ہوتا تو اس کا بھی یہی حال ہوتا۔ میں ان تکالیف کی وجہ سے اپنا ذہنی توازن بھی کھو بیٹھا۔ دردِ گردہ مجھے ہر روز ہوتی اور ہر روز پیشاب بند ہو جاتا جس کی وجہ سے چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا۔ لیٹنے پر تکلیف رہتی۔ پیشاب کی وجہ سے گردے پر بوجھ بڑھ جاتا۔ یوں محسوس ہوتا جیسے کسی نے پیشاب کی نالی سے گردے تک آگ کے انگارے بھر دیئے ہوں۔ ایسی حالت میں موت کی تمنا کرتا لیکن اگر کسی کی تمنا پر موت آتی تو شاید میں کبھی کا دفن ہو چکا ہوتا۔ ہسپتالوں کی ادویات کھا کھا کر تنگ

Marfat.com

آچکا تھا اور بے پناہ قرض کا بوجھ ماں باپ پر چڑھنے لگا۔ جس کی وجہ سے اہلِ خانہ بھی پریشانی کا شکار ہونے لگے۔

ان حالات میں میں کراچی چلا گیا اور وہاں جی پی او میں نوکری کر لی۔ جو تنخواہ مجھے ملتی، وہ ادویات پر صرف ہو جاتی اور وہاں بھی آہستہ آہستہ قرض بڑھنے لگا۔ اس کے باوجود آرام نہ آنا تھا نہ آیا۔ تعلیم تو پہلے ہی چھوٹ چکی تھی، اب نوکری بھی گئی۔ میرا جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا۔ رشتہ دار دیکھتے تو مذاق اڑاتے اور کہتے، یوں لگتا ہے، جیسے قبرستان سے کوئی مردہ اُٹھ کے آگیا ہو۔ اسی طرح اپنوں اور بیگانوں کے طعنوں کے تیر بھی سہنے پڑتے مگر میں خدا کی مشیت و رضا پر خاموش رہتا۔

علاج گاہیں اور معالجین کی رائے

مرض کی ابتدا میں زیادہ تر علاج سی ایم ایچ سے کرایا۔ تقریباً دو سال کے اس علاج سے کوئی افاقہ نہ ہُوا۔ اس ہسپتال کے ڈاکٹر سعید عارف بخاری جو امریکہ سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہوئے ہیں۔ اُن سے بھی علیحدہ ایک سال تک علاج کرایا۔ لیکن آرام نہ ہُوا، اس کے بعد کراچی چلا گیا اور سندھ گورنمنٹ ہسپتال میں چند یوم داخل رہا۔ وہاں کے سرجن صاحب نے یہ کہہ کر سول ہسپتال ریفر کر دیا کہ یہ مرض ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ سول ہسپتال کراچی کے دو مشہور ڈاکٹر سرجن پروفیسر ذکی الدین صاحب اور مایۂ ناز ڈاکٹر ادیب الحسن رضوی صاحب نے میرا علاج کیا۔ وہ لوہے کی سلاخیں اور نالیاں ڈالتے رہے۔ نوراکسین گولیاں درد کے لیے دیتے رہے۔ مجھے یہاں وقتی طور پر یہ فائدہ ہُوا کہ جب تک

Marfat.com

دوائی کھاتا رہتا، آرام رہتا۔ ادھر دوائی ختم ہوئی، اُدھر تکلیف شروع ہوگئی آخرکار انہوں نے بھی یہ کہہ دیا کہ اس مرض کا کوئی مستقل علاج نہیں۔ یہ کہہ کر چند روز بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا اور کہا، دوائیں استعمال کرتے رہو اور چند روز کے بعد باقاعدگی کے ساتھ چیک کرواتے رہو۔

یہاں سے مایوس ہو کر مَیں نے عباسی ہسپتال کراچی سے رجوع کیا۔ وہاں کے سرجن ڈاکٹر ایچ آر سعید صاحب نے بھی یہی جواب دیا۔ اس کے بعد مَیں کراچی کے ایک مشہور امریکی ہسپتال سیونتھ ڈے میں داخل ہوا اور وہاں کے ڈاکٹر کمباٹا جو پارسی تھے، نے میرا علاج کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مرض کتنے سالوں میں ٹھیک ہوگا۔ کیونکہ اس مرض کا کوئی مستقل علاج نہیں۔ چونکہ یہ ہسپتال بہت ہی مہنگا تھا۔ اس کی وجہ سے کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ مگر مرض قرض کی طرح بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی۔

اس ہسپتال سے مایوسی کے بعد مَیں کراچی ہی میں جناح ہسپتال میں داخل ہوا۔ اس کے سرجن جناب مسعود الے شیخ تھے۔ انہوں نے بھی علاج کیا۔ لیکن ابھی آرام نصیب میں نہ تھا، نہ ہوا۔ مسلسل علالت کی وجہ سے نوکری جاری نہ رکھ سکا اور یہ چھوٹی موٹی نوکری بھی اس بیماری کی بھینٹ چڑھ گئی۔ چھ سال اسی تکلیف میں بیت گئے۔ آخرکار پھر لاہور واپس آگیا۔ دو ماہ پیشتر پاکستان نیشنل کالج گلستان کالونی مصطفےٰ آباد، لاہور ۱۵ میں میٹرک کی تعلیم مکمل کرنے کے لیے داخل ہوا۔ چند دنوں کے بعد تکلیف نے پھر تڑپانا شروع کر دیا اور تکلیف پھر اُسی شدت کے ساتھ اُٹھی اور میں پھر اتفاق ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور میں داخل ہوگیا۔ تقریباً پندرہ

Marfat.com

یوم کے بعد جب پھر کالج آیا اور کچھ طبیعت بحال ہوئی، اساتذہ کرام اور دوستوں نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں اپنی درد بھری داستان سنادی۔

میرے ایک ہم جماعت نوجوان محمد عرفان چشتی جو میرے ساتھ اسی کالج میں پڑھتے ہیں جب انہوں نے میری دکھ بھری کہانی سنی تو مجھے بتایا کہ میرے والد صاحب ایک ایسے مزار کے متعلق جانتے ہیں اگر انسان گھر میں بیٹھے ہی وہاں جانے کا ارادہ کر کے اڑھائی تین قدم چل کر عزم کر لے اور یہ نیت کرے کہ اے پروردگار اگر تو مجھے آرام عطا فرمادے تو میں تیرے اس نیک بندے حضرت پیر کرم شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کروں گا۔ تو مریض پیٹ کے جملہ امراض سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ پہلے دن تو میں نے عرفان صاحب کی بات پر توجہ نہ دی کہ میں اس سے پہلے بھی دوا دارو کے سلسلے ساتھ کئی ایک مزارات اور آستانوں پر حاضری دے چکا تھا لیکن چند روز بعد پھر جب اس نے تذکرہ چھیڑا تو میں نے عرفان صاحب سے پوچھا کہ آپ کے والد صاحب کیا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ عابد مجید ہائی سکول لاہور چھاؤنی میں پڑھاتے ہیں۔ میں نے کہا میں نے بھی ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی ہے۔ ان کا نام کیا ہے تو بولے ان کا نام عبدالحق ظفر چشتی ہے۔ اس نام پر میں چونک پڑا۔ چشتی صاحب کا چہرہ میرے استاد کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ وہ ایک وہ ایک شفیق، مہربان اور بہت ہی محبت کرنے والے استاد ہیں۔ اب میری کچھ عقیدت بھی شامل ہو گئی اور میں نے عرفان سے درخواست کی کہ وہ مجھے اپنے والد صاحب سے ملائیں

اور یہ بھی پوچھا کہ آپ کے ایک بھائی حافظ محمد عامر میرے ساتھ پڑھتے تھے۔ وہ کہاں ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہی میرے بڑے بھائی اس تحقیق کرنے کا باعث بنے ہیں اور اس موضوع پر والد صاحب نے ایک بہت عمدہ کتاب "جسمانی امراض کے روحانی شفا خانے" لکھی ہے۔

مرض میں کمی اور راحت وسکون

کالج سے چھٹی کے بعد میں نے چشتی صاحب سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ محمد عرفان صاحب مجھے گھر لے گئے۔ گھر میں میرے دیرینہ شفیق و مہربان استاد چشتی صاحب موجود تھے۔ ملاقات ہوئی طبیعت خوش ہو گئی انہوں نے حسبِ معمول خاطر مدارات فرمائی، جو وہ اکثر اپنے ہر ملنے والے کے لیے کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو آپ نے مجھے "پیر دا کھارا" سے منگوائے ہوئے پانی میں سے ایک گلاس پانی پلایا اور کہا شفا من جانب اللہ ہے، آپ پانی پیئیں اور وہاں جانے کا ارادہ و نیت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی کتاب "جسمانی امراض کے روحانی شفا خانے" بھی عطا فرمائی۔

پانی کا گلاس پیتے ہی مجھے عجیب سی راحت اور سکون محسوس ہوا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے میں نے "پیر دا کھارا" جانے کی نیت کر لی، اور دعا بھی مانگ لی۔ اس کے بعد میں نے استادِ محترم کے گھر سے مختلف اوقات میں چار مرتبہ پانی پیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے آپ کو پچاس فی صد بہتر محسوس کرتا ہوں۔ ان دنوں ڈاکٹروں کی ہر قسم کی دوا بھی بند کر رکھی ہے۔ معاشی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے ابھی "پیر دا کھارا" جانے کی ہمت

Marfat.com

نہیں۔ جوں ہی اللہ تعالیٰ نے حالات بہتر فرمائے۔ بندہ اس محسن کے مزار اقدس پر حاضری ضرور دے گا اور مجھے یقین کامل ہے کہ میں تندرست ہو جاؤں گا۔ میں تو اب بھی ہر قسم کی دوا بند کر چکا ہوں اور ڈاکٹر حضرات سے ملنے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا۔

"روحانی شفاخانے"

یہ وہ کتاب ہے جس میں چشتی صاحب نے اسی قسم کی بے شمار لاعلاج بیماریوں کے مفت شفاخانوں کی نشاندہی کی ہے۔ جہاں دردِ گردہ، پتھری امراضِ شکم، امراضِ چشم، جوڑوں کا درد، بواسیر، بلڈ پریشر، باؤلے کتے کے کاٹے کا علاج، چنبل، خارش، اگزیما، بچے کا بخار اور دیگر کئی ایک بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔ چشتی صاحب نے جن حضرات کو ان امراض سے شفا ملی ہے۔ اُن کے انٹرویو اس کتاب میں درج کر دیے ہیں اور جہاں جہاں سے انہیں شفا ملی ہے۔ وہاں خود جا کر حالات کا جائزہ لیا۔ تحقیق کی اور پھر اس روحانی شفاخانے کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب اب میری جان ہے۔ میں اسے محبت سے اپنے پاس رکھتا ہوں اور بار بار مطالعہ کرتا ہوں کتاب بہت خوبصورت ہے، دیدہ زیب ہے اور ایمان افروز ہے۔ میری طرح کئی دکھی اور بیمار لوگ یہ کتاب پڑھ کر شفایاب ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

خارش و جلدی امراض

فیض کا چشمہ : غریب شاہ کا چشمہ حسن ابدال۔

راوی :۔ پروفیسر محمد سرور شفقت، کیڈٹ کالج حسن ابدال۔

پروفیسر صاحب سے روحانی شفاخانے کے حوالہ سے قلمی آشنائی ہوئی۔ آپ نے روحانی شفاخانے کا کہیں مطالعہ کیا اور راقم الحروف کو نوازشنامہ لکھا، اور ان کا یہ کرم پھر مسلسل ہوا اور بار بار ہوا، اور اب تک جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے ان عشاقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت کا سلسلہ دراز رہے۔ یہ اُن اہلِ کرم کی عنایت ہے کہ کرم فرماتے ہیں، ورنہ ہم غریبوں کے پاس کیا ہے نذر کرنے کے لیے۔

میں نے آپ کو ایک عریضہ لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ حسن ابدال میں کوئی ایسا چشمہ ہے جہاں سے شوگر کے مریض فیض یاب ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے علم میں تو بندہ حاضر ہو جاتے اور وہاں سے معلومات حاصل کر لی جاتے۔

تو آپ نے ازراہ لطف و عنایت ۲۱ مارچ ۱۹۹۳ء کو جواب ارشاد فرمایا جس میں تحریر فرمایا کہ شوگر کے مریضوں کے شفاخانے کا تو مجھے علم نہیں، البتہ جلدی امراض، خارش وغیرہ کے مریضوں کے لیے حضرت غریب شاہ کا چشمہ موجود ہے۔

اس کے ساتھ روحانی شفاخانے کو دوبارہ اور فیض کے چشمے کو جلد شائع کرنے کا حکم دیا گیا۔

Marfat.com

پیٹ کے جُملہ امراض

فیض کا چشمہ
پیر گراٹ، جلال پور شریف، کھاریاں،
پنڈدادن خاں روڈ، ضلع جہلم۔

میرے ایک دوست چوہدری جلیل احمد صاحب مقبول پارک مصطفےٰ آباد لاہور نے پیر داکھارا کے متعلق میری کتاب "جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے" پڑھنے کے بعد پیر داکھارا جانے کی خواہش کا اظہار کیا اور مجھے ساتھ جانے پر مجبور کیا۔ میرے بچوں کے ماموں محترم محمد سعید صوفی صاحب صوفیہ آباد، ونڈالہ روڈ، شاہدرہ لاہور بھی اکثر وہاں جانے کے لیے مُصر رہتے تھے۔ میں ہر دو حضرات کے ساتھ ۲۹ جولائی ۱۹۹۰ء کو پیر داکھارا روانہ ہوا۔ وہاں سے واپسی پر ۳ بجے کھیوڑہ لاہور ٹائم کی گاڑی پر سوار ہوئے۔ زبردست رش اور تکلیف کے باوجود گاڑی کے ڈرائیور محمد ریاض نے بہت حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔

محمد ریاض صاحب نے بتایا کہ ہمارے جلالپور شریف کے قریب ایک چشمہ پیر گراٹ ہے جب کہ ایک چشمہ پیر گراٹ جہلم کے قریب ہے۔ اسی طرح یہاں بھی اُسی نام سے ایک چشمہ ہے۔ لیکن اس چشمے کی شان انوکھی اور نرالی ہے۔ یہ چشمہ سال بھر میں دس ماہ تک بہت ٹھنڈا اور میٹھا پانی فراوانی کے ساتھ فراہم کرتا ہے۔ لیکن مارچ اور اپریل کے مہینے میں سخت کھاری ہو جاتا ہے اور دنیا اس چشمے پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ دو ماہ سخت رش رہتا ہے۔ یہ پانی پیٹ کے ہر قسم کے مرض کے لیے مفید ہونے میں صدیوں سے معروف ہے۔

Marfat.com

بچوں کا سوکھا پن

فیض کا چشمہ :۔ بمقام اُچھالڈاک خاص خاص تحصیل نوشہرہ، ضلع خوشاب۔
راوی :۔ محمد اشرف، متعلم فیڈرل گورنمنٹ عابد مجید ہائی سکول لاہور کینٹ۔

تعارف :۔ نیک خو، خصلت عمر کے ایک حصے کو پہنچ کر تھوڑی بہت خود ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ خونخوار گرگ ظالم بھی ایک وقت آتا ہے پرہیزگاری کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ لیکن اگر یہ صفت عین بچپنے اور جوانی کے عالم میں میسر آجائے تو بزرگ فرماتے ہیں۔ یہ شیوۂ پیمبری ہے۔ عزیزم محمد اشرف بھی اسی شیوۂ پیمبری کے زمرے میں شامل کرنے کے لائق ہیں میرے ذہین شاگردوں میں شامل ہیں اور ایف جی عابد مجید ہائی سکول آر اے بازار لاہور چھاؤنی میں آج کل جماعت دہم کے طالب علم ہیں۔ نیکی، خلوص اور عشق محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت سے سرشار ہیں اور دعوتِ اسلامی کے سرگرم رکن ہیں۔

انٹرویو :۔ محمد اشرف نے بتایا کہ ہمارا گاؤں بمقام اُچھالا ہے۔ وہاں ایک درخت ہے۔ شنید ہے کہ اس درخت کے نیچے ایک بزرگ کچھ دیر کے لیے آرام فرما ہوئے تھے۔ جب سے اس درخت سے بچوں کو سوکھے کی بیماری سے شفا مل رہی ہے۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کو لے کر آتے ہیں اور اس درخت کی ایک شاخ کے نیچے سے بیمار بچے کو سات بار گذارتے ہیں۔ پھر قریب ہی ایک تالاب کی مٹی بچے کے جسم پر ملتے ہیں۔ بچے کی ماں اس تالاب کے

Marfat.com

پانی سے غسل کرتی ہے۔ پھر بچے کو لے کر وہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں لیکن وہ حدود گاؤں میں خاموش رہتے ہیں۔ کوئی کسی سے بات نہیں کرتا، نہ بچے سے نہ میاں بیوی آپس میں اور نہ کسی اور سے۔ حدود گاؤں سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ اس بچے کو آرام دے دیتا ہے۔

راقم الحروف کا عندیہ یہ ہے کہ کلیال وادی سون ضلع خوشاب کے قریب ہی اچھالا معلوم ہوتا ہے اور اُن کے یہاں ایک بزرگ کے بیٹھنے کی جگہ معروف ہے۔ جہاں لقوہ کا علاج ہے اور یہاں بچوں کے سوکھے کا۔ ممکن ہے یہ بیٹھک بھی انہی بزرگوں کی ہو۔ جنہیں حیات المیر کے نام سے لوگ یاد کرتے ہیں۔

Marfat.com

پیٹ کے جملہ امراض

فیض کا چشمہ پیر قد شریف، چکوال روڈ، بس اسٹاپ پنڈی گوجراں۔ پنڈی گوجراں سے پیر قد شریف کے لیے ویگن۔ تھانہ ڈُمن، ضلع جہلم۔

راوی حضرت مولانا قاری حبیب الرحمٰن صاحب، نائب خطیب آرمی آر اے بازار۔ لاہور۔

قاری صاحب نے فرمایا کہ یہاں ایک صدیوں سے جاری وساری ہے ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ پانی پیتے ہیں اور پیتے ہی اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ہزاروں لوگ پانی پیتے ہیں، اور اسہال کرتے ہیں۔ لیکن کہیں بھی کسی قسم کا کوئی تعفن یا بدبو پیدا نہیں ہوتی۔ اس پانی کے پینے سے خصوصاً پیٹ کے ہر قسم کے کیڑے نکل جاتے ہیں۔ رفعِ حاجت کے بعد واپس آکر اسی چشمہ سے غسل کریں تو اسہال بند ہو جاتے ہیں اور سفر میں تھکن کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

Marfat.com

جسمانی جلدی امراض سے شفا

اٹھرا ، پرچھاواں ، سوکھا پن

حضرت پیر جمن شاہ بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ

فیض کا چشمہ نزد کارساز مارکیٹ، شارع شاہ فیصل، کراچی۔

بحوالہ تذکرہ اولیاءِ سندھ۔

راوی :۔ حضرت علامہ مولانا ابو ارشد محمد حفیظ نقشبندی. کراچی جن کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں کہیں موجود ہے۔ وہ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہوئے ایک اور فیض کے چشمے کی نشاندہی فرماتے ہیں۔

حضرت پیر جمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ محمد بن قاسم کے ساتھ سرزمین سندھ میں وارد ہوئے اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ کی جیتی جاگتی زندہ کرامت ہے کہ آپ کے مزار پر ایک نیم گرم پانی کا چشمہ ہے۔ جس سے جسمانی اور روحانی مریضوں کو شفا ملتی ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

نیم گرم پانی کا چشمہ ایک روحانی شفا خانہ ہے۔ جس میں نہانے سے تمام جلدی بیماریاں چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ روحانی شفا خانہ ایک اور بیماری کا بھی مجرب علاج ہے جسے اٹھرا اور پرچھاواں کہتے ہیں۔ اولاد کا زندہ نہ رہنا۔ بچوں کو سوکھے کی بیماری ہو جانا وغیرہ۔

Marfat.com

طریقہ کار مریض کو سات اتوار متواتر حاضری دینا ہوتی ہے۔ پہلے اتوار جو کپڑے پہن کر مریض وہاں جاتا ہے۔ انہیں وہیں چھوڑ کر آنا ہوتا ہے۔ پہلی بار ایک فالتو جوڑا ساتھ لے جانا ہوتا ہے گلے میں پہنے ہوئے کپڑے غسل کے بعد وہیں رکھ کر دوسرے پہن لیتے ہیں۔ بفضلِ خدا بوسیلہ اولیاء کرام رب تعالیٰ اس موذی مرض سے نجات عطا فرما دیتا ہے ؎

روان ہے فیض کا سرچشمہ نہائے جس کا جی چاہے
یہ سودے ہیں مقدر کے آزمائے جس کا جی چاہے

ہم نے اپنی کتاب روحانی شفاخانے میں حضرت پیر چمن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ صـ ۱۴۸ میں ملک الطاف حسین قادری کے حوالے سے کیا ہے۔ لیکن وہاں جو پتہ درج ہے وہ اس پتہ سے مختلف ہے ہم وہ پتہ بھی درج کئے دیتے ہیں۔ تاکہ قارئین کو دقت نہ ہو۔

پیر چمن شاہ شہید بخاری۔ شہیدِ ملت روڈ، کراچی

Marfat.com

دردِ گردہ

فیض کا چشمہ :۔ پیر داکھارا، خانقاہ حضرت پیر کرم شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ لِلّا ٹاؤن پنڈدادن خاں ضلع جہلم۔

راوی :۔ ۱۷ اگست ۱۹۹۲ء۔ محمد صابر خاں ولد محمد عادل خاں مکان E/۱۸۲۸ نشاط کالونی (متصل ڈیفنس کالونی) آر اے بازار۔ لاہور کینٹ۔

مرض :۔ گُردے میں پتھری۔

محمد صابر خاں میرے ذہین تلامذہ سے ہیں اور انہوں نے ایف۔ جی عابد مجید ہائی سکول آر اے بازار لاہور کینٹ میں میٹرک پاس کیا۔ ان کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا محمد عادل خاں صاحب دیوبندی مکتب فکر کے ایک معروف عالم دین ہیں اور کئی ایک کتب کے مصنف، بخاری شریف کے مترجم اور حکومت پاکستان کی طرف منظور شدہ قرآنِ پاک کے پروف ریڈر رہے ہیں۔ عرصہ سے سعودی عرب میں کاروبار کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ البتہ ان کے بچگان مذکورہ پتہ پر رہائش پذیر ہیں محمد صابر خاں کے بڑے بھائی احمد ناصر خاں بھی میرے تلامذہ میں سے ہیں جن کا یہ واقعہ محمد صابر خاں نے سنایا۔

محمد صابر خاں نے بتایا کہ میرے بڑے بھائی احمد ناصر خاں کی اہلیہ کے گردے میں پتھری تھی۔ غوث الاعظم روڈ، سابقہ جیل روڈ پر کڈنی سپیشلسٹ جناب ڈاکٹر فتح صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ ان کا علاج جاری رہا اور

Marfat.com

ایک ماہ کے علاج سے کوئی فرق نہ پڑا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ علاج صرف طفل تسلی ہے۔ ورنہ سوائے آپریشن کے اس کا کوئی علاج نہیں۔ ان کی پتھری نالی میں پھنسی ہوئی ہے۔ جب تک اس کو آپریشن کے ذریعے نکالا گیا آرام ممکن نہیں۔

ڈاکٹر صاحب سے مایوس ہوکر گھر بیٹھے تھے کہ پیر دا کھارا کسی نے بتلایا اندھا چاہے دو آنکھیں اور بھوکا چاہے دو روٹی۔ ہم پیر دا کھارا چلے گئے حاضری دی، پانی پیا، فاتحہ خوانی کی، دعا خیر کی اور واپس چلے آئے پندرہ دن کے بعد وہ پتھری خود بخود نکل گئی اور اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر آرام دیدیا۔

Marfat.com

چہرے کے کیل مہاسے

فیض کا چشمہ : حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

راوی : سید رضا شاہ صاحب خطیب جامع مسجد پولیس لائن سرگودھا۔

مئی ۱۹۹۱ء کے پہلے ہفتے ایک ضروری کام سے حضرت علامہ مولانا البشیر احمد سیالوی مدظلہ کے ہمراہ سیال شریف حاضری دے کر واپس لاہور آرہا تھا کہ سرگودھا میں ایک بزرگ سید رضا شاہ کا سُنا۔ اُن سے ملاقات کی چاہت ہوئی حضرت موصوف سرگودھا پولیس لائن کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ محترم شاہ صاحب اوراد و وظائف میں مصروف تھے۔ بعد از مغرب تعارف ہُوا، تو بہت تپاک سے ملے۔ آپ کہیں میری کتاب "روحانی شفاخانے" کا مطالعہ کر چکے تھے۔ اُس حوالے سے ملاقات کے خواہاں تھے محترم شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے انکشاف فرمایا۔ ہمارے ملنے والوں میں محترم محمد رفیق سرویا صاحب ہیں۔ جن کے چہرے پر بہت زیادہ کیل اور مہاسے تھے، انہوں نے بہت علاج کروائے لیکن افاقے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ وہ اپنے چہرے کی اس تکلیف سے پریشان رہتے تھے۔ ایک دن ہم سے بھی اس سلسلہ میں انہوں نے شکایت کی۔

محترم محمد رفیق سرویا صاحب زرعی ترقیاتی بنک سرگودھا ریجنل مینجر تھے۔ آج کل کہیں اور تعینات ہیں۔ ہم نے اُن سے کہا کہ لاہور شہر میں ایک بہت بڑا روحانی شفا خانہ ہے۔ حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ

Marfat.com

آپ وہاں تشریف لے جائیں۔ اور داتا حضور کے آستانے پر حاضری دیں اور اُن کے ہاں ایک پانی کا چشمہ ہے۔ اس پانی سے چالیس روز تک چہرے کو دھوئیں۔ انشاء اللہ شفا ہو گی۔

محترم رفیق صاحب نے داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دی۔ فاتحہ خوانی کی۔ اور چشمہ سے پانی حاصل کر کے چالیس روز مسلسل چہرے کو دھویا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے اب چہرہ بالکل صاف ہے جیسے کہ چہرے پر کوئی نشان ہی نہ تھا۔

Marfat.com

قبر کی مٹی سے شفا

حضرت سید المفسرین مفتی محمد احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح مشکوٰۃ شریف "مراۃ المناجیح جلد اوّل صے ۲۵۷ پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ" حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جہاد روم میں شامل تھے۔ قسطنطنیہ پر حملے کے وقت آپ بیمار ہوئے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر میں فوت ہو جاؤں تو میری میّت اپنے ساتھ رکھنا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو جائے تو مجاہدین قدموں کے نیچے مجھے دفن کرنا چنانچہ جب قسطنطنیہ فتح ہوا تو اس کی فصیل کے نیچے آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ آپ کی قبر زیارت گاہِ خاص و عام ہے اور بیمار حضرات آپ کی قبر سے شفا پاتے ہیں۔

حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ یعنی جب تمہیں حالات پریشان کردیں تو تم اہلِ قبور سے فیوض و برکات لوٹنے کے لیے رجوع کرو۔

جب فقیر اللہ تعالیٰ کی ذات کے عشق میں محو ہو کر فنا کا مقام حاصل کرتا ہے تو اُسے وحدت کے سمندر میں جان کا خطرہ نہایت حقیر نظر آتا ہے جب ایک فقیر کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو ایسے فقیر کی قبر بھی زندہ جاوید

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہے کہ اگرچہ خلقت انہیں جانتی ہے کہ وہ خاک تلے سوئے پڑے ہیں۔ لیکن دراصل وہ اُن کے لیے قربِ خداوندی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور جنابِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم مجلس ہوتے ہیں اولیا اللہ اور فقیر جس طرح زندگی میں لوگوں کو طالب اور مرید کر کے تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی بلکہ حیات سے دو چند ہو جاتے ہیں۔

رسالہ سلطان العارفین گکھڑ گوجرانوالہ اپنی اشاعت ماہ نومبر دسمبر ۱۹۵۹ء میں لکھتا ہے:۔

"گویا خلقِ خدا فقیر کے وصال کے بعد بھی اس سے اسی طرح فیض یاب ہوتی ہے جس طرح فقیر کی زندگی میں، اور یہی فقیر کے زندہ ہونے کی دلیل ہے

کوٹ جعفر کے حکیم مولوی عبدالکریم صاحب جو غالباً ابھی زندہ ہوں گے۔ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں صاحب اپنے والد حافظ میاں نور الدین جو استادالوقت ہیں۔ ان سے قرآن حفظ کرنے کی بہتیری کوشش کی، مگر حفظ نہ کر سکا۔ والد صاحب نے گھر سے نکال دیا۔ سیدھا دربار مقدس حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پہ حاضر ہوا، اور کئی دن روتا رہا۔ ایک ہفتہ کے بعد خواب میں حکم ہُوا۔ جاؤ میاں خداوند کریم نے تم کو حافظِ قرآن بنا دیا ہے۔ اپنے گاؤں میں جا کر رمضان المبارک میں قرآن شریف سناؤ۔ وہ جب گاؤں واپس آئے اور لوگوں نے آپ سے قرآن کریم سُنا تو سب حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کا فیض بعد از وصال دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سبحان اللہ۔

Marfat.com

مختلف امراضِ جسمانی کا علاج

امراض:- گنٹھیا، جھولا، سوزنک، استرخا، تشنج، تمور، ریح، رعشہ، ادھرنگ، لقوہ، فالج۔

اگرچہ ہماری کتاب کا موضوع روحانی فیض کے چشمے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے ہم کسی خانقاہ کی نمائندگی، یا اس کی تشہیر نہیں کر رہے بلکہ جو چند حقائق دنیا کے سامنے تجربات کی روشنی میں آتے ہیں۔ ہم ان کو منظرِ عام پر لانے میں معاونت کر رہے ہیں، تاکہ دکھی اور مجبور انسانیت اپنے دکھوں اور اپنی بیماریوں سے نجات حاصل کر سکے۔ چونکہ موضوع کا اہم جز بیمار انسانیت کو سکھ اور چین فراہم کرنا ہے۔ اس لیے ہم ایک ایسے شفاخانے کی نشاندہی کر رہے ہیں، جس کا تعلق روحانیت سے نہیں بلکہ یونانی طریقہ علاج سے ہے۔ چونکہ دنیا اس سے فیض پا رہی ہے۔ اس لیے اس شفاخانے کے ذکر سے ہم اپنی کتاب کے صفحات کو زینت بخش رہے ہیں۔

اس شفاخانے کی نشاندہی مؤقر جریدہ روزنامہ نوائے وقت کے جمعہ میگزین مورخہ ۱۹۹۰-۶-۸ء میں ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کے قلم سے ہوئی۔ اُن کی تحریر کو من و عن عوام الناس کی بہتری کے لیے درج ذیل نقل کیا جاتا ہے۔

"گجرات کا قدیمی اور تاریخی قلعہ جس کے ساتھ کئی داستانیں، روایات

Marfat.com

اور تاریخی معرکے وابستہ ہیں۔ یہ قلعہ اب آہستہ آہستہ مسمار ہو رہا ہے اس کے تاریخی نشان مٹتے جا رہے ہیں۔ یہ قلعہ محکمہ آثارِ قدیمہ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ بلندی پر واقع اس قلعہ میں داخل ہونے کے لیے چاروں سمت دروازے شیشیانوالہ دروازہ، شاہدولہ دروازہ، کالری دروازہ اور کابلی دروازہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قلعے کے چاروں برجوں کے نیچے بزرگوں کی قبریں اب بھی موجود ہیں۔ تہہ خانوں اور سرنگوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ باؤلی کنواں پرانی تحصیل نورجہاں کے بیٹے شہریار کی قتل گاہ کے علاوہ جو مشہور تاریخی عمارت ہے۔ وہ گجرات کا شاہی حمام ہے جسے عرف میں اکبری حمام بھی کہتے ہیں۔ کابلی دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی بلندی پر چڑھتے ہوئے ایک بلند و بالا عمارت پر یہ بورڈ آویزاں نظر آئے گا۔ اب حمام گرم ہے۔ یہ شاہی حمام باؤلی اور قلعہ مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے تعمیر کروائے تھے۔ یہ گرم حمام مغل شہنشاہ اکبر کی ذاتی دلچسپی سے تعمیر ہوا۔ یہ چھوٹی سی تاریخی عمارت ماضی میں ہر حکمران اور دیکھنے والوں کے لیے خصوصی توجہ کا مرکز رہی۔ یہ شاہی حمام اب ملک احمد حسین کی ذاتی ملکیت ہے اس کے بزرگ اس کی دیکھ بھال کرتے چلے آرہے ہیں۔ قریب ہی سکھوں کے چھٹے گرو کے نام سے محلہ چھٹی پادشاہی ہے۔ سکھوں نے اپنے دور میں یہاں بعض تبدیلیاں بھی کیں۔

روایت ہے کہ اکبری حمام کے نیچے ایک دیگ میں مخصوص کیمیکل سے بنا ہوا ایک دیا نصب تھا جو ہر وقت جلتا رہتا۔ جس کی تپش سے حمام گرم رہتا حمام کی بھاپ سے گنٹھیا، جھولا، لقوہ، سوتک، استرخاء، تشنج، تمور، ریح عرق النسا، رعشہ، ادھرنگ جسم کا جھولا اور فالج کے مریضوں کا علاج کیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ حمام میں بھاپ سے پسینہ لینے پر جسم سے زہریلے مادے خارج ہوجاتے ہیں اور مریض صحت یاب ہوجاتا ہے اور خاص تیل کی مالش کی جاتی ہے۔ گجرات میں قیام کے دوران شہنشاہ اکبر کی بیٹی متذکرہ امراض میں سے کسی ایک مرض میں مبتلا ہوگئی تھی..... شاہی طبیب کے مشورہ پر یہ حمام تیار ہوا اور شہزادی کو حمام کی بھاپ دی گئی جس سے وہ صحتیاب ہوگئی۔ یہ حمام ماضی میں شاہی خاندان کے مریضوں کے لیے مخصوص تھا۔

یہ حمام چھ کمروں پر مشتمل ہے۔ تاکہ مریضوں پر فوری طور پر ہوا کا یا موسم کا اثر نہ ہوسکے۔ بیرونی کمرہ اور اس کے نیچے تہہ خانہ ہے۔ اصل حمام آخری کمرہ میں ہے۔ آخری دو کمرے مخروطی گنبد نما ہیں۔ کمرہ میں روشنی کے لیے شیشہ نصب ہے۔ گنبد نما کمروں کی دیواروں میں خلا رکھا ہوا ہے۔ قیاس ہے کہ گرم ہوا اور بخارات گذرنے کے لیے نالیاں نصب ہوں، جب حمام گرم ہو، دیواروں سے بھی پسینہ ٹپکتا نظر آتا ہے۔ ہر کمرہ کا درجہ حرارت مختلف ہے۔ تاکہ بھاپ اور پسینہ لینے کے بعد مریض پر ہوا یا موسم اثرانداز نہ ہوسکے آخری کمرۂ حمام میں پہنچنے پر سر سے لے کر پاؤں تک پسینہ نکل آتا ہے۔ گرم بھاپ پسینہ سے مریض صحت یاب ہوجاتا ہے، گنٹھیا، جھولا، سونک استرخا، تشنج، تمور، ریح، رعشہ، ادھرنگ، لقوہ اور فالج کے مریضوں کی مخصوص تیل سے مالش کی جاتی ہے۔ کمرۂ حمام میں ایک دھانہ کے سامنے کرسی پر مریض کو بٹھادیا جاتا ہے اور وہیں پر مریض کو غسل دیا جاتا ہے۔ اور بھاپ بھی دی جاتی ہے۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک مریض صحت یاب نہ ہوجائے۔ اس حمام کے ساتھ اکبر بادشاہ نے ایک کنواں بھی تعمیر کروایا تھا جس کا پانی حمام میں استعمال ہوتا تھا اب

Marfat.com

یہ کنواں بند کر دیا گیا ہے۔ ماضی میں حمام کی گرمائش اور بھاپ کا سارا دارومدار ایک دیا پر تھا۔ جس کو مخصوص کیمیکل سے تیار کیا گیا تھا اور جلتا رہتا تھا۔ روایت ہے کہ ماضی میں تحقیق کے دوران یہ دیا بجھ گیا اور دوبارہ روشن نہ ہو سکا۔ اس کی جگہ اب لکڑیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ دو باتیں اب بھی حیرت انگیز ہیں۔ حمام کا پانی زیرِ زمین ہی غرق ہو جاتا ہے۔ لکڑیوں کی راکھ بھی زیرِ زمین غائب ہو جاتی ہے۔ حمام میں مریض خواہ مرد ہوں یا خواتین دور دراز سے علاج کے لیے آتے ہیں۔ گجرات میں دورِ قدیم اور مغلوں کے وقت کی نشانیاں، تاریخی عمارات، صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی قائم و دائم ہیں۔ ایک بادشاہ کی بنائی ہوئی چھوٹی سی عمارت بڑے بڑے معالجوں اور طبیبوں کے لیے چیلنج ہے۔ آج بھی مذکورہ بیماریوں میں مبتلا مریض صحت یاب ہو رہے ہیں۔ اگرچہ دیا بجھ گیا ہے۔ لیکن حمام کی تپش اور بھاپ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ عمارت آج بھی اسی آب و تاب کے ساتھ کھڑی ہے۔

Marfat.com

باؤلہ کتا کاٹے کا ایک اور شفاخانہ

معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر روحانی شفاخانوں اور فیض کے چشموں کا اہتمام کیا ہوا ہے تاکہ دور دراز کے سفروں کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے اپنے علاقوں کے قریب ترین شفاخانے سے فیض حاصل کر لیا جائے۔

علامہ مولانا عبدالغفور شاہ صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ غوثیہ نشاط کالونی آر اے بازار لاہور چھاؤنی راوی ہیں "کہ اگر باؤلہ کتا کاٹ جائے تو بابا محمد روشن صاحب کے مزار پر حضرت محترم بابا رکن دین نصیرالدین دم فرماتے ہیں جس سے بیمار کو شفا ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے بارہا ایسا دیکھا کہ کتے کی طرح بھونکتے ہوئے اور رسیوں سے جکڑے ہوئے انسانوں کو لایا گیا اور بابا جی نے دم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے انہیں شفا عطا فرما دی۔

سوئی نگلی ہوئی کا علاج

سوئی کے متعلق مشاہدہ ہے کہ اگر کوئی بچہ سوئی نگل لے یا کوئی جانور اپنے چارہ میں سوئی کھا لے تو اس کا نکالنا آپریشن کے بغیر ممکن نہیں یہ سوئی اگر شریانوں میں چلی جائے تو بعض اوقات موت کا باعث بن جاتی ہے حضرت علامہ مولانا سید عبدالغفور شاہ صاحب فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ ہمارے خاندان کو قدرت نے یہ بخشش فرمائی ہوئی ہے۔ کہ کوئی انسان یا جانور سوئی نگل لے یا گولیوں کے چھرّے وغیرہ جسم کے کسی حصّے میں پیوست ہو جائیں تو ہمارے خاندان کے سربراہ حضرت سید گلاب شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سیال شریف ضلع سرگودھا والے مٹھائی دم کر کے مریض کو کھلاتے ہیں۔ جس سے سوئی اور گولیوں کے چھرّے وغیرہ خود بخود باہر نکل آتے ہیں۔ اگر سیّد گلاب شاہ صاحب سے رابطہ مقصود ہو تو درج ذیل پتہ پر رجوع فرمائیں۔

حضرت پیر سید محمد عطاء اللہ صاحب
بمقام و ڈاک خانہ اورنگ آباد، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک

Marfat.com

ہر مرض کا علاج

عورتوں کے دردِزہ کا علاج ٭ جانوروں کا پیشاب بند ہوجانا جانوروں کا گلا گھُٹ جانا ٭ آنکھوں اور جوڑوں کا درد

فیض کے چشمے ۱۔ سید احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ محلہ پراچکان بھیرہ سرگودھا ۲۔ حضرت حافظ شفا، محمد المعروف شاہ زندہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بگوی خاندان بھیرہ۔ ۳۔ حضرت سخی اعظم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ پیر اعظم شاہ بھیرہ سرگودھا۔ ۴۔ حضرت پیر سید حسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ احمد آباد ضلع جہلم۔

راوی :۔ محترم ضیاء محمد صاحب محلہ پیر اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور عمر فاروق صاحب مینیجر ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ شریف۔

رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ ۱۹ مارچ ۱۹۹۱ء کو اچانک ضلع گجرات کے معروف قصبہ پھالیہ کے قریب کدھر شریف میں جانا پڑا۔ کدھر شریف کے آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ صاحب ہیں۔ مجھ خاکسار پر خصوصی کرم فرماتے ہیں۔ یہ سفر اُن سے ملنے اور ایک ضروری کام کے لیے تھا۔ آپ آئی سپیشلسٹ اور لاہور میو ہسپتال میں ایک عرصہ آئی وارڈ کے انچارج رہے ہیں آپ روحانی مصروفیات کی وجہ سے میو ہسپتال کی ملازمت چھوڑ کر کدھر شریف مستقل طور پر منتقل ہو چکے ہیں۔ دربارِ عالیہ

Marfat.com

پر ہمہ وقت مریضوں کا ہجوم رہتا ہے۔ سینکڑوں مریضوں کی ہر وقت موجودگی ان کے فیضِ عام کا بیّن ثبوت ہے۔ آپ بیک وقت روحانی وجسمانی امراض کے ماہر ترین معالج ہیں۔

چونکہ بندہ بغیر اطلاع کے پہنچا تھا اور آپ اس وقت بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں ایک کیمپ کا معائنہ کرنے کے لیے تشریف لے جانے والے تھے۔ بڑی محبت سے بغلگیر ہوئے اور مجھے ساتھ چلنے کا ارشاد ہُوا۔ میں نے ہاں کی اور آپ کی جیپ میں سوار ہوا۔ راستے میں کئی ایک روحانی اور تصوف کے مسائل پر گفتگو ہوئی جو میرے لیے ایک عرصہ سے حل طلب تھے۔ وہ اس سفر میں دورانِ گفتگو حل ہو گئے۔ الحمد للہ۔

بھیرہ شریف پہنچے تو جامع مسجد خاندانِ بگوی اور اس کے متعلقین امام خطیب، طلباء اور ڈاکٹر حضرات استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ نے مریضوں کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد چائے کا دَور چلنے لگا تو میزبان حضرات میں حضرت محترم ضیاءِ محمد صاحب محلہ پیر اعظم شاہ بھیرہ شریف اور عمر فاروق صاحب مینیجر ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ شریف سے تعارف ہُوا۔ میرا نام سُنا تو فرمانے لگے ضیاءِ حرم میں آپ کے مضامین پڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی کتاب روحانی شفاخانے بھی مطالعہ کی ہے اور اس کتاب نے بہت متاثر کیا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بالکل انوکھی اور نرالی ہے۔ بلکہ اس موضوع پر اس سے پہلے کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔

مزید فرمایا کہ اس سلسلہ میں کچھ معلومات ہمارے پاس ہیں میرے اشتیاق پر آپ نے درجِ ذیل تفصیل کے ساتھ وضاحت فرمائی :-

Marfat.com

آپ نے فرمایا :-

کہ بھیرہ شریف میں ایک دربار حضرت میراں شاہ صاحب کا ہے۔ جن کا اصل اسمِ گرامی سید احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ محلہ پراچکان میں آپ کا آستانہ ہے۔ ہر قسم کے مرض کے لیے آپ کے دربار پر پنکھے لگائے جاتے ہیں جس سے شفا مل جاتی ہے۔

جانوروں کو اگر گلے گھٹنے کی بیماری ہو جائے تو ٹگوی خاندان کے جدِامجد حضرت حافظ شفا محمد صاحب المعروف شاہ زندہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر آتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔

عورتوں کو جب بچے کی تولید کا وقت ہوتا ہے۔ وہ وقت بہت ہی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ یا جانوروں کا اگر پیشاب بند ہو جائے تو حضرت سخی پیر اعظم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے نام سے محلہ پیر اعظم شاہ مشہور ہے تو آپ کے دربار عالیہ کی زنجیر دھو کر مریض، عورت یا جانور کو پلائی جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً شفا عطا فرماتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ آنکھوں کی تکلیف اور جوڑوں کے درد کے لیے مریض کو احمد آباد ضلع جہلم میں پیر سید حسن شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف پیر خر سے شاہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً شفاءِ کاملہ عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

باؤلے کُتّے، ریح کا درد، آنکھوں اور ہر مرض کا علاج

فیض کے چشمے (۱) حضرت بابا غلام بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ نوتھباہ شریف، نزد شاہ باغ، کلر سیداں روڈ، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی

باؤلے کتے کا علاج سید خاندان کا ہر فرد، بمقام صاحب لکھو نزد ڈھیر گنا ڈاک خانہ تحصیل و ضلع گجرات۔ گجرات شہر سے مغرب کی طرف یعنی راولپنڈی جانے والی سڑک پر تقریباً دو اڑھائی میل گجرات سے ریلوے پھاٹک کراس کر کے بائیں طرف یہ گاؤں ہے۔

ہر مرض کا علاج حضرت سیدہ مائی نواب صاحب، قادری نوشاہی برقندازی رحمۃ اللہ علیہا۔ بمقام پیر گراڑہ، نزد شاہ باغ کلر سیداں روڈ، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔

ریح کا درد میاں حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ چوک حبیب، نڑالی کسووال، نزد قاضیاں، تحصیل گوجر خاں، ضلع راولپنڈی۔

آنکھوں کا علاج :- حضرت بابا پیر شاہ دسن، نزد دینہ تحصیل و ضلع جہلم۔

Marfat.com

فیض کے چشمے :۔ ۱۔ نتھیا بابا غلام تحصیل کہوٹہ (۲) میانہ موہڑہ تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم (۳) موہڑا شیرا، سکھو کے نزد تحصیل گوجرخان۔ (۴) درگاہ بن شاہ کمال نزد دولتالہ، میانہ تھب تحصیل راولپنڈی (۵) باکلیام شریف تحصیل گوجرخان، ضلع راولپنڈی۔

راوی :۔ حاجی محراب خاور ایم اے، وارڈ نمبر ۷ سرجبات روڈ، گوجرخان ضلع راولپنڈی۔

جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے کتاب جب منصہ شہود پر آئی تو اخبارات و رسائل اور جرائد نے بھرپور تبصرے کیئے۔ اس کے علاوہ صاحب علم و دانش نے بھی کھل کر داد دی، ادیبوں، شاعروں نے مقالے اور نظمیں تحریر فرمائیں۔ علاقہ پوٹھوہار کے معروف ادیب و شاعر جناب حاجی محراب خاور صاحب نے بھی تبصرہ لکھا پہلے وہ تبصرہ سپرد قلم کرتا ہے کہ وہ مختصر ہونے کے باوجود بہت اہم ہے۔

"جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے" کو میں نے شوق اور عقیدت سے پڑھا ہے۔ اس مختصر مگر دلنشین کتاب میں مصنف موصوف نے جس بات پر زور قلم صرف کیا ہے۔ وہ اولیاء کرام کی خانقاہوں یا مزاروں سے ابلتا ہوا فیضان ہے جو خدا کی مخلوق میں صدیوں سے جاری و ساری ہے۔

Marfat.com

اور صدیوں جاری رہے گا۔ اولیاء کرام سے مصنف کی عقیدت اور سپردگی بھی ایک امر واقعہ ہے جو خود مصنف کی شخصیت کا ایک دلچسپ پہلو ہے اس کتاب میں چند مذکورہ شفاخانے ایسے ہیں جو ہمارے علاقہ پوٹھوہار میں واقع ہیں۔ مثلاً نتھیا بابا غلام بادشاہ تحصیل کہوٹہ نزد شاہ باغ کلر سیداں روڈ ضلع راولپنڈی اور میانہ موہڑہ تحصیل سوہادہ وغیرہ ان مقامات کے ضمن میں مصنف علامہ عبدالحق ظفر چشتی صاحب کی تحقیق مستند اور لائق تحسین ہے۔

یہ مقامات واقعتہً صدیوں سے انسانی دکھوں کا مداوا رہے ہیں۔ آج بھی ان درگاہوں میں میلے کا سماں ہوتا ہے۔ بلکہ اس سرزمین پوٹھوہار میں بعض ایسے شفاخانے ابھی مصنف کی رسائی سے باہر ہیں۔ جہاں سے لی گئی خاکِ شفا کی چٹکی اور جہاں کا ایک پھیرا شفا کی ضمانت بن جاتا ہے۔ مثلاً موہڑا شیرا جو سکھو کے نزدیک تحصیل گوجرخان کا ایک گاؤں ہے۔ یہاں درد گنٹھیل کے مریض آتے ہیں اور شفا کا یہ عالم ہے کہ چارپائی پہ لائے گئے مریض اپنے پاؤں سے چل کر واپس جاتے ہیں۔

"بچوں کے سوکھا پن کے لیے مشہور درگاہ "بن شاہ کمال" جو دولتانہ کے قریب ہے۔ میانہ تھب تحصیل و ضلع راولپنڈی جو بینائی کا مجرب شفاخانہ ہے۔ باکلیام شریف تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی جو پوٹھوہار میں سلسلہ چشتی صابری کا مرکز اور ہر تکلیف کا مشہور شفاخانہ ہے۔"

حاصل یہ کہ ظفر چشتی صاحب کی کتاب میں بیان کردہ واقعات جس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہی ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات

Marfat.com

زندہ اور فیض رساں ہیں۔ عقل حیراں کے لیے حیران کن اور یقین و اذہان کے لیے نورا فروز بھی ہیں اور یہ دعوت بھی کہ :-

"خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر۔"

"فیض کے چشمے" کی ترتیب" کے حوالہ سے بندہ نے ان مقامات جن کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ مصنف کی پہنچ سے دور ہیں۔ تک پہنچنے کی کوشش کی اور ۲ جولائی ۱۹۹۵ء کو میں علاقہ پوٹھوہار گوجرخاں پہنچا۔ کسی صاحب سے شناسائی نہ تھی۔ محترم حنیف حنفی صاحب تکیہ حضرت سید میر کلاں بمقام چنگا میرا سے تھوڑی سی شناسائی تھی۔ اُن کو خط لکھ چکا تھا۔ ان کے ہاں پہنچا اور ان کی وساطت سے ۳ جولائی ۱۹۹۵ء کو حاجی محراب خاور صاحب سے ملاقات کی۔ اس سفر کی طویل روداد آپ تفصیل سے کسی اور مقام پر پڑھیں گے۔

محترم حاجی محراب خاور صاحب نے وعدہ کیا کہ اُن حضرات کے حالات و واقعات تفصیل سے لکھ کر ارسال کروں گا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۹۵ء کی شام کو اُن کا خط آیا جس میں باکلیام شریف کے بزرگان دین کا تذکرہ کی تفصیل موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

کلیام شریف و بزرگانِ کلیام کا مختصر تذکرہ

کلیام شریف پر پوٹھوہار کے مردم خیز خطہ کی مشہور بستی اور روحانی عقیدت کا معروف مرکز ہے۔ یہ بستی راولپنڈی سے اٹھارہ میل دُور لاہور کی شاہراہِ اعظم پر واقع ہے۔ اس بستی کی شہرت اُن اولیائے کرام کی وجہ سے ہے جو چشتیہ صابریہ سلسلہ کی عظیم شاخ سے نسبت رکھتے ہیں۔ سرزمین پوٹھوہار میں اس سلسلہ عالیہ کا فیضان ایک تو گولڑہ شریف کی نسبت سے پھیلا اور اس کا

Marfat.com

دوسرا روحانی مرکز کلیام شریف ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ پنجاب میں پاک پتن شریف کے بعد ان دونوں روحانی مراکز کو خصوصی اہمیت حاصل ہے چشتیہ سلسلہ کا فروغ انہی دونوں مراکز سے جاری و ساری رہا ہے۔ کلام شریف کی مقدس بستی میں جن اولیائے عظام کے فیض بخش مزارات موجود ہیں اُن کی اجمالی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نورِ رحمٰن حضرت خواجہ حافظ محمد شریف دہلوی ثم کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف کلیامی کو بزرگانِ کلیام شریف میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ تاریخی طور سے آپ خاندانِ مغلیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ شاہی رسالہ میں رسالدار میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ ایک دن دہلی شہر میں ایک مجذوب کی ملاقات نے کایا پلٹ کر رکھ دی۔ مجذوب نے آپ کو جلال آباد جانے کا اشارہ کیا۔ آپ نوکری سے سبکدوش ہو کر جلال آباد پہنچے یہاں صابری سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ سید موصوف نے چھ ماہ تک آپ کی تربیت فرما کر حکم دیا کہ آپ کلیام شریف ضلع راولپنڈی تشریف لے جائیں۔ جہاں آپ کو ایک مردِ فقیر کی تربیت پر مامور کیا جاتا ہے جو اپنے کمالات باطنی کے سبب شہبازِ لامکانی کے مقام پر ممتاز ہو گا۔ چنانچہ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے فرمان کی تعمیل میں کلیام شریف پہنچے، جہاں آپ کے جاننے پہچاننے والا کوئی شخص نہ تھا۔ خواجہ صاحب اپنی گذر بسر کے لیے کپڑے سینے کا کام کرنے لگے۔ لیکن جو فریضہ جلال آباد سے آپ کے سپرد ہوا تھا۔ اس کی تکمیل گویا آپ کی زندگی کی غایتِ اولی بن چکی تھی۔ آخر وہ مبارک وقت آگیا کہ قضائے

Marfat.com

روحانی کا عظیم شہباز آپ کے دامِ طریقت میں آگیا۔

خواجہ صاحب نے حضرت بابا فضل الدین کلیامی کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل فرما کر تربیت باطنی شروع کر دی۔ خواجہ حافظ خود ولایت کے عظیم مرتبہ پر فائز تھے۔ لیکن اپنے کمالات باطنی کو آپ نے کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ کے صاحبِ کمال ہونے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ کی روحانی عظمت کا عملی ظہور حضرت بابا جی کی شخصیت میں ہوا جو نہ صرف آپ کے خلفا میں ایک فضیلتِ خاص کے حامل تھے۔ بلکہ آپ کے روحانی کمالات کا ناطق نمونہ تھے۔ مقالاتِ ولایت کا تشخص اگر ضروری خیال کیا جائے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیات سے اُن کے مرشد پاک کے کمالات کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جانا چاہیئے۔ غرض تربیت کے فریضہ کو بطریقِ احسن پورا فرمانے کے بعد آپ کے انفاس پاک کی گنتی بھی مکمل ہو چکی تھی۔ جس فریضہ کو سینے سے لگائے جلال آباد سے کلیام شریف پہنچے تھے۔ آج اس کی تکمیل کا آخری دن تھا۔ یوں کہیئے کہ آپ کے مقاصدِ حیات کا آخری دن تھا کہ ۱۲۴۹ھ بروز جمعہ آپ اپنے خالقِ حقیقی کی رحمت سے جا ملے۔ یوں ایک ولی کامل کی تاریخِ حیات کا آخری ورق اُلٹ گیا۔ لیکن انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کو محض آنسوؤں کے سپرد نہیں کیا بلکہ وہ شخصیت عطا کر دی جو رہتی دنیا تک کمالات حافظ محمد شریف کا طرۂ امتیاز بن کر آسمان ولایت پر درخشاں رہے گی اور سلسلہ عالیہ کا فیض ایک طرف سے پاتی اور دوسری طرف لٹاتی رہے گی یہی شخصیت ہے جسے آج دنیا بابا جی کلیامی کے نام سے جانتی ہے

Marfat.com

خواجہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگ اولاد آج بھی کلیام شریف کی بستی میں معزز زندگی بسر کر رہی ہے، مگر حضرت موصوف کا مقبرہ بابا جی حضور نے تعمیر کرایا تھا اور اپنے باکمال مرشد کامل کا سالانہ عرس ۲۸ جون تا ۷ جولائی پوری عقیدت اور تزک و احتشام سے مناتے رہے حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر پانچ خلفا بھی تھے۔ مگر سلسلہ عالیہ کا شیوع زیادہ تر حضرت بابا جی کی وساطت سے ہوا ہے۔

حضرت خواجہ فضل الدین المعروف بابا جی کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

بتایا گیا ہے کہ آپ ہاشمی علوی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں چند پشت آپ کے پردادا نقل مکانی کر کے گجرات سے پوٹھوہار میں وارد ہوئے تھے، اور موجودہ کلیام شریف سے دو میل جانب مغرب کلیام سیداں میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ خاندانی شغل درس و تدریس تھا اور مسجد کی امامت فرماتے تھے حضرت بابا جی کے والد گرامی حافظ فتاح کا مشغلہ بھی درس و تدریس تھا ان کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے، جن میں سب سے چھوٹے ہمارے خواجہ خواجگان حضرت بابا جی حضور تھے۔ آپ کی ظاہری تعلیم و تربیت والد گرامی کے زیر سایہ ہوئی، آپ نے عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم اسی درس گاہ میں حاصل کی۔ جبکہ باطنی تربیت کا فریضہ آپ کے مرشد پاک نے انجام دیا جو اسی غرض سے جلال آباد سے کلیام شریف میں وارد ہوتے تھے۔ حضرت بابا جی مادر زاد ولی تھے۔ بچپن ہی سے آپ کی پیشانی پر جمال ولایت نمایاں تھا۔ آپ کے بچپن کے بہت سے واقعات خرقِ عادت کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں جب کتابوں میں ان واقعات

Marfat.com

کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کو آپ کے کمالات باطنی اور کرامات پر محمول کیا گیا ہے۔ اس میں شبہ کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔ تاہم میں یہ کہنے پر ہی اکتفا کروں گا کہ مقام ولایت خود ایک زندہ کرامت ہے۔ ولی اللہ کی ذاتِ گرامی کچھ نہ دکھاتے ہوئے بھی مجموعہ اسرار الٰہیہ ہوتی ہے۔ یہ ایک جملہ معترضہ ہے کہ اہل دنیا ہمیشہ اہلُ اللہ سے انہی کرشماتی شعبدوں کا تقاضا کرتے آئے ہیں جن کی توجیہہ سے اُن کی عقل مادیت پسند عاجز آجاتی ہیں۔ جبکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ ولایت کے لیے اظہار کرامت ضروری نہیں، خیر جب پھول کھلتا ہے تو اردگرد کے ماحول کو مہکاتی ہوئی خوشبو خود بھی اپنی حقیقت کا اعلان کر رہی ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے فرداً فرداً ان کرامات کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ آپ پر ہر وقت جذب و مستی کا عالم طاری رہتا تھا چلچلاتی دھوپ میں پتھر پر بیٹھ کر ریاضت، مجاہدہ کرتے۔ شدید جاڑوں کے موسم میں مشکی سے سر پہ پانی ڈلواتے، پھر بھی یوں محسوس ہوتا کہ شدتِ جذب میں آپ انگاروں پہ لوٹ رہے ہیں یہ جذبہ کبھی اظہار کی شکل پاتا تو آپ کی زبان سے یہی جملہ ادا ہوتا ہائے جل گیا ہوں، ہائے بھُن گیا ہوں اس جذب و مستی کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جسم پاک سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر پرندوں کی نذر کرتے رہتے اور رستے ہوئے زخموں پر نمک مرچ چھڑک دیتے۔ آپ کے نفسانی مجاہدوں کی شدت کو دیکھ کر حضرت گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے کہ جہادِ نفس میں بابا جی کا مقام منفرد ہے۔ خود بابا جی کے یہ یہ الفاظ کتابوں میں موجود ہیں کہ میں جب سے طریقت میں داخل ہوا ہوں نہیں جانتا کہ کس چیز کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔ نہ ہی یہ معلوم ہے کہ

Marfat.com

میٹھا ہوتا ہے اور کیا کڑوا جب کبھی میرے نفس نے ٹھنڈا پانی طلب کیا تو میں نے اُسے گرم پانی دیا۔ دوسرے تیسرے وقت میں اُبلی ہوئی دال کے چند گھونٹ پی لیتے کہ رمق حیات کا سامان ہو جائے۔ غرض ریاضت شاقہ اور جہاد نفس میں باباجی کی تقلید ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ عمر بھر مجرّد رہے۔ جب کبھی والدین نے تقاضائے شادی کیا تو جواب ہمیشہ نفی میں ہوتا۔

ظاہری سج دھج اور ننگ و نام سے آپ کو قطعاً کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ گویا ؏ ماہم طلاق دادہ ایم ایں ننگ و نام را

آپ کی نظریں ہر وقت پردہ نیلوفری کے پیچھے جمال مطلق پر جمی رہتی تھیں۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے دور رہتے۔ یوں لگتا کہ جمال مطلق کی تجلیات ہمہ وقت آپ کو آغوش میں لیے رہتی ہیں۔ دنیا کی ہر چیز ہیچ دکھائی دیتی، حضرت بابا فرید کے نام اس قدر عقیدت اور اُنس تھا ایک دفعہ کسی نے پنجابی میں یہ مصرعہ پڑھ دیا ؏

قمریاں جپن فرید فرید

سُنتے ہی آپ کے وجود کی ہڈیوں سے تڑاق تڑاق کی آواز آنے لگی۔ وجد کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی منکر وہاں موجود ہوتا تو بجز اقرار کے کوئی چارہ نہ پاتا۔ حضرت گولڑوی باوجود اتباع شریعت میں کامل ہونے کے حضرت باباجی کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ یعنی ایک ولی کامل کا دوسرے ولی کامل کی نگاہ میں جتنا احترام ممکن ہو سکتا تھا وہ حضرت گولڑویؒ کے دل میں موجود تھا۔ ؏ ولی را ولی می شناسد

ایک عالم دین قاری عبدالحکیم ضلع شاہ پور کی زبانی یہ روایت کتابو

Marfat.com

میں درج ہے کہ ان کے قیام مدینہ کے دوران میں حضور رسالتمآب نے نے انہیں زیارت سے مشرف فرما کر یہ فرمایا تھا کہ اپنے بدعتی پیر کو میرا سلام کہنا۔ کلام رسالتمآب کا یہ اشارہ غالباً بابا جی کے جذب و مستی کی طرف تھا اسی ارشاد سے حضرت بابا جی کے کمالاتِ باطنی اور مقام ولایت کا اندازہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپ نے جن حضرات کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل فرمایا اُن میں تین حضرات کے مزارات آج بھی کلیام شریف کی دھرتی پر خدا کا فیضان سرمدی بانٹ رہے ہیں، گویا پیر کامل کے کمالات کی زندہ زبانیں ہیں۔ جو بابا جی کی عظمت کا گویا زندہ اعتراف ہیں آپ کے خلفا میں جن حضرات کے مقابر کلیام شریف میں ہیں۔ اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ سید امیر علی شاہ وصال ۱۹۱۸ء کلیام شریف

۲۔ سائیں محمد حسین مجذوب سنگھوری وصال ۱۹۳۰ء کلیام شریف۔

۳۔ الحاج مولانا عبدالستار مظفر آبادی وصال ۱۹۴۲ء کلیام شریف

بابا جی کا وصال ۱۳۰۸ھ مطابق میں ہُوا جمعہ کا دن تھا۔ چار دن کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ جنازہ کی نماز حضرت گولڑوی نے پڑھائی۔ اور آپ کو مُرشد پاک کے پائین میں دفن کر دیا گیا۔ اہلِ ظاہر آپ کا جنازہ نہ پڑھنے پر مُصر تھے لیکن اپنے خیالات پر نادم ہو کر وہی لوگ با دیدۂ پُرنم جنازہ میں شریک ہوئے اور ثابت کر دیا کہ اہلِ ظاہر کی آنکھیں ہمیشہ اہلِ حال سے غافل رہی ہیں۔ اُن کی آنکھیں اُس وقت تک کھلتی ہیں جب کسی خدا مست فقیر کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتی ہیں۔ آنجناب کا عرس مبارک ہر سال ۳۱ دسمبر تا ۹ جنوری منعقد ہوتا

Marfat.com

ہے۔ قریب و دور سے زائرین اور عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ درگاہ عالیہ کے انتظامی امور اور سجادگی کے فرائض حضرت حاجی سائیں میاں بخش مدظلہ العالی اور ان کی اولاد ادا کرتے ہیں۔ جن کے وسیلہ سے کثیر مخلوق فیضان چشتیہ سے فیض اندوز ہو رہی ہے حضرت باباجی اور ان کے مرشدِ پاک کے عقیدت مندوں کو طعام اور رہائش مہیا کی جاتی ہے۔ عرس کے دنوں میں بھی درگاہِ عظمیٰ کا تقدس برقرار رکھا جاتا ہے۔ سوائے اوقات پنجگانہ کے شب و روز محفل سماع جاری رہتی ہے اس دوران میں احاطہ درگاہ میں تمباکو نوشی تک ممنوع ہے۔

دیگرا او باشی ہا چہ مقام دارد

سماع کے پروگرام میں گذشتہ دو سال سے ایک ادبی نشست کو کوشامل کیا گیا ہے۔ جو عرس کی آٹھویں شب کو منعقد ہوتی ہے۔ اس کا اہتمام خادم درگاہ عالیہ بابو محمد اکرم سائیں لوک اور دیگر اعزہ کے توسط سے ہوا ہے۔ بابو اکرم موصوف موجودہ سجادہ نشین حضرت حاجی میاں بخش مدظلہ العالی کے خدمت گزاروں میں سے ہیں ؎

مارا چہ رسد کہ دعوئ غلامیش بکنیم
آں را کہ غلامش سلطانِ جہانِ انند

خاورؔ

حاجی محراب خاور۔ ایم اے۔ گوجر خان۔ ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء

Marfat.com

بے شمار امراض کا شفا خانہ

راوی :- حنیف حنفی صاحب ۔ چنگا میرا۔ گوجر خان ضلع راولپنڈی

فیض کا چشمہ

حضرت سید میر کلاں بادشاہ قادری نوشاہی برق اندازی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ رو کھیاہ شریف کے آستانہ عالیہ پر یوں تو ہر قسم کے مرض اور دکھ، تکالیف شفاء من جانب اللہ ملتی ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ جمعرات کی حاضری صدقِ دل پختہ یقین و اعتقاد کے ساتھ دی جائے تو اللہ پاک کے کرم سے ہر مرض اور دکھ سے نجات مل جاتی ہے۔

مشہور ہے کہ ایک دفعہ علاقہ میں طاعون کی بیماری آگئی لوگ اس بیماری سے سخت پریشان ہو گئے بے شمار جانیں ضائع ہونا شروع ہو گئیں۔ اس خوف سے گاؤں (رو کھیاہ شریف) کے لوگ دربار شریف میں داخل ہو گئے۔ دو آدمی باہر ہی رہے اور کہنے لگے کہ ہم دربار میں نہیں جائیں گے، زندگی ہوئی تو بچ جائیں گے۔ وہ دونوں مر گئے اور باقی وہ تمام لوگ جو دربار شریف میں داخل ہوئے بخیر و عافیت اور سلامت رہے۔ گاؤں کے پرانی عمر کے وہ لوگ جو اس وقت کم سن تھے اب بھی اس واقعہ کی تفصیل عوام کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں۔

پیر شاہد الحسن شاہ صاحب آستانہ عالیہ ڈھماں نزد گوجر خاں شہر فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے قبلہ والد پیر عاشق حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے بتایا ہے کہ میرے چار بچے ایک ۱۲ سال کی عمر میں، ایک ۸-۹ سال، تیسرا ۵-۶ سال اور چوتھا بچہ ۳ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ ایک بزرگ نے رو کھیاہ شریف حضرت سید میر کلاں بادشاہ قادری نوشاہی برق اندازی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر صدق دل سے حاضری دیں اور سرکار کی بارگاہ میں دردِ دل سے التجا کریں انشاء اللہ آئندہ آپ کی اولاد زندہ رہے گی۔ قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے دربار شریف میں حاضری دی تب سے آپ ۷ بہن بھائی زندہ ہیں۔ شکر الحمد للہ۔

لہٰذا جس آدمی کی اولاد (بچے بچیاں) پیدا ہونے کے بعد مر جاتے ہوں وہ سرکار کے آستانہ پر حاضری دے تو انشاء اللہ اس کی اولاد زندہ رہے گی۔

آنکھوں کی تکلیف

فیض کا چشمہ: خانقاہ حضرت پیر شاہ وسن رحمۃ اللہ علیہ۔ دینہ ضلع جہلم

راوی: قاری محمد منشا صاحب سیالوی عربی ٹیچر۔ گورنمنٹ پروجیکٹ ہائی اسکول منگلا ضلع جہلم۔

قاری صاحب میرے بیٹے حافظ محمد عامر چشتی صاحب جو "جسمانی امراض کے روحانی شفا خانے" لکھنے کا سبب بنے، کے ہم جماعت ہیں اور کھو کھا شریف نزد دینہ، ضلع جہلم میں حضرت علامہ قاری العصر حضرت قاری محمد یوسف سیالوی صاحب کے شاگرد رشید ہیں، ۲۰ اگست ۱۹۹۲ء کو لاہور میرے غریب خانہ پر

Marfat.com

تشریف لائے اور "فیض کے چشمے" کے حوالہ سے گفتگو ہونے لگی، تو انھوں نے بتایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ۲۵ جنوری ۱۹۹۲ء کو ہمیں ایک خوبصورت سا بیٹا عطا فرمایا۔ لیکن بچے کی پیدائش ہوتے ہی اس کی آنکھ سے پانی بہنا شروع ہوگیا۔ مختلف اطباء، ڈاکٹر اور معالجوں سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے نسخہ جات استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ ڈاکٹروں کی تشخیص یہ ٹھہری کہ اس بچے کی ناک کی نالی بند ہے جو آپریشن سے ہی کھولی جا سکتی ہے۔ اور یہ آپریشن کم از کم چھ ماہ کی عمر میں ممکن ہے اس سے پہلے نہیں۔ گویا بچہ کی آنکھ سے اس وقت تک پانی بہتا رہے اور اس کے والدین کی گاڑھے پسینے کی کمائی بھی پانی کی طرح بہتی رہے۔

اسی علاج کے دوران بچے کی آنکھ ورم آلود ہوگئی اور آنکھ بند ہوگئی تشویش بڑھ گئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی بڑھانے میں اپنا کردار بھرپور ادا کیا۔

ارباب محبت نے مشورہ دیا کہ بچے کو حضرت پیر شاہ وسن رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ فیض بار پر لے جایا جائے۔ یہ آستانہ دینہ ضلع جہلم کے قریب ہے اور آنکھوں کی بیماریوں کی شفا بخشتا ہے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ ہم بچے کو حضرت وسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر لے گئے۔ وہاں کے پانی کے ساتھ آنکھ کو دھویا گیا۔ فاتحہ خوانی کی۔ ایصالِ ثواب کیا۔ دعاءِ خیر مانگی۔ الحمد للہ! گھر واپسی تک حالت بہتر ہوگئی، بلکہ بالکل تندرست ہوگئی۔ یوں معلوم دیتا ہے جیسے آنکھ کبھی خراب ہوئی ہی نہیں تھی۔ اس بچے کا نام ضیاء مصطفےٰ ہے اور الحمد للہ تاحال بچے کی آنکھ ٹھیک ٹھاک ہے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتے زمانے کی تقدیر دیکھی

Marfat.com

علاقہ پوٹھوہار کے بزرگوں کے آستانوں پر حاضری

فیض کے چشمے کی ترتیب و تدوین کے حوالہ سے پوٹھوہار کے چند بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری دینا مقصود تھی۔ جسمانی امراض کے روحانی شفاخانے پر حاجی محراب خاور صاحب۔ ایم اے علاقہ پوٹھوہار گوجر خان نے بڑا خوبصورت تبصرہ لکھا تھا اور اس میں چند اور روحانی شفاخانوں کا تذکرہ بھی تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ محترم چشتی صاحب ... کی ابھی وہاں تک رسائی نہیں ہوئی۔ اُن مقامات تک رسائی حاصل کرنے کے لیے علاقہ پوٹھوہار کے اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دینا مقصود تھی۔ میں نے اثر انصاری صاحب فیض پور خورد والوں سے بات کی تو کہنے لگے اکٹھے چلیں گے۔ یکم جولائی ۱۹۹۵ء رات ۹ بجے کا وعدہ کیا۔ لیکن نہ آئے۔ میں چونکہ خطوط لکھ چکا تھا اس لیے ٹھہر نہ سکا۔ حاجی محراب خاور صاحب سے شناسائی نہ تھی۔ تھوڑی بہت سلام دعا محمد حنیف حنفی صاحب سے تھی۔ جو علاقہ پوٹھوہار کے صوفی منش معروف پنجابی پوٹھوہاری شاعر ہیں اور چند کتب کے مصنف بھی ہیں۔ اس لیے میں نے خط بھی انہی کو لکھا تھا۔ دو جولائی کی صبح میں گھر سے گوجر خاں کے لیے روانہ ہُوا اور دن گیارہ بارہ بجے تک میں بمقام چنگا میرا میں ان کے گھر پہنچ گیا۔ انھیں میرا خط مل چکا تھا اور وہ میرے انتظار میں تھے۔

حنیف حنفی صاحب نے فرمایا کہ اس علاقہ میں حضرت سید میر کلاں بادشاہ قادری نوشاہی برخنداری رحمۃ اللہ علیہ، ذات ستودہ صفات

Marfat.com

بڑی اہمیت کی حامل ہے علاقہ پوٹھوہار میں سلسلہ سہروردیہ برقندازی کے بانی ہیں۔ ان سے فیض لینے والے مادر زاد ولی حضرت بابا غلام بادشاہ قادری نوشاہی برقندازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مزار نوتھیاہ شریف نزد شاہ باغ کلر سیداں روڈ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ہے۔ ان کے قریب مائی نواب صاحب کا آستانہ عالیہ فیض بار ہے۔ آج ہم ان بزرگوں کے آستانہ عالیہ پر حاضری دے آئے ہیں۔ حضرت پیر سید میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر کل حاضری دیں گے۔

پیر شاہد الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ حضرت پیر فضل الٰہی قادری نوشاہی برقندازی رحمۃ اللہ علیہ بمقام ڈھماں نزد گوجرخاں اور حنیف حنفی صاحب کا ایک عزیز نوجوان سعید صاحب بلانے پر آگئے۔ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر ہم چاروں حضرات سفر پر روانہ ہوئے اور ان دونوں حضرات حضرت بابا غلام بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف نتھاں والی سرکار اور حضرت مائی نواب صاحب آستانوں پر حاضری دی۔

حضرت بابا غلام بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور حضرت سید میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہیں۔ حنیف حنفی صاحب کا کہنا ہے کہ میں بھی روحانی طور پر حضرت سید میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ ہوں۔ اس لیے مجھے ان کے بارے میں زیادہ معلومات بھی ہیں اور نسبتِ عقیدت و محبت بھی۔

حضرت بابا غلام بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر باؤلے کتّے کے کاٹے کی شفا ملتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی باؤلا کتّا کسی مرد یا عورت کو کاٹ کھائے تو اس کو یہاں کی خوردہ اشیاء وغیرہ کھلائی جاتی ہے۔ نمک، پانی

Marfat.com

یا کوئی تبرک وغیرہ یا نہلا یا جاتا ہے اور اُسے شفا ہو جاتی ہے اور اگر کسی جانور کو کاٹ کھائے تو اس کو بھی نہلا یا جاتا ہے یا نمک چٹایا جاتا ہے اور سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو کتے کے کاٹے کے اثرات ظاہر ہونے لگیں تو اس علاقہ کے لوگ اس کو ذبح کر کے کھاجاتے ہیں یعنی اس کے کھانے سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

حضرت مائی نواب صاحب بھی حضرت میر کلاں بادشاہ قادری سہروردی برقندازی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں۔ ان کا دربار بمقام پیر گراٹہ، نزد شاہ باغ کلر سیداں روڈ، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ یہ دربار بھی روحانی فیض کا بہت بڑا چشمہ سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی مریض یہاں مسلسل سات جمعرات حاضری دے تو ہر بیماری سے شفا ملتی ہے۔ آپ کا فیض دور دراز تک پھیلا ہوا ہے اور پشاور تک مخلوق خدا آتی ہے اور فیض پاتی ہے۔

دوسرے روز ناشتہ کے بعد پھر سفر ہُوا اور آج ہماری منزل حضرت پیر سید میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ قادری نوشاہی برقندازی کا دربار عالیہ تھا۔ ہمسفر وہی تھے۔ البتہ راستے میں حنیف حنفی صاحب کے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب جناب امتیاز صاحب بھی ہمسفر ہو گئے۔ حضرت میر کلاں بادشاہ کا مزار بہت بلندی پر ہے اور بہت خوبصورت بالکل نیا از سر نو تعمیر ہوا ہے۔ محترم حنفی صاحب نے بتایا کہ اگر کوئی مریض بھی سات جمعرات حاضری دے اور یہاں سے نمک لے جا کر استعمال کرے تو ہر مرض سے شفا مل جاتی ہے۔

واپسی پر راستے میں حبیب چوک میں ٹھہرے، چائے پی چند بزرگ

Marfat.com

حضرت یہاں تشریف فرما تھے۔ احباب نے میرا تعارف کرایا، تو انہوں نے بتایا۔ یہاں حضرت میاں حبیب صاحب کا آستانہ ہے۔ ریح کے درد کے لیے مخلوقِ خدا آتی ہے اور فیض پاتی ہے۔ ان کے متعلق بھی ضرور لکھیں۔ آپ کا تفصیلی پتہ درج ذیل ہے۔

میاں حبیب قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ میاں حبیب چوک، نڑالی کسووالی، نزد قاضیاں تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی۔

آج کے اس سفر میں میرے ڈرائیور موٹر سائیکل جناب میاں نثار الحسن شاہ صاحب تھے۔ وہ مجھے اپنے گاؤں بمقام دھماں نزد گوجرخان لے گئے ان کے بزرگوں کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی۔ فاتحہ خوانی کی اور ایصالِ ثواب کیا۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ میرے دادا جان حضرت پیر فضل الٰہی برقندازی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۰ کو وصال فرمایا، اور ان کو ڈھوک شہزادہ نزد چک لالہ راولپنڈی میں دفنایا گیا۔ سات سال بعد ۱۹۳۷ میں آپ کے بار بار فرمان پر تابوت نکالا گیا اور بمقام دھماں لاکر دفن کر دیا گیا۔ یہ بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے۔ ان کے ورثہ میں قلمی نسخے اور کتابیں دیکھیں۔ ایک نسخہ خصوصاً جو سونے کے پانی سے حضرت صاحب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اس کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ یہ بزرگ بھی حضرت میر کلاں بادشاہ برقندازی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں۔

یہاں سے فراغت کے بعد ہم گوجرخان پہنچے اور جناب حاجی محراب خاور صاحب ایم اے سے ملاقات ہوئی۔ واقعتہً صاحبِ علم کی محفل کا رنگ ہی اور ہوتا ہے۔ وقت کی قلت کی وجہ سے ان سے درخواست کی کہ آپ

Marfat.com

اپنے علاقہ کے بزرگوں کے حالات لکھ کر بھیج دیں۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔ انہوں نے وعدہ فرمایا، اور دوپہر کا کھانا اُن کے ہاں سے کھایا اور آگے سفر پر روانہ ہوئے۔

۳ جولائی کی دوپہر کو دینہ ضلع جہلم پہنچا اور یہاں سے جناب قاری محمد منشا صاحب منگلا کالونی کے گھر حاضر ہوا۔ قاری صاحب میرے بڑے بیٹے حافظ محمد عامر چشتی کے حفظ کی کلاس کے ہم جماعت ہیں۔ بڑے تپاک سے ملے۔ ان کو بھی میرا عریضہ مل چکا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد انہوں نے موٹر سائیکل نکالی اور حضرت میاں محمد صاحب کھڑی شریف حاضری کے لیے عازم سفر ہوئے، دربار عالیہ گوہر بار پر حاضری دی، سلام عرض کیا، فاتحہ خوانی کی۔ دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دعا پیش کی اور شام تک واپس منگلا کالونی پہنچے۔

۴ جولائی ۱۹۹۵ء کی صبح واپس دینے پہنچے۔ یہاں سے حضرت بابا دمن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دی۔ اس آستانہ پر آنکھوں کے بیماروں کو شفا ملتی ہے۔ گذشتہ صفحات میں قاری محمد منشا کے بیٹے کی آنکھ اور اس کی شفا کے حوالہ سے گفتگو ہو چکی ہے۔ لیکن یہاں کوئی معقول آدمی نہ مل سکا۔ جن سے معلومات مل سکتیں۔ دینہ میں سجادہ نشین کے چھوٹے بھائی ریاض صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے بزرگ بھائی جان کا بتایا گھر آکر ان کو خط لکھا کہ اپنے حالات کے بارے میں مطلع فرمائیں۔

دینہ میں قاری محمد یوسف سیالوی دامت برکاتہم العالیہ سے نیاز حاصل ہوئے، اجازت لی اور میں اپنے شاگرد محمد اکرم شاہد مغل انسٹرکٹر گورنمنٹ ووکیشنل سکول گجرات سے ملاقات کیلئے پہنچا۔ بڑی

Marfat.com

محبت سے ملے۔ اپنے تلامذہ اور ساتھیوں و اساتذہ کرام سے تعارف کرایا۔ جملہ حضرات نے بہت احترام و اکرام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

گذشتہ صفحات میں رائے محمد کمال صاحب کے انٹرویو میں باؤلے کتے کے کاٹے کے دم کے حوالے سے گجرات کے ایک خاندان کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ اس خاندان میں کا کوئی فرد بھی دم کر دے تو آرام آجاتا ہے اُن کے ملنے کا اشتیاق تھا۔ اکرم شاہد مغل صاحب نے اپنے ایک ساتھی رزاق صاحب کو میرے ہمراہ کیا اور ہم گجرات سے مغرب کی طرف بمقام صاحب لکھو نزد ڈھیر و کنا پہنچے لیکن کوئی ذمہ دار فرد نہ مل سکا۔ البتہ جس کسی سے پوچھا اُس نے بتایا، بات بالکل صحیح ہے۔ گاؤں صاحب لکھو میں اس خاندان کے مانے شاہ ولد پیر سید شفقت حسین شاہ ولد بگے شاہ کے گھر میں گئے اور ان کی اہلیہ نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بٹھایا۔ چائے پانی کا پوچھا۔ ہم نے معذرت کی تو انہوں نے پوچھا خیریت تو ہے وہ یہ سمجھے کہ شاید ہم بھی کوئی مریض ہیں جب میں نے اپنا تعارف کرایا تو اس نے بتایا کہ سات پشتوں سے ہمارا یہ سلسلہ جاری ہے اور قدرت نے اس کو ہماری روزی کا ذریعہ بنایا ہے۔ ہمارے خاندان نے آپس میں باہمی مشورے سے اپنے اپنے علاقے بانٹے ہوئے ہیں جو علاقہ جس کا ہوگا، اس علاقے کے مریض کو وہی دم کرے گا، دوسرا نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو ہماری لڑائی ہو گی۔

دم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے سات پشت کے بزرگوں کے نام لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اُن بزرگوں کے نام کا واسطہ ڈال کر نمک کی ڈھلی

Marfat.com

دم کر کے دیتے ہیں۔ وہ نمک بھی مریض خود لاتا ہے۔ وہ دم کیا ہوا نمک اکتالیس روز استعمال کرے گا۔ دم کرتے ہوئے اس کی مرضی ہے وہ جو خدمت کرے ہم قبول کر لیتے ہیں۔ کوئی اصرار نہیں کرتے۔ البتہ اکتالیس روز کے بعد اس سے ایک بکرا عطیہ لیتے ہیں۔ اب یہ ہماری مرضی ہے کہ ہم کیسا بکرا لیتے ہیں۔ کوئی غریب ہو تو اس کے لیے ہاتھ ہلکا کر لیتے ہیں۔ کوئی امیر ہوا ہاتھ سخت کر لیتے ہیں ہم سال میں ایک دفعہ اپنے اپنے علاقے میں جاتے ہیں۔ لوگ ہمیں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ ہماری خدمت بھی کرتے ہیں اور غلّہ وغیرہ بھی دیتے ہیں۔

ہم دن میں صرف بیس آدمی کو دم کر سکتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اکیسواں شخص آجائے تو ہم اس کو دم نہیں کر سکتے، اگر کریں بھی تو اس کا اثر نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی ایسا شخص آجائے جس کی تکلیف بڑھ گئی ہو اور وہ باؤلہ ہو گیا ہو۔ تو پھر اس کا بچنا مشکل ہے۔ ہم پھر بھی دم کر دیتے ہیں لیکن سو میں سے ایک آدمی بچتا ہوا دیکھا ہے۔ یعنی ایک فیصد آرام کا امکان ہوتا ہے۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com